الحیات بعد الموت

گفتار و سخن

علامہ صادق حسن (کراچی)

ناشر

آفاق پبلیکیشنز گڑھ مہاراجہ جھنگ

فون 0333-4204637

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.
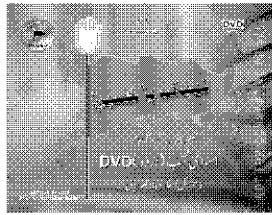
منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

گفتار وسخن

علامہ صادق حسن (کراچی)

مؤلف رائے افتخار حیدر کھرل ایم اے

ناشر

ادارہ آفاق پبلیکشنز گڑھ مہاراجہ جھنگ

فون: 0333-4204637

مشخصات کتاب

نام کتاب :: الحیات بعد الموت

گفتار وسخن :: علامہ صادق حسن آف کراچی

مئولف :: رائے افتخار حیدر کھرل ایم اے

نظر ثانی :: مولانا ارتضی عباس

پروف ریڈنگ :: رائے اسد علی کھرل

شبانہ کوثر بنتِ عبدالحق

کمپوزنگ :: سید احسان زیدی

اشاعت اول ::

ہدیہ 200 :: ناشر

ادارہ آفاق پبلیکشنز گڑھ مہاراجہ جھنگ

فون: 0333-4204637

فہرست

عرض ناشر

﴿الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم

ایکم احسن عملا وھو العزیز الغفور﴾

وہ جس نے موت حیات کو خلق کیا تا کہ آزمایا جائے کہ تم میں سے احسن عمل کون کرتا ہے وہ ذات بڑی غفور رحیم ہے۔

خدا نے ہر انسان کی فطرت میں عشق رکھا ہے انسان راحت مطلق سے عشق رکھتا ہے ایسی راحت مطلق جس میں کوئی رنج نہ ہو۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا ایسا راحت و آرام اس دنیا میں مل سکتا ہے یا نہیں، یا ایسا کوئی آدمی ہے کہ جسے آرام نصیب ہو۔ دنیا میں جتنی لذات اور خوشیاں ہیں ان کیساتھ تکالیف بھی ہے جیسے خوشی کے ساتھ غم، صحت کے ساتھ بیماری، غرض انسان کی خواہش اس دنیا میں پوری نہیں ہو سکتی ہے۔ دنیا میں انسان کے قیام کی مثال ایسی ہے کہ انسان کسی جگہ جانا چاہتا ہے لیکن راستے میں گاڑی خراب ہو جائے اور وہ وہاں نہ پہنچ سکتا ہو۔ کوئی اس دنیا میں راحت حاصل کرنا چاہتا ہے تو کبھی ظالم بن جاتا ہے، کبھی کس کا حق مارتا ہے صرف راحت و آرام پانے کیلئے۔ خدا کی عبادت سے منہ موڑ لیتا ہے۔ لیکن راحت و آرام کی یہ تمام کوششیں شیطان کی راہ میں خرچ ہوتی ہیں۔ جتنا بھی بڑا مال و دولت والا آدمی ہو اسے اس دنیا میں راحت و آرام نصیب نہیں جبکہ راحت مطلق انسان کی فطرت میں ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ راحت مطلق کسی اور زندگی اور عالم کیلئے ہے اس دنیا کیلئے نہیں جو ختم ہو جانے والی ہے۔ اس راحت مطلق سے محبت ہر عالم و جاہل میں پائی جاتی ہے۔ اس دنیا میں سب کو موت لازمی ہے یہاں راحت و آرام نہیں لیکن فطرت میں راحت مطلق سے عشق ہے۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ اس دنیا کے علاوہ کوئی اور دنیا ہے جہاں انسان کو راحت و آرام مل سکتا ہے کہ جس میں رنج اور پریشانی نہ ہو، غم نہ ہو بلکہ خوشی ہی خوشی ہو اس دنیا کا نام معاد یا آخرت ہے۔ خدا عادل و حکیم ہے جبکہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ

لوگ ظلم وستم کرتے ہیں اور قتل وغارت کرتے ہیں۔ عیش کر کے آرام سے مرجاتے ہیں۔ اگر ظالم کو اس کے ظلم کی سزا نہ ملے تو خدا کی عدالت میں فرق نظر آتا ہے لھذا ثابت ہوا کہ اس دنیا کے علاوہ کوئی اور مقام ہے جہاں ظلم کی سزا ملے گی بعد لحیات ابدی گزارے گا۔

تو اسوقت تک ہم علوم آل محمدؐ سے فیضیاب اور ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے۔ اس لیے ہم نے اس دور حاضر کے باعمل عالم دین کہ جن کی تقاریر اور دروس کو سن کر پتا چلتا ہے کہ دین آل محمد کیا ہے، اخلاق آل محمد کیا ہے، مقصد آل محمد کیا تھا اور جنھوں نے سیکڑوں موضوعات پر ہزاروں تقاریر کی ہیں اور جن کی ہر تقریر، سننے والے کے لیے باعث ہدایت ہے۔ اسلیے ہم نے عالم باعمل دور حاضر کی عظیم شخصیت جناب علامہ صادق حسن صاحب آف کراچی کی تقاریر کو کتابی شکل میں ڈھالنے کی کوشش کی اس کتاب میں کچھ ان کی مجالس ہیں اور کچھ ان کے دروس ہیں۔ اس کتاب کو مزید مفید بنانے کیلئے ان تقاریر میں مناسب مقامات پر سرخیاں Headings لگائی گئی ہیں تا کہ قارئین اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرسکیں۔ اور حاشیے میں امام المتقین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حکمت بھرے کلمات نقل کیے ہیں اس کتاب میں جو کچھ تحریر کیا گیا ہے سب کچھ ان کی زبان سے جاری ہونے والے کلمات ہیں۔ چند مقامات پر مزید سلیس بنانے کے لیے ان کے الفاظ میں تبدیلی کی گئی ہے لیکن مفہوم وہی ہے۔

امید ہے قارئین محترم ہماری اس کوشش کی پذیرائی فرمائیں گے۔ قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ اس کتاب میں اگر کوئی شکایت یا تجویز ہو تو ہمیں ضرور ارسال فرمائیں۔ خداوند رحمٰن ہم سب کو علوم آل محمد حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم ان احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی کوشش سے یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔ جناب اسد علی، احسان حیدر، مظہر جعفری، شبانہ کوثر، سیدہ عابدہ، آسیہ، ہم قارئین سے سورۃ فاتحہ کی التماس کرتے ہیں تمام مرحوم مومنین بالاخص والدہ محترمہ اسد علی بدائے امیر و دیگر مرحومین۔

دین کا علم پھیلانا بہترین صدقہ جاریہ ہے (فرمان رسولؐ)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبَنَا وَلِمَنْ لَہٗ حَقٌّ عَلَیْنَا بِحَقِّ اَئِمَّۃِ الْمَعْصُوْمِیْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا۔ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ۔ لَقَدْ جَاءَ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ اٰخِرِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ، سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَشَفِیْعِ ذُنُوْبِنَا وَطَبِیْبِ قُلُوْبِنَا وَ مَوْلَانَا وَ مُقْتَدَانَا اَبِی الْقَاسِمِ محمد ۔ (درود) وَعِتْرَتِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی اَعْدَائِهِمْ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ كِتَابِهِ الْحَكِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

موت

مرنے کے وقت مومن کی حالت:

ملک الموت ایک جانب سے آیا۔ آئمہ معصومینؑ مرنے والے کی مدد کو پہنچے اور دوسری جانب سے شیطان اور اس کا لشکر بہکانے کو آیا۔ مرنے والے نے اگر اپنے رشتہ محبت کو مضبوط رکھا ہے تو امام معصومؑ کی مدد اور شفاعت اسے یقیں پہ نصیب ہو گی۔ ورنہ یہ بھی ممکن ہے کہ اپنی بد عملی کے نتیجے میں شیطان کے قابو میں چلا جائے۔ اب ملک الموت کو اپنے اس فریضے کو انجام دینا ہے۔ جس کا حکم اسے پروردگار کی طرف سے ملا اور ملک الموت اپنے کام کا آغاز کر رہا ہے۔ انتہائی سخت منزل اور سخت مرحلہ ہے یہاں خصوصیت کے ساتھ دو چیزوں کا ذکر کر دینا ضروری ہے۔ پہلی بات کہ یہ مرحلہ اتنا سخت ہے کہ امام معصوم نے اپنے ماننے والوں کو اس مرحلے سے آگاہ کرنے کے لئے بعض اوقات ایسے جملے استعمال کیئے کہ مومن صحیح طور پر اگر ان کو سمجھ نہ پائے تو شک میں پڑ جاتا ہے کہ ایسا تو نہیں کہ یہ غلط روایت ہے ہمارے سامنے چوتھے امام زین العابدینؑ کے صحیفہ کاملہ کا وہ جملہ آ رہا ہے میں نے صحیفہ کاملہ کا حوالہ اس لئے دیا ہے کہ یہ جملے ایسے ہیں کہ شان امامت کے خلاف محسوس ہو سکتے ہیں۔ صحیفہ کاملہ کی دعا ہے کہ جس میں شک و شبے کی گنجائش نہیں کہ

دیکھنے والے نے امامؑ کو زار و قطار روتے ہوئے دیکھا۔ امامؑ ساری زندگی روئے ہیں امامؑ نے ساری زندگی ماتم کیا ہے لیکن آج امامؑ کا رونا عام طریقے سے ہٹ کر نظر آرہا ہے تو دیکھنے والا حیران ہو کے کہہ رہا ہے کہ مولا آپ پر اس وقت ایسی معیبت کیا آگئی کہ آپ اس طرح سے رو رہے ہیں۔ صحیفہ کاملہ کی ایک دعا میں امامؑ کا جواب "ارے میں کیسے نہ روؤں اَبْکِی لِخُرُوْجِ رُوْحِیْ وَ اَبْکِی لِظُلْمَاتِ قَبْرِی وَ اَبْکِی لِضِیْقِ لَحْدِیْ وَاَبْکِی لِسُؤَالِ مُنْکِرٍ وَنَکِیْرٍ فِی قَبْرِیْ وَاَبْکِی لِخُرُوْجِ مِنْ قَبْرِیْ عُرْیَاناً ذَلِیْلاً حَامِلاً ثِقْلِیْ عَلٰی ظَهْرِیْ فَمَالِیْ اَبْکِی اے سوال کرنے والے تو مجھ سے پوچھتا ہے کہ میں کیوں رو رہا ہوں میں کیسے نہ روؤں میں رو رہا ہوں اس وقت کو یاد کر کے جب مجھے قبر میں جانا ہو گا اور میری قبر انتہائی تنگ ہو گی چھوٹی ہو گی۔ میں کیوں نہ روؤں میں رو رہا ہوں اس وقت کو یاد کر کے جب میری قبر میں اندھیرا ہی اندھیرا ہو گا اور میں رو رہا ہوں منکر و نکیر کے اس سوال کو یاد کر کے جو قبر میں مجھ سے کیا جائے گا اور میں رو رہا ہوں میدانِ قیامت کو یاد کر کے جب مجھے اسی قبر سے اعمال کو اپنی کمر پہ رکھ کر نکلنا ہو گا ۔کتنے مشکل مرحلے ہیں کتنی عظیم منزلیں ہیں میں کیسے نہ روؤں میرا رونا قبر کے بارے میں ہے تو (معاذ اللہ) کوئی مومن ایک لمحے کے لئے بھی یہ سوچ نہیں سکتا کہ امام معصومؑ کے لئے قبر کوئی مرحلہ ہے۔ امام معصومؑ کے لئے منکر و نکیر کوئی حیثیت رکھتے ہیں۔ امام معصومؑ کے لئے قیامت کا میدان یا ملک الموت کی آمد کوئی مشکل ہے ملک الموت کی مجال کیا منکر و نکیر کی ہمت کہاں میدانِ قیامت کی سختیوں کا امامؑ

سے کیا تعلق لامحالہ ماننا پڑے گا کہ امامؑ ہمارے لئے رو رہے ہیں امامؑ ہمیں یاد دلانا چاہ رہے ہیں۔ امامؑ ہمارے دلوں میں احساس پیدا کرنا چاہ رہے ہیں کہ وہ موت جس کو تم نے اپنے دلوں میں بہت آسان سمجھ لیا ہے وہ کوئی اتنی مشکل چیز ہے کہ امام معصومؑ رو رہے ہیں تاکہ تمہیں یاد آجائے۔ امامؑ کے لئے تو روح کا نکلنا کوئی مشکل بات نہیں مگر تمہارے لئے تو سب سے بڑا مسئلہ ہے تم نے کیا تیاری کی ہے۔ امامؑ کے لئے قبر کی تاریکی کوئی مسئلہ نہیں۔ تمہارے لئے تو یہ مسئلہ ہے کہ تم نے کیا انتظام کیا ہے۔ امامؑ کے لئے تو قبر کے تنگ ہونے کا سوال ہی نہیں مگر تمہارے لئے تو یہ ہو گا۔ بتاؤ تمہارے پاس اس کے لئے کیا سامان ہے۔ منکر و نکیر کا امامؑ کے پاس آنے کا ممکن ہی نہیں مگر تمہارے پاس تو ضرور آئیں گے تم نے اس سوال کا جواب دینے کے لئے کیا سوچا ہے کہ امامؑ کے لئے میدان قیامت یا قبر سے نکلنا کوئی منزل نہیں مگر تمہیں تو قبر سے نکلنا ہوگا اپنے اعمال کو لے کے نکلنا ہوگا بتاؤ اس کے لئے تم نے کیا تیاری کی ہے تو امامؑ کا رونا ہمارے لئے ہے ہمیں یاد دلایا جا رہا ہے کہ یہ روایت ایسی ہے کہ آئمہ معصومینؑ سے مسلسل یہ روایت کی گئی ہے کہ امامؑ نے کہا کہ اے ہمارے ماننے والو تم قیامت کے میدان میں اتنا نہ ڈرنا وہاں ہم ہوں گے تمہاری شفاعت کو۔ لیکن قبر کے بارے میں ہر وقت ڈرتے رہنا کیونکہ وہاں پہ سب سے زیادہ تمہارے اعمال کام آئیں گے۔ جیسے تمہارے اعمال ہونگے ویسا ہی قیامت تک قبر میں تمہارے ساتھ سلوک کیا جائے گا تو اب امامؑ ہمیں یاد دلا رہے ہیں کہ قبر میں جانے کا مرحلہ ایسا مرحلہ ہے کہ یہاں سوائے اعمال کوئی چیز انسان کے کام نہیں

آتی ہے۔ اور اس کی بھی وضاحت کر دی جائے کہ قبر میں سب سے زیادہ کام آنے والا عمل کون سا ہے۔ یہ بھی روایت بڑی مشہور ہے کہ راوی شہر مدینہ کی ایک گلی سے گزر رہا ہے اور وقت ہے رات کا ' ایک بجا ہوگا رات کا۔ آج سے 40 یا 50 سال پہلے کے بزرگ سے پوچھ لیجئے گا کہ شہروں کی کیا حالت ہوتی تھی ادھر مغرب و عشاء کی نماز ہوئی اور لوگ گھروں میں آ گئے۔ رات کے 10 گیارہ بجے انتہائی سناٹا ہو جاتا تھا۔ شہر جنگل لگنے لگتا تھا تو چودہ سو سال پہلے تو ادھر مغربین کی نماز لوگوں نے پڑھی چراغ جلے اور سب آدمی گھر پہنچ گئے۔ رات کے 9 بجے آپ نکلے تو ایسا لگا کہ آپ ویرانے میں آ گئے تو کہاں رات کے ایک بجے اندھیرا بھی ہے ویرانی بھی ہے۔ سناٹا بھی ہے۔ صحابی امامؑ کسی کام سے مدینے کی گلی سے جا رہے ہیں دیکھا میرے آگے آگے کوئی اور جا رہا ہے گھبرا گیا کہ اس شہر میں آدمی رات گھر سے باہر تو نظر نہیں آتا یہ مجھ سے آگے کون جا رہا ہے۔ ایک مرتبہ ڈر گئے گھبرا گئے مگر ہمت باندھ کے آگے بڑھے تو یہ دیکھ کر پریشان ہو گئے یہ کوئی اور نہیں ہمارے آقا و مولا امام زین العابدینؑ آدمی رات کی تاریکی میں مدینے کے اس بازار اور گلی میں امامؑ اور عجیب بات یہ کہ امامؑ خالی نہیں ہیں۔ بلکہ امام کی پشت پر ایک بوری رکھی ہوئی ہے اور ایسا لگ رہا ہے کہ اس میں کافی سامان ہے گھبرا کے کہا ' مولا! یہ سامان مجھے دے دیجئے میں آپ کے گھر لے جاؤں امامؑ نے فرمایا نہیں میں سفر پہ جانے والا ہوں۔ یہ سفر کا سامان ہے جسے میں لے کے جا رہا ہوں۔ راوی نے سنا کہ امامؑ سفر پر جا رہے ہیں خاموش ہو گیا اور یہ سمجھا کہ شاید امامؑ آج رات کو چلے گئے کئی دن وہ

زیارت امامؑ کے لئے نہ گیا۔ ایک مرتبہ بازار مدینہ سے گزر رہا ہے کہ اسے امامؑ بازار مدینہ میں نظر آگئے۔ گھبرا کے آگے بڑھا۔ مولا آپ کب واپس آئے۔ امامؑ نے فرمایا کہاں سے۔ کہا مولا! اس رات جب میری ملاقات آپ سے ہوئی تو آپؑ نے فرمایا کہ میں سفر پر جا رہا ہوں۔ سامان لے جا رہا ہوں۔ میں سمجھا کہ آپ کہیں چلے گئے ہیں۔ امامؑ مسکرائے۔ کہا کہ تم میری بات کو نہیں سمجھے جس سفر کا میں نے تذکرہ کیا تھا یہ دنیا کا سفر نہیں ہے۔ یہ قبر اور آخرت کا سفر ہے۔ میں نے یہ بتایا تھا کہ مجھے قبر کے سفر پر جانا ہے اور یہ اس کا سامان ہے اور اس کے اندر وہ سامان تھا جو میں غریبوں اور محتاجوں کو رات کے وقت پہنچایا کرتا تھا۔ اس لئے کہ قبر کے سفر میں ہمارے کپڑے کام نہیں آئیں گے یہاں سے کراچی جانا ہے سوٹ کیس تیار کیا جاتا ہے۔ کپڑے رکھو چادر رکھو تولیہ رکھو صابن رکھو پہننے کے جوڑے رکھو۔ جیسا موسم ہے ویسے جوڑے لے کے جاؤ مگر قبر کے سفر میں نہ یہ کپڑے کام آئیں گے اور نہ یہ تولیہ نہ یہ چادر نہ یہ صابن وہاں تو نیک اعمال ہونے چاہیے۔ سوٹ کیس میں اور نیک اعمال میں بھی امامؑ نے بتایا ہے قبر میں کام آنے والے اہم ترین اعمال وہ ہیں کہ جس سے دوسرے مومن کی مدد کی جائے۔ دوسرے مومن کا حق ادا کیا جائے تو رات کی تاریکی میں امام صاحبان ایمان کے گھروں میں جا کر ان کی مدد کر رہے ہیں تا کہ سفر آخرت میں یہ چیز کام آئے تو (معاذ اللہ) امامؑ ان چیزوں کے محتاج نہیں ہیں۔ یہ تمہیں اور ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ جب قبر کا سفر شروع ہو جائے تو یہ سمجھ لینا کہ یہاں یہ کام آنے والی چیز وہ نیکیاں ہیں جو تم دوسروں کے ساتھ کرتے ہو

سفرِ آخرت::

اب یہ سفر قبر کہاں سے شروع ہو رہا ہے وہ سارے مرحلے تو ختم ہو گئے کہ جب تک مومن زندہ ہے اور کس نے اس کی مدد کی کس نے اس کو بہکانا چاہا۔ اور مومن کس گروہ میں ہوگا۔ امام معصومؑ کے لشکر میں چلا گیا یا شیطان کے اب قبر کا مرحلہ شروع ہو رہا ہے۔ اب ملک الموت مومن کو قبر کی طرف لے جا رہا ہے روایتوں میں یہ آیا ہے کہ جب ملک الموت انسان کی روح نکالتا ہے تو یہ مرحلہ عام طور پر مومن کے لئے زیادہ سخت ہوتا ہے اور کافر اور منافق کے لئے بہت آرام کا مرحلہ ہوتا ہے۔ بڑی عجیب بات امامؑ نے بیان کی۔ بڑا عجیب اصول امامؑ نے دیا یہ تو بالکل الٹی بات ہمارے سامنے آئی ہے۔ کہنا یہ چاہیے تھا امامؑ کو کہ ملک الموت جب آئے تو مومن کو آرام ملے گا اور کافر حیران ہو کے اس کی وجہ پوچھتا ہے پروردگار عالم کی یہ خواہش ہے کہ مومن کے گناہ قیامت کے دن سے پہلے جتنے معاف ہو سکتے ہیں ہو جائیں۔ چنانچہ بعض گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں بعض گناہ شفاعت سے معاف ہوتے ہیں' بعض گناہ خدا کی رحمت سے معاف ہوتے ہیں' اور کچھ گناہ ایسے ہیں کہ دنیا میں جو مومن پر پریشانی آتی ہے وہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگر پھر بھی کچھ گناہ مومن کے پاس رہ گئے تو ملک الموت جو آتا ہے یہ مومن کو جو تکلیف پہنچاتا ہے اس تکلیف میں اگرچہ مومن کا نقصان ہے مگر ایک فائدہ ہے کہ بہت سے گناہ اس تکلیف کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔ پروردگار کی بارگاہ سے اگر کوئی تکلیف بھی

مومن کے لئے آئے تو وہ بھی ایک رحمت بن جاتی ہے کہ اس کے نتیجے میں بہت سارے گناہ معاف ہو گئے تو مومن کے لئے سختی ہے موت کے وقت۔ تا کہ اس کے جو باقی گناہ ہیں وہ ملک الموت کے روح نکالنے کی تکلیف میں ختم ہو جائیں۔

مومن اور کافر کی موت میں فرق::

منافق کا مشرک کا کافر کا مسئلہ الٹا ہے اس کے بارے میں پروردگار عالم کی یہ خواہش ہے کہ میدان قیامت میں جب وہ آئیں تو کوئی نیکی ان کے نامہ اعمال میں نہ ہو۔ اب دنیا کا بڑے سے بڑا آدمی کوئی تو نیکی اس نے کی ہوگی۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ بھائی فلاں کافر ہے ہسپتال کو بنا دیا۔ فلاں مشرک ہے لوگوں کی اتنی مدد کر رہا ہے۔ ان کا ثواب کہاں گیا۔ مومن کو دنیا میں گناہوں کی سزا ملتی ہے تا کہ اس کی نیکیاں قیامت کے دن اس کے کام آئیں اور کافر کے ساتھ یا غیر مومن کے ساتھ یہ مسئلہ ہے کہ اس نے بھی تو کچھ نہ کچھ نیکی کی ہے ماں باپ کا خیال رکھا ہے غریب کی مدد کی ہے کبھی کاروبار میں سچائی سے کام لیا ہے۔ اس کا ثواب بھی تو خدا اس کو دے گا۔ خدا کبھی کسی کی نیکی کو بھی تو ضائع نہیں کرتا۔ اب خداوند عالم پہلے مرحلے میں کافر کو دنیا میں آرام دے دیتا ہے۔ جو اب دولت ملی خوب عیش کا موقع ملا تا کہ یہ جو آرام ملا ہے اسے ان نیکیوں کا اجر مل جائے۔ جو کافر نے کیں اور اگر نیکیاں زیادہ ہیں تو خدا اس کو دنیا میں آرام دیتا ہے اور جب ملک الموت آتا ہے کافر کے سرہانے تب بھی اسے آرام ملتا ہے تا کہ اس کی روح آسانی سے نکلے۔ اب جو روح آسانی

سے نکلتی ہے اس کے بدلے میں اس کی بہت سی نیکیوں کا ثواب آ گیا جو اس نے دنیا میں کیں تو کافر عام طور پر دنیا میں آرام سے مرتا ہے۔ مومن عام طور پر تکلیف کی حالت میں دنیا سے جاتا ہے تو کس اذیت کو برداشت کر کے جاتا ہے۔ مختلف راویوں نے مختلف اوقات میں آ کے سوال کیے تھے میں سب کو ایک روایت کی صورت میں جمع کر رہا ہوں۔ یہ روایت شیخ صدوقؒ نے کتاب جامع الاخبار میں قبض روح کے عنوان سے درج کی ہے شیخ صدوق ہماری تاریخ کے علم حدیث کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

روح قبض کیسے ہوتی ہے::

وہ یہ روایت لکھ رہے ہیں کہ راوی نے ایک مرتبہ صادق آل محمدؐ امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں جا کے یہ سوال پیش کیا مرنے والا کس حالت میں مرتا ہے تو امامؑ نے جواب دیا پہلا جواب تو یہی کہ مومن اور کافر کی موت میں فرق ہے پھر یہ بتایا کہ مومنوں کی موت میں بھی فرق ہے اگر کوئی ایسا مومن جس کے نامہ اعمال میں عقیدے کے ساتھ عمل بھی ہو جتنا اچھا مومن کا عقیدہ ہے اتنا ہی اچھا اس کا عمل بھی ہے کوئی گناہ نہیں لیکن اگر کچھ گناہ تھے اور دنیا میں اس پر مصیبتیں نازل ہوئیں اور وہ گناہ معاف ہو گیا کچھ گناہ اس نے توبہ کر کے معاف کرا لیے کچھ گناہ امامؑ کی شفاعت سے معاف ہو گئے۔ خیر جب ملک الموت آیا تو کوئی گناہ باقی نہیں رہا توبہ' شفاعت' اور دنیا کی مصیبتیں انہوں نے مل کر مومن کے گناہ معاف کرا دیئے۔ اب

خالی نیکیاں ہیں نامہ اعمال میں جب یہ مومن دنیا سے جائے گا' یا تو وہ طریقہ ہوگا جو پہلے روایت میں آیا ملک الموت جنت کا پھول لے کے آئے گا مومن کو سنگھائے گا اور مومن اس دنیا سے چلا جائے گا۔ امامؑ نے کہا کہ جس طرح صابن سے بال نکلتا ہے جتنے آرام سے اتنے آرام سے مومن کی روح اس کے جسم سے نکلے گی یا یہ کہ ملک الموت شراب طہور کا جام لے کے آئے گا مومن سے کہے گا اس کو پیو مومن پیتا جائے گا اور یہ سوچ رہا ہوگا کہ میں یہ شراب پی کے اپنی پیاس بجھا رہا ہوں اور اسے پتہ نہیں چلے گا کہ میری روح نکل رہی ہے۔ ادھر وہ شراب ختم ہوئی اور مومن نے دیکھا کہ میرا جسم الگ پڑا ہے میری روح الگ چلی گئی۔ اتنے آرام کے ساتھ کہ ایک سیکنڈ میں توبہ کر کے اس کو معاف کرا لیا۔ لیکن اگر ایک عام مومن گناہگار ہے عقیدہ اس کا بہترین ہے اور جس کا عقیدہ صحیح ہو جنت اس کے لئے یقینی ہے مگر عمل میں اس کے خرابی ہے اور اتنے گناہ ہیں کہ توبہ کے باوجود کچھ گناہ باقی ہیں۔ شفاعت کے باوجود کچھ گناہ باقی ہیں۔ دنیا کی مصیبتوں کے باوجود کچھ گناہ باقی ہیں۔ ایسے مومن کا جب وقت آخر آتا ہے تو مرنے والے کو اس سے زیادہ تکلیف پہنچتی ہے۔ جتنی تکلیف ایک زندہ پرندے کو آگ پر رکھ کر جلایا جائے اور بھونا جائے' سیخ میں' وہ سیخ کباب آپ نے دیکھے ہوں گے۔ سیخ میں ایک پرندے کو لگایا جائے اور پرندہ زندہ ہو موت نہ آئے اور آگ پہ اس کو جلایا جا رہا ہے۔ اس سے زیادہ تکلیف مومن کو آخری وقت میں پہنچے گی۔ اگر اعمال کی خرابی ہے ایک زندہ جانور کی کھال اتارنے میں جتنی تکلیف پہنچتی ہے اس زندہ جانور کو کھال اتارنے

میں اس سے زیادہ تکلیف ملک الموت کی وجہ سے مومن کو وقت آخر میں پہنچے گی۔
جتنی تکلیف مومن کو اس وقت پہنچے جب اس کے جسم کو ہزار تلواروں کے درمیان لا
کے قیمہ قیمہ کر دیا جائے تلواریں چل رہی ہیں اور موت نہیں آرہی جسم کا قیمہ بن رہا
ہے اس سے زیادہ تکلیف ملک الموت کے روح نکالنے کے وقت مومن کو پہنچے گی۔
امامؑ نے کہا کہ اگر کسی کی آنکھ میں چکی کو رکھ کر چلایا جائے تو جتنی شدید تکلیف ہوتی
ہے اس سے زیادہ تکلیف مرنے والے مومن کو آخری وقت میں ہوتی ہے۔ امامؑ نے
کہا کہ کسی کے جسم کو اگر آرے سے کاٹا جائے تو آرے سے کاٹنے میں جو تکلیف ہو
گی ہڈیاں کٹیں گوشت کٹا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوا اس سے زیادہ تکلیف ملک الموت
کے روح نکالتے وقت مرنے والے مومن کو ہو گی۔ امامؑ نے کہا اگر آسمان اور زمین
کے بیچ رکھ کر مومن کو دبایا جائے اور پیسا جائے جس طرح پہلے زمانے میں سل کے
اوپر مصالحے کو رکھ کر پیستے تھے تو جتنی تکلیف ہو گی تو آسمان اور زمین کے درمیان
مومن کو رکھ کر دبایا جائے یا پہاڑ اور زمین کے بیچ میں رکھ کر دبایا جائے اس سے
زیادہ تکلیف مرنے والے کو آخری وقت میں ہوتی ہے جب ملک الموت اس کی
روح کو نکالتا ہے اور یہ تکلیف کیوں ہوتی ہے۔ اعمال کی خرابی اپنے مقام پر مگر ایک
وجہ امامؑ نے اور بتائی اور آپ کو یاد ہو گا کہ آخری وقت کی تکلیف سے بچنے کے لئے
16، 17 عمل کل بتائے گئے تھے۔ ایک چیز جو رہ گئی تھی اس روایت میں یہ دونوں
باتیں آجاتی ہیں کہ آخری وقت میں تکلیف کیوں ہوتی ہے ہمارے جسم کی کھال کو کوئی
چٹکی سے پکڑ کر کھینچے تو ہم تڑپ اٹھتے ہیں' کہاں یہ کہ پوری کھال کھینچ کر اتاری

جائے۔ ہمارے جسم میں ذرا سی آگ لگائی جائے تو ہم تڑپ اٹھتے ہیں اور کہاں اتنی تکلیف کہ جیسے آگ میں رکھ کے زندہ جلایا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے اور اس سے بچنے کا طریقہ کیا ہے راوی ہمارے ساتویں امام امامؑ موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں پہنچا مولا یہ بتایئے کہ بعض مرنے والے مومن راحت کے ساتھ دنیا سے جاتے ہیں آرام کے ساتھ اور بعض بڑی تکلیف کے ساتھ تو مولا فرق کیوں ہے ان مومنوں کی موت میں۔ راوی کا یہ سوال بتا رہا ہے کہ اس نے اس سے پہلے بھی امامؑ کی خدمت میں یہ سنا تھا کہ امامؑ نے یہ فرمایا تھا کہ کچھ لوگ آرام سے مرتے ہیں اور کچھ لوگ مشکل سے۔ امامؑ نے کہا میں تمہیں ایک مثال دیتا ہوں پھر تمہیں اس کا جواب مل جائے گا۔ ایک دھوبی دریا کے کنارے کپڑے دھو رہا تھا اور جو کپڑے دھو رہا تھا وہ ململ کے کپڑے تھے۔ انتہائی باریک اور نازک ذرہ سی اس میں کوئی چیز لگ جائے اور کپڑا پھٹ جائے۔ دریا کے کنارے کپڑے دھو رہا ہے اور جیسا کہ طریقہ ہے کپڑے دھونے کے بعد پھیلاتا جا رہا ہے۔ دریا کے کنارے دریا کے کنارے گھاس ہے گھاس دور تک چلی گئی اس نے یہ سارے کپڑے گھاس پر پھیلا دیئے۔ گھاس ختم ہو گئی کپڑے بچ گئے گھاس کے بعد کچھ کانٹے دار جھاڑیاں تھیں ایسی جھاڑیاں تھیں جن میں کانٹے ہیں۔ سوئی کی طرح تیز اور باریک کانٹے ہیں۔ اب کہاں کپڑے پھیلائے، جگہ تو ہے نہیں۔ اس نے باقی کپڑے ان کانٹے دار جھاڑیوں پر پھیلانے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ اس نے سارے کپڑے پھیلا دیئے۔ آدھے گھاس پر اور آدھے کانٹوں پر۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کو پتہ چلا کہ آندھی آ رہی ہے۔

ہوائیں چلنے والی ہیں۔ آندھی آئے گی سارے کپڑے اڑ جائیں گے۔ قیمتی کپڑے ہیں ڈر کے مارے یہ بھاگا اور یہاں آیا۔ اب اس کے پاس اتنا وقت نہیں کہ آرام آرام کے ساتھ کپڑے کو اٹھائے' تہہ کر کے لپیٹے' اسے رکھے پھر دوسرا کپڑا اٹھائے جلدی میں ہے۔ کپڑے اڑنے نہ پائیں جتنے بچا سکتا ہو بچالے بتاؤ یہ کس طریقے سے کپڑے جمع کرے گا۔ راوی نے کہا مولا یہ تو تیزی کے ساتھ جائے گا کپڑے پھیلے ہیں ہر کپڑے کو کونے سے گھسیٹے گا، اس نے جمع کیا جلدی جلدی سارے کپڑے جمع کرے گا اور بالکل فطری بات ہے امامؑ نے کہا کہ یہ بتاؤ جو کپڑے گھاس پر ہیں ان کی کیا حالت ہوگی جو کپڑے کانٹوں پر ہیں ان کی کیا حالت ہوگی کہا مولا جو کپڑے گھاس پر ہیں جب یہ جائے گا اور کونے سے پکڑ کر گھسیٹے گا سارا کپڑا ایک سیکنڈ میں اس کے ہاتھ میں آجائے گا۔ ادھر اس نے کپڑے کو پکڑ کے گھسیٹا ململ کا کپڑا ہے بہت ہی ہلکا اور باریک ادھر کپڑا گھسیٹا اور پورا کپڑا اس کے ہاتھ میں آگیا۔ لیکن جو کپڑا کانٹوں پر ہے وہ اس نے تیزی سے گھسیٹا تو سارے کانٹے کپڑے میں لگ جائیں گے اور کپڑا تار تار ہو جائے گا۔ چیتھڑے اڑ جائیں گے کپڑے کا ہر دھاگا الگ الگ ہو جائے گا۔ مولاؑ سارا کپڑا پھٹ جائے گا۔ امامؑ نے کہا بس یہی ملک الموت کی کیفیت ہے وہ آتا ہے مومن کے پاس اور مومن کی روح نکالتا ہے۔ اگر مومن کی روح اس طرح ہے جیسے گھاس کا کپڑا تو ادھر ملک الموت نے روح کو پکڑا اور پوری روح ایک سیکنڈ میں ملک الموت کے ہاتھ میں آگئی نہ مرنے والے کو کوئی تکلیف ہوئی نہ اس کی روح کو کوئی تکلیف ہوئی اور اگر مرنے

والے کی روح اس طرح ہے کہ جیسے کانٹوں پر پھیلا ہوا کپڑا تو ملک الموت تو روح نکالے گا مگر یہ جو کانٹے ہیں یہ روح کو زخمی کر دیں گے تار تار ٹوٹ جائے گا روح اس طریقے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی کہ جیسے ململ کا کپڑا کانٹوں کے اوپر ہو جاتا ہے۔ روح کا جوڑ جوڑ بند بند الگ ہو جائے گا۔ زخمی روح ملک الموت کے ہاتھ میں آئے گی اور یہ جو روح کو کھینچ رہا ہو گا یہ کانٹے اس کی روح کو کاٹیں گے اور مرنے والا تڑپے گا۔ کبھی لگے گا جیسے آگ میں جلایا جا رہا ہے کبھی لگے گا جیسے کھال کو اتارا جا رہا ہے۔ کبھی لگے گا جیسے آرے سے کاٹا جا رہا ہے اور کبھی ایسا لگے گا کہ جیسے پورے جسم کا قیمہ بنایا جا رہا ہے۔ راوی نے کہا مولا یہ بات تو سمجھ میں آ گئی کہ کچھ مرنے والوں کو تکلیف کیوں ہوتی ہے کچھ کو آرام کیوں ہوتا ہے۔ مولا یہی چیز تو مجھے سمجھنی ہے کہ وہ مومن کون ہیں کہ جن کی روح ایسے ہے جیسے گھاس پر پھیلا ہوا کپڑا ہے اور وہ کون ہے جس کی روح ایسے ہے جیسے کانٹوں پر پھیلا ہوا کپڑا ہے۔ امامؑ نے کہا شاید تم یہ نہیں سمجھے کہ یہ کانٹے کیا ہیں۔ امامؑ نے کہا یہ کانٹے ہیں دنیا کی چیزوں کی محبت' مال سے محبت، اولاد سے محبت، بیوی سے محبت، شہرت سے محبت اقتدار سے محبت دوسروں سے حسد، دوسروں سے جلن، دولت بڑھ جائے، مکان بہت اچھا ہو جائے یہ جو دنیا کی جتنی چیزیں ہیں یہ سب کانٹے ہیں اگر مومن نے دنیا سے محبت کر لی گویا اس نے اپنی روح کو کانٹوں پر بچھا دیا اب جب ملک الموت روح کو کھینچے گا تو بچے یاد آئیں گے اور ایسا لگا جیسے کانٹے نے کپڑے کو پھاڑ دیا ہے۔ اگر ملک الموت نے روح کو نکالا اور مرنے والے کو مال سے محبت ہے تو مال ایک

کانٹا بنے گا ملک الموت روح کو نکال رہا ہے۔ مال روح کو روک رہا ہے۔ بس یہ کشمکش جو ہوگی اس کے اندر مرنے والے کو ایسا لگے گا جیسے میرا جسم آری سے کاٹا جا رہا ہے۔ امامؑ نے کہا کہ دیکھو ہر ایک کو دنیا میں رہنا ہے اگر ایسے رہو جیسے ململ کا کپڑا گھاس پہ تھا یہ تھا گھاس پر مگر گھاس سے کوئی تعلق نہیں رکھا۔ جب واپس بلاؤ کپڑا آجائے گا اور اگر اس طرح رہے کہ جیسے کانٹوں کے اوپر کپڑا رہتا ہے کہ کانٹوں کے اوپر کپڑا گیا اور ہر کانٹے سے تعلق پیدا ہو گیا۔ جب واپس بلایا گیا ہر کانٹا اپنے طرف روح کھینچے گا اور روح جو ہے وہ زخمی ہو جائے گی۔ تو اب امامؑ نے دو مسئلے حل کر دیئے پہلا مسئلہ تو یہ حل کیا کہ تکلیف کن کی روح کو ہوتی ہے جو دنیا کی محبت میں اندھے ہو جائیں اور کن کی روح آسانی سے نکلتی ہے جن کا دنیا سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے۔ اسی لئے امامؑ کا ارشاد ہے حُبُّ دُنیَا وَ اسُ کُلِّ خَطیۡه۔ ہر برائی کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور ہر عذاب کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور دوسری بات امامؑ نے یہ بتائی کہ دنیا سے جتنی محبت کم کرو گے مرنے میں اتنی ہی آسانی ہوگی۔ انسان دنیا سے بڑی محبت کرتا ہے خاص طور پر اولاد اور بیوی سے یہاں تک کہ اکثر لوگ جو مال بھی جمع کرتے ہیں تو مال سے زیادہ ان کو اولاد سے محبت کہ گھر والوں کو آرام پہنچائیں۔ ایک مرنے والا مر رہا ہے سارے گھر والے چاروں طرف جمع ہیں اور سب زار و قطار رو رہے ہیں مرنے والے کی آنکھ کھلی۔ پہلی نگاہ بیوی پر پڑی۔ بیوی اپنے شوہر کی موت پر کیسے رو رہی ہوگی۔ گھبرا کے کہا تم کیوں رو رہی ہو کہا کہ میں بیوہ ہو رہی ہوں۔ اس کے بعد دنیا میں کون میرا سہارا بنے گا۔ کون میرا خیال کرے

گا جو بچوں کی طرف دیکھا۔ تو امامؑ نے کہا دنیا سے جتنی محبت کرو گے آخرت میں اتنی ہی تکلیف ہوگی۔ انسان اپنے گھر والوں سے کتنی محبت کرتا ہے۔ مگر وہ گھر والے بھی روتے ہیں تو اپنے لئے۔ اسی لئے امامؑ نے کہا کہ کچھ کرنا ہے تو اپنی زندگی میں کرلو۔ فضل بن شاذان قمی ہمارے ایک انتہائی جلیل القدر عالم ہیں۔ ان کی ایک کتاب فضائل ہے ان کے مرتبے اور ان کی کتابوں کی اہمیت کے لئے یہی کہہ دینا کافی ہے کہ جب ہمارے گیارہویں امامؑ قید خانے میں تھے تو خاص طور پر ان کی ساری کتابیں منگوائی تھیں۔ ایک کتاب کو امامؑ نے خوب پڑھا تھا اور کہا تھا یہ کتابیں صحیح ہیں۔ میں اپنے ماننے والوں کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ ان کو پڑھ کر ان پر عمل کر سکتے ہیں۔ یعنی یہ ان کی کتابوں کی اہمیت ہے۔ قید میں امامؑ ان کی کتابوں کو پڑھ کے ان کی تصدیق کر چکے ہیں۔ اس میں یہ روایت موجود ہے کہ اصبغ ابن نباتہ مولائے کائناتؑ کے بڑے عظیم صحابی ہیں۔ یہ وہی صحابی ہیں جنھوں نے شب 21 مولا سے زخمی حالت میں اطاعت والدین کی حدیث نقل کی تھی۔ بڑے عظیم صحابی ہیں۔ اصبغ ابن نباتہ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں شہر مدائن میں تھا اور اس وقت مدائن کے گورنر سلمان فارسیؓ تھے۔ سلمان فارسیؓ کو خلیفہ ثانی نے مدائن کا گورنر مقرر کیا تھا۔ مولاؑ کی اجازت اور حکم سے انہوں نے عہدہ قبول کیا اور اس کے بعد مولاؑ کی خلافت تک وہ مدائن کے گورنر رہے۔ بعد میں ان کا انتقال ہوا اور مولاؑ معجزے سے کوفے سے مدائن گئے اور راتوں رات سلمانؓ کی نماز جنازہ پڑھ کے صبح دوبارہ کوفے آ گئے تھے۔ کوفے سے مدائن کوئی کم فاصلہ نہیں۔ خیر روایت یہ ہے کہ اصبغ ابن نباتہ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں جب سلمان گورنر ہے مولاؑ کی خلافت کا زمانہ شروع ہو چکا ہے۔ میں بھی مدائن میں ہوں ایک مرتبہ سلمان بیمار پڑے میں روزانہ سلمان کی عیادت کو جاتا ہوں۔ اصبغ کا سلمان کو چارپائی پر قبرستان میں لے جانا اور مردے سے کلام کرنا۔

گناہ گاروں کا عذاب

پیغمبرؐ کی ملک الموت سے ملاقات::

سفر معراج میں پیغمبر اسلامؐ پہلے آسمان کے اس تیسرے حصے میں پہنچے کہ جہاں ملک الموت سے ملاقات ہوئی۔ ملک الموت کے سامنے تختی ہے جس پر ملک الموت نگاہ ڈالتا ہے اور تیزی کے ساتھ عمل میں مصروف ہو جاتا ہے بعض روایتوں میں ہے کہ ملک الموت کے دو ہاتھ تھے بلکہ کثیر تعداد میں ہاتھ تھے اور مسلسل مصروف عمل ہیں۔ پیغمبر اسلام کو دیکھتا ہے۔ ملک الموت پیغمبر اسلام کو سلام کرتا ہے اللہ کے رسولؐ سلام کا جواب دیتے ہیں اور پہلا سوال پیغمبر اسلامؐ یہ کرتے ہیں کہ اے ملک الموت کیا دنیا کے تمام انسانوں کی روحیں تو قبض کرے گا۔ ملک الموت کہتا ہے ہاں یا نبیؐ اللہ پروردگار عالم نے میری یہ ڈیوٹی لگائی ہے کہ میں دنیا کے تمام انسانوں کی روحوں کو قبض کروں۔ البتہ دو روحیں ایسی ہیں جو میرے اختیار سے باہر ہیں۔ انہیں میں قبض نہیں کر سکتا۔ پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں وہ کون سی دو روحیں ہیں۔ کہا اللہ کے رسولؐ ایک تو آپ کی روح ہے کہ جس کا مجھے اختیار نہیں ہے کہ میں کبھی آپ کی روح قبض کروں اور دوسرے آپ کے بھائی علیؑ کی روح ہے جس کا مجھے اختیار نہیں دیا گیا۔ یہ وہی روحیں ہیں جو پیغمبر اسلامؐ اور علیؑ کی روحیں ہیں جنہیں ملک الموت کہہ رہ

ہا ہے کہ پروردگار عالم براہ راست خود قبض کرے گا۔ جب آپ دونوں کی روحیں قبض کرنے کا مرحلہ آئے گا تو خود خدا اپنے فریضے کو انجام دے گا۔ہاں ملک الموت آئے گا ضرور لیکن روح امامت یا روح رسالت کو ہاتھ نہیں لگا سکتا ہے۔ اللہ کے رسولؐ ان دو روحوں کے علاوہ دنیا میں جتنے بھی انسان ہیں ان کی روحوں کو مجھے قبض کرنا ہے اس کے بعد پیغمبر اسلامؐ سوال کر رہے ہیں' اے ملک الموت یہ روحیں قبض کرنے کے عمل کے دوران تو بار بار اس دنیا پہ کیوں نگاہ ڈال رہا ہے۔کہا اللہ کے رسولؐ پروردگار عالم نے اس ساری دنیا کو اس طرح سے میرے اختیار میں دیا ہے جس طرح ایک درہم کسی انسان کے ہاتھ میں ہو۔یعنی ہماری آج کی اصطلاح میں اگر آپ کے ہاتھ چونی یا اٹھنی رکھ دی جائے۔جس طرح ایک وقت میں آپ پورے سکے کو دیکھ سکتے ہیں اس پہ کیا لکھا ہے کیا نقش و نگار بنا ہے کس انداز کا سکہ ہے ملک الموت کہہ رہا ہے کہ یہ ساری دنیا میرے ہاتھ میں موجود ایک سکے کی مانند ہے دنیا میں کیا واقعات پیش آرہے ہیں۔دنیا میں کسی انسان کی روح کو قبض کرنا ہے۔ یہ منظر ہر وقت میرے سامنے رہتا ہے ملک الموت کہہ رہا ہے کہ اللہ کے رسولؐ روح کو قبض کرنے کے علاوہ بھی میں دنیا پر بار بار اس لیے نگاہ ڈال رہا ہوں کہ دنیا میں ایسا کوئی گھر نہیں ہے۔ جسے دن میں پانچ بار نہ دیکھوں کوئی انسان ایسا نہیں ہے جسے میں دن میں کم از کم پانچ بار نہ دیکھوں۔پیغمبر اکرمؐ آخری سوال کرتے ہیں کس لئے' کہا اللہ کے رسولؐ یہ اس لئے کہ 'میری ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ جب بھی وقت نماز آتا ہے تو میں دنیا کے تمام گھروں میں نگاہ ڈال کر دیکھتا ہوں کہ کون آدمی مصلے

پر کھڑا ہو کے اول وقت میں نماز ادا کر رہا ہے۔ اگر کسی مومن یا مومنہ کو چالیس دن تک میں اس حالت میں پاؤں کہ کوئی نماز اس نے اول وقت سے دیر سے نہیں پڑھی ہے تو میری اس سے دوستی ہو جاتی ہے۔ جب اس کی روح میں قبض کرنے کے لئے جاتا ہوں تو انتہائی آسانی کے ساتھ انتہائی سہولت کے ساتھ کم سے کم تکلیف پہنچاتے ہوئے اس کی روح کو قبض کرتا ہوں اس کے علاوہ باقی انسانوں کی روح میں قبض کرنے جاتا ہوں تو وہ ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ روح قبض کرتے وقت میری شکل دیکھتے ہی وہ انسان بے ہوش ہو جاتا ہے' اور جب میں اس کے گھر والوں کا رونا پیٹنا سنتا ہوں تو کہتا ہوں تمہیں کیا ہو گیا ہے کوئی آج میں پہلی مرتبہ تمہارے گھر میں نہیں آیا' اور آخری مرتبہ بھی تمہارے گھر میں نہیں آیا۔ جب تک اس گھر میں ایک زندہ آدمی بھی موجود ہے میرا آنا جانا رہے گا۔ تم اس مرنے والے پہ رو رہے ہو کیا تم نے یہ سوچا ہے کہ کل میں تمہاری روح کو قبض کر رہا ہوں گا۔ تو اس وقت تم پر کیا گزرے گی۔

سفر معراج پر نبیؐ نے جو مناظر دیکھے::

(شیعہ اور سنی تمام ان روایات پر متفق ہیں) پیغمبر اسلامؐ فرما رہے ہیں کہ جب میں پہلے آسمان سے بڑھ کر دوسرے کی طرف چلا تو راستے میں میرا گزر ایک ایسے مقام سے ہوا جہاں میں نے اپنی امت کے مختلف گناہگاروں کو عذاب میں مبتلا دیکھا اور بعض فرشتوں کو مختلف دعائیں کرتے ہوئے سنا۔ پیغمبر کہہ رہے ہیں کہ میں آگے

بڑھا' میں نے دیکھا کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جو کھیتی باڑی کر رہے ہیں کھیتی باڑی کرنے والے صاحبانِ ایمان ہی اس قسم کی روایتوں کو صحیح طریقے سے سمجھ سکتے ہیں مگر اندازہ کریں کہ یہ دنیا میں کتنا مشکل کام ہے کہ بیج بونا اور کھیت کو تیار کرنا اور پانی لا کے ڈالنا اور فصل کی حفاظت کرنا اور پھر فصل کاٹنا اور پھر جا کے کچھ نفع ہاتھ میں آتا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ فرمار ہے ہیں کہ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کھیتی باڑی کر رہے تھے مگر اس انداز میں بیج بوتے ہیں زمین میں اور اسی وقت فصل تیار ہو جاتی ہے ان کے لئے ابھی بیج بویا اور ابھی فصل تیار مل رہی ہے' میں نے پہلے اس گروہ کو دیکھا اس کے بعد میں آگے بڑھا اب دوسرے آسمان کی طرف پیغمبرؐ جا رہے ہیں میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں ان کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کی طرح ہیں اور ان کو آگ کی چنگاریاں کھلائی جارہی ہیں میں آگے بڑھا میں نے دیکھا کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے ناخن تانبے اور لوہے کے بنے ہوئے ہیں اور ان کو مجبور کیا جارہا ہے کہ وہ اپنے چہرے اور سینے کے گوشت کو اپنے ناخنوں سے نوچیں اور اس کے بعد اپنے اس گوشت کو کھائیں۔ نبیؐ نے جبرائیلؑ سے پوچھا پہلا گروہ کس کا ہے کہا وہ پہلا گروہ راہِ خدا میں جہاد کرنے والوں کا ہے ان کو اللہ نے اعمال میں اتنی برکت دی ہے جیسے ابھی بیج ڈالا اور ابھی فصل تیار ہو گئی۔ انہیں انتظار کرنے کی ضرورت نہیں جو نیکیاں انہوں نے کی ہیں ان کا اجر و ثواب فوراً ان کو مل رہا ہے۔ ہم تو آج نماز پڑھ رہے ہیں اس کا ثواب کب ملے ہم تو آج دین کی پابندی کر رہے ہیں اس کا اجر کب ملے۔ مگر جو مجاہدین راہِ خدا ہیں' وہ آج نیکی کرتے ہیں ان کے

اجر و ثواب کی فصل تیار ہو جاتی ہے۔ یہ مجاہدین راہ خدا ہیں' میں نے پوچھا وہ لوگ کون ہیں جن کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹ کی طرح ہیں اور آگ کی چنگاریاں ان کو کھلائی جارہی ہیں۔ جبرائیلؑ نے کہا اے اللہ کے رسولؐ یہ وہ خطیب ہیں جو غیر ذمہ داری کے ساتھ تقریر کرتے ہیں اور معاشرے میں فساد برپا کر کے چلے جاتے ہیں ۔وہ غیر ذمہ دار مقرر وہ غیر ذمہ دار خطیب جن کو خود بھی نہیں پتہ ہوتا کہ ہم کیا پڑھ رہے ہیں' ان کا کام پڑھنا اور جوش دلا کے چلے جانا ہے مگر اس کے نتیجے میں جو معاشرے میں فساد برپا ہوتا ہے اس کی کم سے کم یہ سزا ان کو برزخ میں ملی۔ اب جہنم، قیامت وہ پل صراط تو بہت بعد کے مرحلے ہیں اور اس کے بعد وہ کون گروہ تھا کہ جس کے ناخن تانبے اور لوہے کے تھے اور وہ اپنے چہرے اور سینے کے گوشت کو نوچ نوچ کے کھا رہے تھے' کہا اللہ کے رسولؐ یہ وہ لوگ تھے جو صاحبان ایمان کے عیب ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا کرتے تھے' غیبت کرنے والے اور صاحبان ایمان کی عزت و آبرو کو ختم کرنے والے۔ پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں کہ میں مزید آگے بڑھا ابھی دوسرے آسمان کی طرف سفر جاری ہے ایک درمیانی خطہ ہے تو میں نے دیکھا' دو فرشتے مجھے نظر آئے ہیں ایک فرشتہ دائیں طرف کھڑا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف کھڑا ہے۔ ایک آواز دائیں طرف کا فرشتہ دے رہا ہے۔ ایک آواز بائیں طرف کا فرشتہ دے رہا ہے۔ دائیں طرف کا فرشتہ آواز دیتا ہے اور کچھ لوگوں کے چہرے پر خوشی آجاتی ہے بائیں طرف کا فرشتہ آواز دیتا ہے تو کچھ لوگوں کے چہرے پر غم آجاتا ہے۔ یعنی اردو محاورے میں وہ سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں میں مزید

آگے بڑھا میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے رخسار کو اور ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا ہے۔ آہستہ آہستہ آرام آرام سے گوشت کو کاٹا جا رہا ہے اور اس کے بعد ان کو کھلایا جا رہا ہے۔ پیغمبر اسلام فرماتے ہیں میں مزید آگے بڑھا میں نے رک کر پوچھا۔ جبرائیلؑ امین یہ تو بتاؤ یہ سارے کون لوگ ہیں۔ کہا اللہ کے رسولؐ یہ آپ کی امت میں آپ کے ماننے والے ہیں میں نے پوچھا کہ ان واقعات کا مطلب کیا ہے کہا اللہ کے رسولؐ پہلی منزل پر موجود دو فرشتے آپ نے دیکھے ہیں وہ دائیں طرف والا فرشتہ آواز لگاتا ہے کہ پروردگارہ جو تیری راہ میں مال خرچ کرتے ہے تو ان کے مال میں برکت عطا فرما تو اس کے مال کو کئی گنا بڑھا دے' بس یہ آواز لگتی ہے اور راہ خدا میں خرچ کرنے والوں کا مال ایک دم سے بڑھ جاتا ہے' ان کے مال میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی لئے وہ چہرے مسکراتے ہوئے نظر آتے ہیں' جنہوں نے راہ خدا میں کوئی خرچ نہیں کیا اور الٹے ہاتھ والا فرشتہ وہ آواز لگاتا ہے پروردگارہ جنہوں نے تیری راہ میں پیسہ خرچ کرنے سے بخل کیا کنجوسی سے کام لیا تو ان کے اس مال کو ضائع کر دے۔ جس کو انہوں نے بچانا چاہا اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا اس مال کو جمع کرنا چاہا تو اس کو ضائع کر دے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ آواز لگاتا ہے اور ایسے بخیل اور کنجوس لوگوں کا سارا مال ضائع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ سر پکڑے نظر آتے ہیں کہ ارے ہم نے تو مسجد کی تعمیر میں اس لئے چندہ نہیں دیا تاکہ مال جمع ہو جائے ہم تو فلاں قرض دار کی مدد اس لئے نہیں کی کہ ہمارا مال جمع ہو جائے۔ یہاں تو الٹا معاملہ ہو گیا ایسا نقصان پہنچا کاروبار میں کہ جو کچھ ہاتھ میں

تھا وہ بھی نکل گیا یہ کیوں یہ اس فرشتے کی دعا ہے پروردگار وہ جو تیرے راستے میں مال کو خرچ کرنے سے کنجوسی کرتا ہے تو اس کے مال کو ضائع کر دے اور اللہ کے رسولؐ جن کے چہرے اور رخسار کو باقاعدہ کاٹا جا رہا ہے بہت آہستہ آہستہ آرام سے کاٹا جا رہا ہے اور ان کو کھلا رہے ہیں یہ کون لوگ ہیں۔ کہا کہ یہ آپ کی امت کے وہ علماء ہیں جو کہتے ہیں سب کچھ ہیں مگر خود کچھ نہیں کرتے ہیں بے عمل علماء لوگوں کو عمل کی نصیحت کرنے والے۔ لیکن خود مقام عمل میں بالکل صفر ہیں۔ پیغمبرؐ آگے بڑھے دیکھا کہ کچھ لوگوں کو فرشتوں نے جکڑا ہوا ہے اور انہیں زبردستی آگ کھلائی جا رہی ہے اور وہ پورے جسم میں سے ہوتی ہوئی نچلی طرف سے نکل رہی ہے۔ پیغمبرؐ نے پوچھا اے جبرائیلؑ یہ کون لوگ ہیں جن کا پورا کا پورا جسم آگ سے جلا ہوا ہے۔ اور دیکھیے یہ جو آگ کھلا کے نکالی جا رہی ہے یہ جسم انسان کا سب سے نازک ترین حصہ ہے۔ یہ کون لوگ ہیں کہا کہ اللہ کے رسولؐ یہ وہ لوگ ہیں جن کا قرآن نے تذکرہ کیا ہے یہ عذاب تو قرآن میں آیا ہے۔ (اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ النَّارَ وَسَیَصْلَوْنَ السَّعِیْرًا سورہ نساء آیت نمبر 10)۔ وہ لوگ جو یتیموں کے مال کو کھا جایا کرتے ہیں عنقریب ہم ان کو آگ کھلائیں گے۔ یہ قرآن کہہ رہا ہے۔ اللہ کے رسولؐ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھ میں یتیم کا مال آتا ہے اور وہ یتیم کے مال ہضم کر جاتے ہیں' ان کا یہ عذاب ہے اب پیغمبر اسلامؐ کہتے ہیں کہ میں کچھ اور آگے بڑھا تو میں نے دیکھا کہ کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جنہوں نے ایسے کپڑے پہنے ہوئے ہیں کہ جس میں جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔

اور وہ زمین پہ جانوروں کی طرح جل رہے ہیں اور جو گھاس وغیرہ زمین پر اگی ہے جانوروں کی طرح گھاس کو کھا رہے ہیں میں مزید بڑھا میں نے دیکھا کہ ایک بہت ہی کمزور اور بوڑھا آدمی اس نے اپنے سر پہ ایک لکڑیوں کا گٹھہ اٹھایا ہوا ہے مگر اس سے اٹھایا نہیں جا رہا لکڑیاں اس کی طاقت سے زیادہ ہیں۔ چنانچہ ٹانگیں کانپیں گر پڑا۔ اب جو پھر اٹھا وہ لکڑیاں اٹھانے کے لئے تو اس میں سے کچھ اور لکڑیاں شامل کر کے اس کو اٹھا رہا ہے۔ یہ منظر میں نے دیکھا اور میں تھوڑا آگے بڑھا جب میں تھوڑا آگے بڑھا تو میں نے دیکھا کہ ایک دیوار بنی ہوئی ہے یا ایک پہاڑ بنا ہوا ہے پتھروں کا کہ اس کے پیچھے ایسا لگ رہا ہے کہ کوئی زور لگا رہا ہے پھر میں نے دیکھا کہ اس میں تھوڑا سا شگاف پڑا تھا۔ تھوڑا سا سوراخ ہوا ایک بیل کا سر اس میں سے نمودار ہوا اور اس نے ایک مرتبہ اپنے سر کو نکالا اس سوراخ میں سے گردن تک سر نکالنے کے بعد اپنا جسم نکالنے جا رہا ہے اب وہ پھنس گیا نہ اپنے سر کو پیچھے گھسیٹ سکتا ہے نہ اپنے جسم کو آگے لے جا سکتا ہے۔ ایک ایسی تکلیف و اذیت میں تڑپ رہا ہے بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ سننے میں مشکل نہیں لگتی ہیں جس پہ گزر رہی ہے اسے اندازہ ہوتا ہے کہ کس اذیت میں پھنسا ہوا ہے۔ بس ایک مرتبہ اس طرح پھنسا ہوا ہے یہ نہ آگے جا سکتا ہے نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے تکلیف سے تڑپ رہا ہے اور اچھل رہا ہے یہاں پہ میں تکلیف بھی بتا دوں کہ ایک ہوتا ہے فزیکل ٹارچر اس میں تو مینٹل ٹارچر اور زیادہ ہے جو جسمانی تکلیف ہے وہ تو ہے ہی مگر جو ذہنی اذیت میں پھنس چکا ہے آدمی نہ آگے جا سکتا ہے نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ وہ اور زیادہ تکلیف پہنچانے

والا مرحلہ ہے اور اللہ کے رسولؐ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آخر میں میں نے ایک بہت ہی عجیب بات دیکھی وہ آخری بات پہلے تین گروہ کا تذکرہ بھی ہو جائے پیغمبرؐ نے کہا کہ میں نے پوچھا جبرائیلؑ یہ کون لوگ ہیں جو پیوند لگے ہوئے کپڑے پہن رہے ہیں اور بکریوں کی مانند زمین پھر گھاس چر چر کے کھا رہے ہیں' کہا اللہ کے رسولؐ یہ سب کروڑ پتی ہین یہ سب لکھ پتی ہیں یہ سب آپ کی امت کے مال دار لوگ ہیں یہ وہ لوگ ہیں یعنی محاورتاً ایک لباس پہنتے ہیں ایک دن تو دوبارہ وہ لباس پہنتے ہی نہیں۔ اتنے مال دار لوگ تھے لیکن آج خدا نے اس لئے ان کو عذاب دیا پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنو اور بکریوں کی طرح گدھوں کی طرح گھوڑوں کی طرح گھاس چرو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال میں سے زکواۃ وخمس وخیرات نہیں نکالا کرتے تھے بہت پیسہ تھا دنیا میں۔اب مرنے سے لے کے قیامت تک یہ تمہاری شان ہے کہ گھوڑے اور گدھے کی طرح گھاس کھانا پڑے گی اور پیوند لگے ہوئے کپڑے پہننا پڑیں گے ,میں نے کہا جبرائیل وہ کون احمق بوڑھا ہے کہ جو بار بار گرتا ہے اتنا وزن اس سے نہیں اٹھایا جا رہا اس میں کچھ کمی کرے لیکن یہ تو کچھ اور اس میں شامل کر لیتا ہے کہا اللہ کے رسولؐ یہ آپ کی امت کے وہ افراد ہیں کہ جن پر پہلے ہی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں ان کو ادا کرنے کی بجائے یہ اور اپنے اوپر بڑھا لیتے ہیں قرضہ ہم نے لیا ہوا ہے وہ قرضہ ہم نے ادا نہیں کیا اور قرضہ لیتے چلے جا رہے ہیں۔خمس ہم نے پانچ سال سے نہیں نکالا اس کو نکالنے کی فکر کریں دو سال اور نہیں نکالا سات سال کر دیئے۔ روزے قضا کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جتنے گناہ یہ کر

چکے ہیں اسی کا بوجھ ان سے نہیں اٹھ رہا مگر اور بوجھ گناہوں کا بڑھاتے چلے جا رہے ہیں۔ ذمہ داریوں کا اور بوجھ بڑھاتے چلے جا رہے ہیں۔ پیغمبرؐ نے کہا اور وہ بیل کون تھا جو ایک پتھر کی دیوار کو توڑنے پر اپنی گردن کو پھنسا بیٹھا اور اتنی تکلیف میں ہے کہ کیا کرے نہ آگے جا سکتا ہے وہ سوراخ ایسا ہے کہ اب اس کا سر پیچھے بھی نہیں آ سکتا۔ جسم آگے بھی نہیں جا سکتا ہے۔ کہا اللہ کے رسولؐ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو بے سوچ سمجھے بات کیا کرتے ہیں نہ غور کرتے ہیں نہ سوچتے ہیں۔ بس جہاں بیٹھے بات کر دی۔ چنانچہ ان کی باتوں کے نتیجے میں بعض اوقات ایسے فتنے اور فساد میں پھنس جاتے ہیں اب وہ خود بھی اس کو ختم کرنا چاہیں تو ان کے اختیار میں نہیں رہتا بغیر سوچے اور سمجھے بات کرنا بغیر غور کیے ہوئے بات کرنا بغیر موقع اور محل دیکھے بات کرنا ایسا پھنس جاتا ہے کہ پھر خود بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ بات واپس نہیں آ سکتی جو فتنہ بڑھ گیا جو خرابی بڑھ گئی ہے اس کو ختم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مرنے سے قیامت تک اس کو اس تکلیف میں رہنا پڑے گا، بیل بنا کے اس طرح سے اس کو تکلیف اور عذاب کے اندر تڑپایا جائے گا۔ پیغمبر اسلامؐ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے آخر میں ایک عجیب منظر دیکھا میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ ہے لیکن پہلے اور دوسرے آسمان کے بیچ میں یہ فرشتہ آ گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پروردگار عالم کتنا خیال ہے کہ صاحبانِ ایمان آپس میں نفرت و دشمنی نہ کرنے پائیں کیا۔ پیغمبرؐ نے دیکھا کہ ایک فرشتہ ہے مگر بہت ہی عجیب قسم کا فرشتہ ہے اس کو پروردگار نے ایک عجیب طریقے سے بنایا ہے۔ اس کا آدھا جسم برف کا بنا ہے آدھا آگ کا۔ مگر

آگ برف کو کوئی نقصان نہیں پہنچا رہی اور برف آگ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا رہی ,اور اس کی زبان پر ایک ہی جملہ ہے کہ میں حمد کرتا ہوں اس خدائے واحد کی فرشتہ کہہ رہا ہے کہ جس نے مجھے اس طریقے سے بنایا ہے کہ آگ اور برف کو جمع کر دیا ہے مگر دونوں ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا پاتے ہیں دونوں ایک ساتھ رہ رہے ہیں اور کوئی دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا تا رہا ہے , پروردگارہ صاحبان ایمان کے دلوں میں بھی ایسا انس اور ایک دوسرے کی محبت پیدا کر دے تو جو آگ اور برف کو ایک جگہ جمع کر سکتا ہے۔ مومنین کے دلوں کو بھی ایک دوسرے سے اس طرح محبت کرنے والا بنا دے۔ اس طرح سے وہ آپس میں محبت کیا کریں۔ وہ فرشتہ ایک ہی دعا مانگ رہا ہے یعنی پروردگار عالم مومنین کے معاشرے کو ایسا محبت کرنے والا معاشرہ دیکھنا چاہتا ہے کہ جب ایک آگ اور برف کو خدا ایک جگہ جمع کر سکتا ہے تو کیا دو مومن جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔ جب آگ اور برف ایک مقام پہ اکٹھے ہو سکتے ہیں تو مومنین میں آپس میں اختلافات کیوں ہیں۔ ذرہ سی دولت دنیا کی خاطر ذرہ سی ناک کٹ جانے کی خاطر ذرہ سی اپنے مقام کو نقصان پہنچ جانے کی خاطر۔ ایک دوسرے کی دشمنی کیوں ہے۔

فرشتوں سے ملاقات::

شب معراج پیغمبر اسلامؐ نے یہ آخری مشاہدہ کیا آسمان اول وآسمان دوم کے درمیان اب بس وہ مقام آ گیا جہاں آخری گروہ فرشتوں کا پیغمبرؐ نے دیکھا جب

سے پہلے آسمان میں داخل ہوئے فرشتے تو نظر آرہے ہیں پیغمبرؐ ایسے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے ہیں اور عجیب بات یہ کہ جو فرشتہ کھڑا ہے وہ کھڑا ہے جو رکوع میں ہے وہ رکوع میں ہے جو سجدے میں پڑا ہے اور ان کو کچھ پتہ ہی نہیں کہ آسمانوں میں کیا ہو رہا ہے۔ پیغمبرؐ نے پوچھا جبرائیل یہ کون سے فرشتے ہیں کہا اللہ کے رسولؐ ان کا نام ہے۔ ملائکہ الخاشعین یہ اللہ سے اتنا ڈرنے والے ہیں کہ جب سے اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے خوف خدا سے یہ رو رہے ہیں اور ان کو یہ ہوش ہی نہیں کہ ان کی حالت کیا ہے۔ رکوع سے سر تو وہ اٹھائے جیسے ہوش ہو انہیں ہوش نہیں رکوع میں پڑے ہیں اور رو رہے ہیں۔ خوف خدا کی وجہ سے عظمت خدا کی وجہ سے ان کی آنکھوں میں آنسو جاری ہیں جبرائیلؑ ان کے قریب سے گزرے انہوں نے کوئی توجہ ہی نہیں دی پتہ ہی نہ چلا پیغمبرؐ ان کے قریب سے گزرے انہوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ جبرائیلؑ نے کہا اللہ کے رسولؐ اگر ان کو یہ پتہ چل جائے کہ آپ یہاں آئے ہیں تو یہ اپنی عبادت کو پہلی مرتبہ توڑیں گے پھر جبرائیل نے آواز دی، اے ملائکہ خاشعین اللہ کا حبیب تمہارے قریب سے گزر رہا ہے، جب سے وہ پیدا ہوئے ہیں ان کو ہوش ہی نہیں کہ ان آسمانوں میں کیا ہو رہا ہے مگر پیغمبر کا نام سنا ایک مرتبہ سب سر اٹھاتے ہیں آگے بڑھ کے پیغمبر کو سلام کرتے ہیں مگر اس وقت بھی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ جبرائیل نے کہا اللہ کے رسولؐ آپ کو دیکھ کر یہ خوش ہو رہے ہیں مگر خدا کی ایسی عظمت ان کے دلوں پر طاری ہے کہ ان کی آنکھ بہر حال آنسو بہا رہی ہے۔ پیغمبرؐ نے ان کو خدا حافظ کہا اور اس دروازے پر پہنچے جہاں سے دوسرا آسمان شروع ہوتا ہے۔

پل صراط

مرنے سے لیکر جنت تک راستہ بہت طویل ہے۔ پل صراط اکثر علماء کے نزدیک ایسی ایک پل کا نام ہے کہ میدان قیامت جو انسان جنت کی طرف جاتا ہے تو سب سے زیادہ تلوار کی نوک سے تیز آگ سے زیادہ گرم بال سے زیادہ باریک تو خالق نے ٹھان لی کہ اس کے ایک طرف میدان قیامت کہ جہاں ہر کوئی اپنا حساب دے رہا ہوگا۔ اور ٹھان لینے کے بعد ایک مرتبہ حکم ہوتا ہے کہ دوزخ کو لیکر آؤ تو دوزخی آدمی کو گھسیٹ کر اس میں دھکیل دیا جائے گا تو اس کے بال میدان قیامت سے لیکر پل صراط تک کے درمیان قامت کی صورت میں ہوں گے۔ تو روایت کے مطابق ہے کہ دوزخ اور پل صراط کے درمیان راستہ اتنا ہے کہ جتنا ایک آدمی 70 ہزار سال تک پیدل چلتا رہے تو یہ فاصلہ طے ہوگا۔ اس طویل فاصلے کے باوجود چہرہ سرخ ہوگا اور پل صراط کی گرمی محسوس ہوگی، دوزخ کی آگ کی گرمی پل صراط کے اوپر محسوس ہوگی۔ دوزخ میں جانے والے یہ عذاب کا مزہ چکھیں گے۔

پل صراط پر سات چوکیاں ::

وہ پل صراط جو دوزخ کے اوپر قائم کیا جائے گا۔ سب سے پہلے نبی اکرمؐ اور اس کے بعد تیرہ معصومین کا گزر ہوگا اور اس کے بعد تمام انبیاء اپنی اپنی تمام امتوں کو لیکر

گزریں گے۔ لیکن اس سفر میں ۷ چوکیاں ۷ مقام پر قائم کی جائیں گی۔ اوران میں سے ہرایک مومن کواس چوکی پر روکا جائے گا۔ کہ جن کا اعمال نامہ درست ہوگا اوران کو جنت کی بشارت ہوگی۔ قیامت میں جو جو دوزخ میں جانے کا حکم سن چکے ہوں گے تو وہ ان چوکیوں پر گر جائیں گے لیکن پل پر سے وہ گزریں گے جو درست اعمال کریں گے۔ اس بہتر عمل کے باوجود ایسے مقامات پر کہ جہاں ہر مومن روتا جائیگا کہ وہ دنیا کے اندر تمام اعمال درست بجالاتا یا نہ بجالاتا۔ انسان چھٹی چوکی سے خوش وخرم آگے بڑھے گا اوراس سے طہارت کا مقام وضو تیمم وغسل کے بارے میں سوال کیا جائے گا، ایک روایت ہے کہ انسان پہلی ودوسری چوکی سے گزر جائیگا دوسری چوکی نماز کے بارے میں تیسری چوکی روزہ کے بارے میں چوتھی خمس و زکواۃ کے بارے میں پانچویں حج کے بارے میں چھٹی سے گزرا انتہائی مشکل کام ہے کہ جہاں ہر چیز کے بارے میں سوال ہوگا۔ نماز کی صورتحال روزہ، زکوۃ، خمس، حج کی صورت حال دیکھی جائیگی۔ اس کے بعد بہت سے ایسے انسان ہونگے جو 6 چوکی پر کھڑے کیے جائیں گے اور دوزخ کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ اوران کو لپیٹ میں لے لے گی۔ ہروہ انسان جو دنیا کے اندر غلط غسل کر کے آیا تو آگ اس کو جھلسایا کرے گی اور جس نے وضو غلط کیا ہوگا اسکی یہی صورت حال ہوگی۔ جو جتنا حصہ وضو کا اس نے نہ دھویا ہو تو اتنے سال دوزخ کی آگ اس حصے کو پل صراط پر لپیٹ میں لے لے گی۔ تو جس نے تیمم کیا اور تیمم بھی غلط کیا تو اس کے ساتھ بھی یہ صورتحال ہوگی۔ اس مقام سے نکل کر انسان ساتویں چوکی پر آئیگا تو سامنے جنت کا

دروازہ نظر آرہا ہے, تو جس آدمی نے ان تمام عذاب ومیدانِ قیامت کو برداشت کرلیا امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ دل خوشی سے دھڑک رہا ہے اور کہا کہ میں نے اتنی سختیاں برداشت کرلی ہے جنت میرے لئے ہیں۔ لیکن ایک مرتبہ جیسے ہی پل صراط ختم ہوتا نظر آیا تو اس کے آخر میں چوکی آئے گی تو جو ان چوکیوں سے گزر کر آیا۔ قرآن میں اس چوکی کا ذکر موجود ہے۔ ان لربک لمرصاد کہ یاد رکھو کہ تمہارا رب تمہاری یاد میں بیٹھا ہوا ہے تمہارے گناہوں کی سزا دینے کے لئے انتظار کررہا ہے۔ چنانچہ ہمارے امامؑ سے سوال کیا گیا کہ یابن رسول اللہ کہ خدا کس مقام پر ہمارا انتظار کررہا ہے تو جواب دیا کہ نہ میدان قیامت ہوگا نہ پل صراط ہوگی نہ چھ چوکیاں ہونگی۔ یاد رکھو آخری ساتویں چوکی ہوگی جس میں خدا تمہارا انتظار کررہا ہوگا۔ پل صراط جنت کے دروازے کے قریب ختم ہورہا لیکن چند قدم کا فاصلہ رہ گیا تو حکم ہوگا کہ حساب دیتے جانا کہ دنیا کے اندر کسی بھی آدمی کا ایک روپیہ رہ گیا تو اس کا حساب دینا ہوگا۔ اس مقام پر تجھے گزرنے نہ دیا جائے گا۔ روایت کے اندر ایک واقعہ ہے ایک عالم کہتے ہیں کہ نجف اشرف کے اندر میرے وارث رہتے ہیں اور شہید ثانی اور فخر محقق کے شاگرد تھے تو میں نے سوچا کہ نجف میں مجھے کافی عرصہ گزر گیا ہے اور اپنے گاؤں جاکر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملاقات کروں چنانچہ وہ گاؤں گیا جو کربلا کے قریب واقع ہے اور جانے کے بعد تمام دوستوں سے ملاقات کی تو وہاں سید علی کے والد کہتے ہیں کہ وہاں گلی میں میں نے لوگوں سے سنا اور کہتے ہوئے جارہے تھے ایسا لگتا تھا کہ جیسے کسی خاص موضوع کا تذکرہ کررہے ہیں۔

ایک نیک آدمی کا واقعہ::

گھر سے نکلا تو میری نگاہ پڑی تو ایک بڑا مجمعہ ہے اور کچھ لوگ گھروں کی طرف جا رہے ہیں تو میں نے پوچھا کہ یہ کیوں جمع ہیں تو فرمانے لگے کہ ایک آدمی جو 40 سال سے مسجد کا متولی ہے اور ایک دن مسجد میں نہ آیا اور ہم نے ارادہ کیا کہ اس کے گھر جائیں تو جب گھر گئے ہم نے کہا کہ پتہ نہیں اس آدمی پہ کیا گزر رہی ہے تو ہم نے اس کے بیٹے سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اس کمرے کے اندر ہیں اور دروازہ بھی نہیں کھولتے تو متواتر رونے کی آوازیں آرہی ہیں تو سید علی کے والد نے یہ سنا تو سیدھا مسجد کے متولی کے گھر چل دیا اور اس کے بیٹے کو لے کر باپ کے دروازہ پر گیا شاہ صاحب نے دستک دی تو روتے ہوئے جواب دیا نہیں کھولتا تو شاہ صاحب نے کہا کہ میں اتنی دور سے آپ کے ساتھ ملاقات کرنے آیا تو اس نے کہا کہ میرے بیٹے کو واپس بھیج دو میں اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ بیٹے کو واپس کیا دروازہ کھلا اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ منبر کے اوپر کسی چیز کو چھپائے ہوئے روتا ہوا جا رہا تھا اور ایک مرتبہ سوال کیا کہ یہ کیا ہے تو اس نے دکھایا اور سید علی کے والد دیکھتے ہیں کہ اس کا جسم زانوں سے لیکر ٹخنوں تک جلا ہوا ہے کھال جل چکی ہے۔ چربی کھر کے باہر آچکی ہے ایسی حالت کہ میں نے آنکھوں کو ہٹا لیا تو میں نے کہا کہ اے آدمی کل تو مسجد میں میرے ساتھ تھا تو اس اس وقت تیری یہ کیا حالت ہے تو جواب دیا کہ رات کو میں نے خواب دیکھا کہ میں میدان قیامت پہنچ چکا ہوں۔ قیامت کا دن ہے۔

لوگوں کا حساب و کتاب ہو رہا ہے۔ قیامت کی سختی کی وجہ سے ہر آدمی گھبرا رہا ہے
اتنی سختی کہ جن عورتوں کے پیٹ میں بچے تھے وہ ان سختی کی وجہ سے گر گئے آنکھ کے
ڈھیلے قیامت کی گرمی کی وجہ سے پگھل پگھل نکل رہے تھے۔ میں نے اتنا طویل عرصہ
گزارہ اور اپنے حساب و کتاب میں کھڑا رہا حساب کتاب ہوتا رہا۔ ایک محبِ اہل
بیتؑ و مسجد کا متولی اس سے زیادہ اعمال کس کے ہوں گے۔ حساب و کتاب کے بعد
حکم ہوا کہ اسے جنت کی طرف پہنچایا جائے۔ میں جنت کی طرف چلا چلتے چلتے پلِ
صراط پر پہنچ گئے لیکن خدا کا شکر ہے کہ چھ چوکیوں کو سکون سے طے کر لیا۔ اب
ساتویں چوکی کی باری ہے ساتویں چوکی پر گیا تو سامنے جنت کا دروازہ نظر آنے لگا۔
اب تو مجھے یقین ہو گیا کہ مشکلات سے نکل آیا میں سمجھا کہ میری نماز روزہ حج زکوٰۃ
خمس تمام درست ہو گئے۔ اب کس چیز کی کمی ہے۔ اب ساتویں چوکی کی باری ہے۔
اس جگہ سوال ہوا کہ اے مسجد کے متولی ایک دن تو نے مسجد کے جھاڑو جس کی قیمت
ایک درہم تھی تو نے اس سے گھر کی صفائی کی اور جھاڑو کو تم نے مومنین کے چندہ سے
جمع کیا تھا اور اس لئے تو نے غصب کیا۔ جب تک اس جرم کا عذاب نہ چکھو اس
وقت تک جنت میں داخل نہ ہو سکو گے اور مجھ کو دوزخ کی طرف دھکیل دیا گیا تو
جاتے وقت تقریباً 70 سال لگ گئے تو اچانک میری زبان سے نکلا یا امیر المومنینؑ
میری مدد کو آیئے تو میں نے دیکھا کہ میری نظر ایک ٹیلے پر پڑی اور اس پر ایک آدمی
کھڑا ہے میں نہ جانتا تھا میرے دل نے گواہی دی یقیناً یہ امیر المومنینؑ ہیں فریاد سن
کر آئے۔ وہیں سے پکارا مولا مجھے سہارا دیجئے ہاتھ بڑھایا اور کمر پر مجھ کو سوار کیا

اور اپنے قریب لے گئے اور اپنا ہاتھ میرے جسم پر پھیرا اور درست ہو گیا اور کہا اے آدمی تو نے جرم تو ضرور کیا ہے لیکن تیرے اعمال اور ہماری محبت تم کو نفع دے گئی ہے۔ جیسے ہی میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنے جسم کو جلا ہوا پایا۔ یہ ساتواں مقام کہ جہاں حساب و کتاب لیا جائے گا بہت سے لوگ ہونگے کہ جنہوں نے ایک سوئی ادھار لی ہوگی ان کی تمام عبادات درست لیکن یہاں آکر پکڑے جائیں گے ان کو 500 سال اسی مقام پر قید رکھا جائے گا اور دوزخ کے شعلے مسلسل ان کو جلاتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ان کی ہڈیاں ختم ہو جائیں گی۔ عذاب ختم ہونے کے بعد حکم الٰہی سے دوبارہ زندہ ہونے کے بعد ان کو جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ اور ایسے بھی ہونگے جو 40 سال تک عذاب برداشت کریں گے اور ایسے بھی ہونگے کہ ان کو عذاب نہ دیا جائے گا کہ ایک عالم دین اگر اس نے ایک سوئی کو بھی رکھا تو اس کی ساٹھ ہزار رکعت مظلوم کو دے دی جائے گی چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ سب سے مشکل مرحلہ یہ ساتواں مرحلہ ہے جو اس مرحلے سے گزر گیا یقیناً وہ جنت میں داخل ہوگا مگر جانا اتنا آسان بھی نہیں کہ جتنا ہم نے سمجھ لیا اور میدان حشر کی گرمی کو برداشت کرو نہج البلاغہ کا ایک فقرہ ہے کہ گرمی کی شدت سے لوگوں کی آنکھ کے ڈھیلے پگھل پگھل کر نکل رہے ہوں گے۔ پل صراط کی سات چوکیوں کے عذاب کو برداشت کرو خاص طور پر آخری چوکی اگر اس کو کوئی آدمی صالح گزارنا چاہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کسی کا حق غصب کرے یا کسی دکان سے چوری کرے اور دھوکا دیا ہے اور پتہ نہیں اس کا کتنا فائدہ ہے بہر حال جب بھی زندگی میں یاد آ

ے کہ میں نے کس کو زندگی میں تکلیف دی اس سے معافی مانگے یا اگر کسی کے روپے دینے ہیں تو اپنے وکیل کی طرف رجوع کرے اور جیسا مشورہ دے اس پر عمل کرے اور ان روپوں کو لوٹا دے اگر لوٹا دیتا ہے تو تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں تو اب ساتویں چوکی سے نکل گیا تو سیدھا جنت کی طرف جا رہا ہے۔ دروازہ سامنے نظر آ رہا ہے۔ اب تمام مشکلات کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اب رحمت ہی رحمت آسانی ہی آسانی تو دنیا کے اندر 50 سال کی زندگی مشکلات میں گزاری تھی اب ہمیشہ آرام میں رہو گے تو سامنے آٹھ دروازے تو ایک روایت کے مطابق انسان ایک دروازے کی چوکھٹ سے چلے 40 سال متواتر چلتا رہے گا اس کے بعد دوسری چوکھٹ نظر آئے گی۔

جنت کتنی وسیع و عریض ہے::

جنت ہے کتنی طویل و عریض امام جعفر صادقؑ کی روایت کہ ایک مرتبہ جبرائیلؑ جیسے عظیم فرشتے کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ معلوم کرنا چاہیے کہ جنت کتنی طویل و عریض ہے۔ جبرائیلؑ نے عرض کی کہ بارے الہا میں آج جنت کا طول و عرض دیکھنا چاہتا ہوں تو خدا نے فرمایا کہ اے جبرائیل تم پرواز کرو کہ جب تک تمہاری طاقت تمہارا ساتھ دیتی ہے۔ 30 ہزار سال تک جبرائیل امین جیسا عظیم فرشتہ پرواز کرتا رہا اور تھک کر زمین پہ آ کر بیٹھ گیا ایک مرتبہ پھر کہا کہ بارے الہا مجھے مزید طاقت دیجئے تو خدا نے فرمایا کہ اے جبرائیل 30 ہزار سال تک پھرتے رہو اور اس کے

بعد پھر تھک گئے اور دعا کی کہ بارے الہا مجھے ایک مرتبہ اڑنے کی پھر طاقت دیں تو خدا نے جبرائیلؑ کو 30 ہزار سال اور اڑنے کی طاقت دی اور پھر تھک کر بیٹھ گئے 30 ہزار مرتبہ جبرائیلؑ 30 ہزار مرتبہ اڑتے رہے تو اب جبرائیلؑ کے ذہن میں خیال آیا کہ میں اتنے عرصے سے اڑ رہا ہوں یقیناً میں جنت کے انتہا تک پہنچ گیا ہوں۔ عرض کیا کہ اے جبرائیل غالباً تو نے تمام جنت کو دیکھ لیا اور یہ سن کر نیچے سے ایک آدمی نے آواز دی کہ اے جبرائیلؑ آپ تو صرف میرے صحن سے اتنے عرصے میں نہیں نکل سکے۔ تو جبرائیل نے عرض کی کہ تو کون ہے تو اس نے کہا کہ میں ایک مومن بندہ ہوں اور مومن بندہ کون ہے تو ایک حور بولی وہ مومن بندہ کہ جو اپنے واجبات کو ترک نہ کرتا ہوگا اور والدین کو اذیت نہ دیتا ہوگا تو جو یہ امور انجام دے گا اس کو یہ مقام بمعہ صحن بمعہ میرے اس کو دیا جائیگا کیونکہ جنت کی کوئی انتہا نہیں۔ جنت میں جو سب سے نچلے درجے کا جنتی ہوگا تو اس کو بھی یہ انعام دیا جائیگا کہ اگر گھوڑے پہ ایک ہزار سال چلتا رہے گا جتنا یہ ڈھونڈے گا اتنا ہی مقام اس کو دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جبرائیلؑ جیسا فرشتہ بھی اس مومن کی ملکیت میں داخل ہونا چاہے گا تو مومن سے اجازت لینا پڑے گی۔ پانچ اولعزم نبیوں کو بھی تقسیم کر دیا جائیگا۔ یہ تمام مومنین و پیغمبر کی دعوت کھایا کریں گے۔ نبی اکرمؐ تمام مومنین کرام کی دعوت جنت میں کریں گے اور جنت کی نعمات کا آغاز ہوگا۔

جنت کی نعمات::

روایت کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ جنت میں کھانے کو کیا ملے گا ابو سعید خدری نبی اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ جنت کے اندر کچھ فرشتے اڑتے رہیں گے جو خواہش کریگا اور اس میں تمام خوشبو عنبر سے زیادہ اور شہد سے زیادہ میٹھی ہوگا۔ پہلے وہ میوہ ملے گا جس کی خواہش ہوگی۔ موسم ہو یا نہ ہو خاص طور پر انار اور انگور ملیں گے۔ انسان جس جانور کے گوشت کی خواہش کریگا وہ ملے گا۔ 4 نہریں ہونگی پہلی پانی دوسری شہد، تیسری دودھ چوتھی شراب طور جس میں مشک کی خوشبو آئیگی۔ جب تک انسان جنت میں رہیگا یہ نہریں چلتی رہیں گی۔ جنت کا ایک باغ شراب طور ہے جو ہر جنتی کو ملے گی۔ دو قسم کے برتن استعمال ہونگے۔ شیشے کے برتن ہونگے لیکن چاندی جیسی سفیدی ہوگی اور اس کے ذریعہ سے شراب و پانی دودھ شہد کو استعمال کرتے رہیں گے۔ سب سے بڑی چیز حور العین ہے جس کے بارے میں جنت میں ہر ایک مومن کو محل دیا جائیگا ایک محل کے اندر 70 ہزار کمرے ہر کمرے میں 70 ہزار حوریں ہونگی۔ 70 ستر تخت ہونگے۔ 70، 70 چادریں بچھی ہونگی۔ اور ان پر 70 حوریں بیٹھی ہونگی اور ان کے سامنے 70 قالین ہونگے۔ حور العین کے بارے میں روایت یہ ہے کہ جب جنتی جائیگا۔ 30 سے 32 سال کی عمر ہوگی۔ چاہے جتنے بھی جنتی ہوں گے۔ عربی زبان کا لفظ جس کا معانی گورے رنگ والی عورت یہ خاص نعمت اس مومن کو عطا کی جائے گی۔ جتنی بھی حوریں جنت میں ہوں گی۔ مومن کا

استقبال کر رہی ہونگی۔ ایسا محسوس ہوگا کہ ان سے زیادہ خوب صورت مخلوق جنت میں داخل ہو چکی ہے جاکر خدا سے سوال کریں کہ بارے الہا تو نے ہمیں جنت کی بعض نعمات قرار دیں۔ زیادہ خوبصورت اس جنت کے اندر کون آ گیا حوروں سے زیادہ خوبصورت وہ عورتیں ہونگی جو خدا اور رسول کے احکامات کو بجالا کر جنت میں داخل ہونگی۔ انہوں نے تمام زندگی پردہ میں گزاری ہوگی جب وہ جنت میں داخل ہوگی ایسا حسن ہوگا کہ تمام حوروں کا حسن ختم ہو جائیگا۔ ایک ایک رشک کرتی روایت کا ایک فقرہ جنت کی سب سے بڑی نعمت حور نہیں بلکہ یہ مومنہ عورت ہے عورتوں کا مسئلہ اگر شادی شدہ عورت جنت میں جائیگی تو اس کا شوہر بھی ان کے ساتھ ہونگے تو ان کے ولی قرار دیئے جائیں گے لیکن شادی سے پہلے انتقال ہو گیا تو اس کے بعد اس عورت کو اختیار دیا جائیگا کہ جنتی آدمی سے شادی کرلیں اور زندگی گزار لیں اگر پہلے شوہر کا انتقال ہو گیا تو دوسرے آدمی سے شادی کر لی۔ تو جو شوہر زیادہ مومن و نیکیاں والا تھا اس کو یہ بیوی ملے گی۔ اس سے زیادہ وہ خوبصورت جنت میں کوئی نہ ہوگا۔ امام باقرؑ سے سوال کیا گیا جنت کے اندر روشنی کا کیا انتظام ہوگا۔ مخلوقات کا تو خاتمہ ہو جائیگا۔ امامؑ نے جواب دیا جنت کے اندر کسی روشنی کی ضرورت نہیں ہوں گی تمام کے تمام مومنین ہونگے نیک اعمال والے۔ چنانچہ ان کے اعمال اس قدر روشن ہوں گے کسی روشنی کی ضرورت نہیں۔ تمام جنتی اپنے گھروں میں بیٹھے ہوں گے کاموں میں مصروف ہوں گے جنت میں یا حوروں یا دوستوں کے ساتھ لطف اٹھا رہے ہونگے۔ ایک مرتبہ اتنی روشنی ہوگی کہ تمام روشنیاں مدھم ہو جائیں گی۔ سب

گھبرا کے خدا سے سوال کریں گے کہ ہارے الہا کہ تو نے تو کہا تھا کہ جنت میں کوئی روشنی نہ ہوگی یہ کہاں سے آئی۔ جواب ہوگا کہ نبی اکرمؐ اور حضرت علیؑ کسی بات پر مسکرا رہے ہوں گے۔ ان کے منہ سے ایسا نور نکلا کہ جنت کی تمام روشنی مدہم ہوگئی۔ نبیؐ کی روایت کہ ایک حور بھی اگر کھڑے ہو کر دنیا کی طرف دیکھے اتنی خوشبو سے تمام دنیا معطر ہو جائیگی۔ ایسی حوریں اس آدمی کو ملیں گی۔ جس نے نہ نماز قضا کی گی ہو اور نہ حق العباد کو غصب کیا ہوگا۔ امامؑ سے سوال کیا کہ جنت میں جو حوریں ہونگی۔ ان کا سب سے بہتر کام کیا ہوگا۔ جواب دیا کہ وہی ہوگا جو ہونا چاہیے۔ جنت کی سب سے بڑی نعمت موسیقی ہوگی۔ وہ موسیقی کہ جس کو سنے بغیر مزہ نہیں آتا لگتا ہے کہ روح کی غذا ہے۔ اگر کسی نے موسیقی کا ایک لفظ جان بوجھ کے کان میں نہ پڑنے دیا جنت میں جب وہ داخل ہوگا تو اس کی حور جب بھی وہ گانا گائے گی۔ بغیر کسی آلہ کے گائے گی۔ تو جب گانا گائے گی جو تمام دنیا میں سن کر ایسی حور سے محروم رہیں گے۔ افسوس کریں گے کہ کاش ہم نے اس سے اجتناب کیا ہوتا تو آج یہ بہترین نغمہ ہمارا بھی مقدر بنتا اس خاص موسیقی کے علاوہ ایک عام موسیقی ہوگی جو تمام جنت والوں کے لئے ہوگی۔ ہر آدمی کے محل میں ایک درخت ہوگا جب خواہش کرے گا یا تمنا ہوگی تو جب ٹھنڈی ہوا چلے گی تو درخت سے ٹکرائے گی۔ ایسا نغمہ پیدا ہوگا کہ دنیا کا ہر نغمہ اس کے سامنے بے کار ہے۔ وہ خاص نغمہ ان کو ملے گا جو دنیاوی نغمہ کو ترک کر کے آئے ہیں۔ حور ملنے کے ساتھ ساتھ وہ مومن کہ جنہوں نے اپنے آپ کو ایک چیز سے بچایا۔ امامؑ سے سوال کیا کہ یا بن رسول اللہ وہ کونسی چیز ہے جواب دیا کہ تم

کو نہیں معلوم کہ دنیا میں مرد کے لئے سونا پہننا حرام ہے۔ دنیا میں ایک لمحہ کے لئے بھی ملبوس نہ کیا۔ جنت کے اندر حکم خدا سے اس کو سونے کے کنگن اور سونے کے ہار عطا کیے جائیں گے۔ لیکن جو آدمی اس سے محروم ہوگا دنیا کے اندر چند لمحہ کی خاطر منگنی کی انگوٹھی پہن لینا ہمیشہ ہمیشہ سے انسان کو جنت کے سونے سے محروم کر دے۔ ایک روایت یاد رکھو دنیا کی جنتی مخلوقات ہے جب جنت کا تذکرہ سنتے ہیں تو خواہش کرتے ہیں کہ یہ ہم کو ملے۔ جنت کے سونے پائیں اور محل پائیں کہ جس میں 70 کمرے، 70 تخت 70 حوریں ہیں پائیں۔ جنت دعا کرتی ہے کہ خدا ان چاروں کو جنت میں بھیجے۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ کون ہیں۔ نبیؐ کا جواب یاد رکھو کہ 4 باتوں کو اکٹھا کر لو تو جنت کی ضرورت نہیں۔ جس نے کسی بے لباس کو لباس دیا۔ جس نے کسی پیاسے کو ایک گلاس پانی دیا اور جس نے کسی بھوکے کو پیٹ بھر کے کھانا کھلا دیا اور جس نے کسی مومن کی چھوٹی سی حاجت کو پورا کر دیا۔ 4 خصوصیات ہو گئی۔ اب دعا کرنے کی ضرورت نہیں جنت خدا سے دعا کر کے تجھ کو حاصل کرنا چاہتی ہے۔ ایک آدمی عہد کو پورا نہ کرے تو اس کے تہ خانے کے مقام پر ایک جھنڈا گاڑھا جائے گا یہ روایت سنی و شیعہ کتب میں بھی ہے۔ ہم دنیا میں ہر قسم کی بے غیرتی برداشت کرتے ہیں کہ جوان بیٹی یا بہن، باپ یا بھائی کے ساتھ T.V دیکھے۔ فلم دیکھے۔ جب امامؑ آئیں گے تو غیرت بھی جاگ اٹھے گی۔

موت کے بعد

○اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ○

مومن مرد اور عورت کی پہچان::

سورہ توبہ کی آیت ہے کہ پروردگار عالم مومنین کی شناخت اور پہچان کرتے ہوئے نشانی بتاتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے کہ مومن مرد اور مومن عورت کی پہچان یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں تو مدد کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ مدد ہے جو کسی کی زندگی میں کی جائے اور ایک مدد وہ ہوتی ہے جو کسی کے مرنے کے بعد کی جائے۔ زندگی میں جو مدد کی جاتی ہے وہ اپنے مقام انتہائی اہم صحیح لیکن بندہ مومن کی موت کے بعد اس کی جو مدد کی جاتی ہے۔ اس کی اہمیت زیادہ ہے۔ اس لئے کہ موت کے بعد خود بیچارہ مومن لاچار ہو چکا ہوتا ہے۔ خود مومن بے یار و مددگار ہو چکا ہوتا ہے۔ خود مومن کسی قسم کی حرکت کے قابل نہیں رہتا۔ اب وہ مدد کا زیادہ حقدار ہے۔ اس کے مقابلے میں کہ جو ابھی زندہ ہے زندہ انسان کی بہر حال کہیں نہ کہیں سے مدد ہو جاتی ہے اور خود اس کے ہاتھ پاؤں چلتے ہیں۔ وہ خود سے کر سکتا ہے لیکن سب سے مدد کا حق دار وہ ہے جو اس دنیا سے چلا گیا ہے۔ اور لوگوں نے سمجھا یہ مر گیا عام دنیا یہ سمجھے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لیکن ایک مسلمان کے لئے تو حکم یہ ہے کہ اپنے مرنے والے کے لئے موت کا مطلب یہ مت سمجھو کہ اب وہ ختم

ہوگیا۔ اب اسے تمہاری کسی مدد کی ضرورت نہیں رہی۔

مرنے کے بعد رشتہ داروں کی ذمہ داری::

اب بھی وہ تمہاری مدد کا محتاج ہے اب تو زیادہ ہوگیا اس لئے کہا گیا کہ مرنے والے کے جنازے پر کھڑے ہوکر اعلان کرو تَابِعُ اللّٰهُمَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ بِالْخَيْرَاتِ خداوندہ ہمارے اور مرنے والے کے درمیان جو رشتہ ہے اسے باقی رکھ اسے برقرار رکھ کس طرح سے بالخیرات نیکیوں کے ذریعے سے کہ ہم اس کے لئے نیکیاں کرواتے ہیں۔ تو اعلان کروایا گیا مومن کی زبان سے اس میت پر کھڑا کرکے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ موت کے بعد بس اب زندگی ختم ہوگئی۔ موت کے بعد اب ہمارا رشتہ دار گیا تو سوگیا اب اس کی نہ کوئی خدمت نہیں کرنا ہے اور نہ اسے یاد کرنا ہے۔ نہیں کہا گیا کھڑے ہوکر دعا مانگ کر یہ اعلان کرو کہ تم مرنے والے سے اپنے رشتہ کو قائم رکھے ہوئے ہو، اور جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا کہ مرنے کے بعد تو اور ضروری ہے مردہ شخص کی مدد کرنا، زیادہ اہم ہے۔ اسی لئے وہ روایت یاد کیجئے آپ جس میں معصوم امامؑ نے ارشاد فرمایا کہ بسا اوقات کتنے ہی بیٹے اور بیٹیاں ہوتیں ہیں جو اپنی زندگی میں اپنے والدین کی فرماں بردار ہوتی ہیں۔ موت کے بعد عاق ہو جاتی ہیں اور کتنی ہی اولادیں ایسی ہیں جو زندگی میں والدین کی نافرماں ہو کر عاق ہو جاتی ہیں۔ مرنے کے بعد ان کی فرماں بردار بن جاتی ہیں اور جب راوی نے کہا تھا مولا کہ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی مرنے کے بعد جب والدین کا

انتقال ہو گیا اب کوئی عاق کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو چلے گئے۔ اب ان کی نافرمانی
کیسے اب ان کو اذیت پہنچانا کیسے مولا سمجھ میں نہیں آرہا۔ امامؑ نے فرمایا جب کوئی
شخص جب اس دنیا سے رخصت ہوا قبر میں پہنچا اب یہ محتاج ہے دنیا والوں کا
خصوصیت کے ساتھ اپنے رشتہ داروں کا ماں باپ کا۔ قبر میں گئے ایک ماں یا باپ
کو دنیا میں بھی مرنے کے بعد سب سے زیادہ سہارا اپنی اولاد کا ہوتا ہے۔ اسے ہم
نے پالا پوسا ہے اسے ہم نے پروان چڑھایا ہے۔ اسے ہم نے خونِ جگر پلایا ہے۔
اس کے آرام کے لئے ہم نے زحمتیں اٹھائیں اس کی زندگی بنانے کے لئے ہم نے
اپنے آپ کو تباہ برباد کر دیا۔ یقیناً یہ تکلیف میں ہمارا سہارا بنے گا۔ تو قبر میں مرنے
والا گیا اسے کسی اور سے بعید نہیں ہے۔ سب سے زیادہ امید اپنی اولاد سے ہے۔
زندگی میں بیٹا بہت زیادہ محبت کرنے والا تھا۔ باپ کی بات پر حرکت کرنے والا
تھا۔ باپ کے اشارے پر تعمیل کرنے والا تھا۔ باپ کو کوئی تکلیف ہو جائے مجال نہیں
باپ کو اذیت پہنچ جائے۔ کسی کی ہمت نہیں ہر مقام پر دوڑ دوڑ کے ماں اور باپ کی
خدمت کرنے والا ہے۔ لیکن جب دفن کر کے آیا تو سوچا کہ صرف سوئم اور چہلم کی
مجلس کرا دوں، سال میں برسی کے موقع پر ایک مرتبہ یاد کر لیا، بس اور اس کے بعد ہم
باپ اور ماں کی کیا خدمت کریں۔ وہاں وہ بیچارے انتظار کر رہے ہیں کہ ہمارا بیٹا
ہے ہماری بیٹی ہے۔ ضرور ہمارے لئے کوئی مدد بھیجے گا۔ قبر کے اندر ضرور کوئی نیکی
کر کے ہمارے عذاب کو کم کرائے گا اور جب یہ دیکھے گا قبر کا مردہ کہ میرے جتنے
پڑوسی ہیں یعنی قبرستان میں جتنے مردے ہیں سب کے لئے نیکیاں آرہی ہیں

تمہارے بیٹے نے اتنی نمازیں پڑھائیں تمہاری طرف سے یہ تمہارا عذاب ختم تمہارے بیٹے نے تمہاری طرف سے حج کرادیا تمہارا یہ عذاب ختم تمہارے بیٹے نے تمہارا خمس وزکوۃ نکال لیا تمہارا یہ عذاب ختم تمہارے بیٹے نے تمہارے نام سے ایک مسجد یا امام بارگاہ تعمیر کرایا۔ تمہارا یہ عذاب ختم۔ تمہارے بیٹے نے تمہارے نام پر ایک فقیر اور بھوکے کو کھانا کھلایا کپڑا پہنایا تمہارا یہ عذاب ختم۔ کیونکہ پیغمبر اسلامؐ کی روایت ہے کہ ہر رات کو عام طور پر اور شب جمعہ خاص طور پر قبرستان کے مردے تمام رات انتظار کرتے ہیں اس لئے کہ کس کی اولاد نے اپنے مرنے والے رشتہ دار کے لئے نیکی بھیجی ہے۔ تو اب فرشتے ایک نور کا بنا ہوا تشت ہوتا ہے اس کے اندر ایک ہدیہ اور تحفے کو لے کر قبرستان کے اندر جاتے ہیں فقط اس کی قبر میں نہیں لے جاتے جب قبرستان پہنچتے ہیں سارے قبرستان میں روشنی پھیل جاتی ہے ہماری اور آپ کی آنکھ اسے نہیں دیکھ سکتی۔ قبر کے اندر مردے کی آنکھ اسے دیکھ رہی ہوتی ہے اب ہر ایک کے دل کی خواہش ہوتی ہے کہ کاش یہ فرشتہ جو نور کی تھالی میں تحفہ لے کے آرہا ہے یہ میرے لئے ہر ایک انتظار کر رہا ہے ہر ایک کو انتظار ہے کہ دیکھیں کہ آج کس کی قسمت جاگی اور اس کے بعد سب دیکھتے ہیں کہ فلاں کی قبر میں فرشتہ گیا اور اس کا اتنا عذاب ختم کر دیا اور اگر وہ مومن پہلے سے عذاب میں نہیں ہے تو اس کی نعمتیں اتنی اور بڑھا دیں۔ اب باقی جتنے قبرستان میں مردے ہیں سب دیکھتے ہیں اور حسرت کرتے ہیں کہ کاش ہمارا بیٹا ایسا ہی ہوتا کاش ہماری بیٹی ایسی ہی ہوتی۔ کاش ہمارے رشتہ دار ایسے ہی ہوتے تو اب جس کی قبر میں کبھی کوئی تحفہ

نہیں پہنچا۔ اس لئے کیونکہ اس کے بیٹے اور بیٹی نے یاد بھی کبھی نہیں کیا۔ ایک دو دن، ایک ہفتہ دو ہفتہ وہ انتظار کرے۔ اس کے بعد دیکھے گا کہ ایسا لگ رہا ہے کہ وہ تو مجھے بھول چکا ہے تو اب یہ باپ اور ماں جسے قبر کے اندر تکلیف پہنچی اپنی اولاد کی وجہ سے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ تکلیف بڑھ گئی۔ اس لئے کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ ہر قبر کے اندر تحفہ آ رہا ہے۔ ہر مردے کے پاس کچھ نہ کچھ آ رہا ہے۔ فقط میں ایسا بدقسمت ہوں کہ میری اولاد مجھے پلٹ کے یاد نہیں کر رہی ہے۔ اب دل ہی دل میں اسے اذیت ہوئی اس نے کہا خداوندہ ہم نے تو جو گناہ کیا ہے اس کی سزا برداشت کر رہے ہیں مگر ہم اپنے اس بیٹے کو عاق کرتے ہیں ہم اپنے اس بیٹے سے ناراض ہو جاتے ہیں کہ جس نے ایک مرتبہ بھی ہفتے میں پلٹ کے ہمیں یاد نہیں کیا جسے ایک ہفتے میں بھی ایسا موقع نہ ملا کہ ہماری خدمت کرتا اور اس کے مقابلے میں یہ وہ بیٹا تھا جو زندگی میں ماں باپ کی خدمت کر چکا ہے۔ اب بھول گیا ماں باپ کو قبر میں تکلیف پہنچی ان کے دل میں بیٹے کی ناراضگی پیدا ہوئی عاق کر دیا۔ انہوں نے اپنی اولاد کو اور امامؑ کہتے ہیں اب یہ بیٹا عاق ہو گیا۔ قیامت کے میدان میں یہ عاق کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔ دوسرا بیٹا ہے زندگی میں لاپرواہی کرتا ہے نہ باپ کا خیال کیا نہ ماں کا۔ نہ ان کے آرام کا خیال کیا نہ تکلیف کی ساری توجہ اپنی جانب رہی ایک دم سے اطلاع ملی کہ باپ کا انتقال ہو گیا۔ ماں دنیا سے رخصت ہو گئی۔ صدمہ ہوا احساس ہوا تکلیف محسوس ہوئی اب سوچنے لگا میں کیا کروں میں کس طرح سے ساری زندگی جو میں نے لاپرواہی برتی ہے اس کا ازالہ کروں دل میں خیال آیا۔ ماں

باپ کے لئے کوئی نیکیاں کروں تا کہ قبر میں یہ نیکیاں ان کے پاس پہنچیں۔ اس نے روزانہ نیکی کرنا شروع کی۔ اس نے مسلسل نیکی کرنا شروع کی اور وہاں یہ منظر کہ ہر رات لوگ دیکھ رہے ہیں کہ فرشتہ نور کے ایک تھال میں تحفہ لے کے صرف ایک ہی قبر میں آتا ہے آج کل پرسوں مسلسل قبر کے اندر یہ تحفے آنے لگے عذاب کم ہونے لگا۔ ایک مرتبہ سارا قبرستان رشک کرنے لگے گا کہ بیٹا ہو تو اس مرنے والے جیسا اولاد ہو تو اس مرنے والے جیسی کہ جس نے ایک دن بھی اپنے باپ کو نہیں بلایا اور جب اس مرنے والے نے دیکھا کہ واقعا اس قبرستان میں مجھ جیسا خوش قسمت کوئی نہیں ہے۔ اس وقت دل سے دعا نکلی خداوندہ یہ خدمت جو میری بیٹی یہ خدمت جو میرا بیٹا یہ خدمت جو میری اولاد کر رہی ہے ہم اس سے راضی ہیں ہم اس سے خوش ہیں۔ خداوندہ آج اس نے ہمارے دل کو خوش کر دیا اب قیامت کے میدان میں یہ بیٹا جو اٹھایا جائے فرمانبرداروں کے درمیان اٹھایا جائے گا۔ یہ تفصیلی روایت اس لئے بیان کی کہ دیکھئے ماں باپ کی زندگی میں ایک فرمانبردار تھا۔ ایک نافرمان تھا۔ ماں باپ کے مرنے کے بعد جو فرماں بردار تھا وہ نافرمان ہو گیا جو نافرمان تھا وہ فرمانبردار بن گیا۔ اب جو قیامت کے میدان میں یہ لوگ لائے جائیں گے تو کس طرح سے لائے جائیں گے جو ماں باپ کے مرنے کے بعد فرمانبردار بنا قیامت کے دن وہ فرمانبردار کی حیثیت سے لایا جائے گا۔ ماں باپ کی زندگی میں یہ نافرمان ہے مگر قیامت کے دن نافرمان نہیں کہلائے گا۔ بلکہ فرماں بردار کہلائے گا اور جو ماں باپ کی زندگی میں خدمت کرنے والا تھا مرنے کے بعد عاق ہو گیا

قیامت کے دن کس طرح سے لایا جائے گا عاق بنا کے بلایا جائے گا۔ تو پتہ چلا اپنی زندگی میں جو آپ کسی کی مدد کریں تو اس کی اتنی اہمیت نہیں ہے کہ جتنی موت کے بعد کی اہمیت ہے۔ زندگی میں فرماں برداری کی مگر قیامت کے دن عاق بنا دیا گیا۔ زندگی میں نافرمانی کی قیامت کے دن فرماں بردار بنایا گیا تو پتہ چلا شریعت میں دین میں زیادہ خیال اس بات کا رکھا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد کون حق کو ادا کر رہا ہے۔ اگر کسی نے زندگی میں حق کو ادا کیا مرنے کے بعد ادا نہیں کیا اس کی یہ محنت اس کا یہ تحفہ خدا ٹھکرا دے گا۔ اگر کسی نے ماں باپ کی زندگی میں ماں باپ تو فقط مثال تھی کسی بھی مومن کی زندگی میں اس کی اتنی خدمت نہیں کی مرنے کے بعد اس کی خدمت کر لی تو اب مرنے کے بعد جو خدمت کی اس اہمیت شریعت میں زیادہ ہے۔ چنانچہ اسے اسی کے مطابق اجر و ثواب ملے گا تو اب میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو یہ کہتا ہے کہ جب کوئی مر گیا تو یہ مت سمجھو کہ وہ مر گیا ہے۔ اگر نیکی پر مرا تو اسے نعمتیں ملیں گی اگر برائی پہ مرا تو اسے عذاب ملے گا۔ یہ ہمارے عقیدے میں شامل ہے۔ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اگر مرنے والا مرنے کے بعد قبر میں گیا تب بھی اگر نیک مرا ہے تو نعمتیں لیتا ہے برائی پہ مرا ہے عذاب لیتا ہے۔ اور اگر قبر میں نہ جا سکا جیسے ہندو حضرات مردے کو جلا دیتے ہیں۔ یا پھر ہوائی حادثے میں کوئی فنا ہو جاتا ہے یا شیر کے کھانے سے کسی کا جسم ختم ہو جاتا ہے یا پانی میں بہہ کر کسی کی میت ملتی ہی نہیں بہر حال عذاب اور ثواب جسم کو نہیں ہے بلکہ روح کو ہے تو اب یہ شخص کی روح کو اگر مرنے کے وقت نیکی کی حالت میں مرا

ہے ثواب ملے گا اگر مرنے کے وقت برائی کی حالت میں مرا ہے تو عذاب ملے گا اور مرنے کے بعد کوئی چیز انسان کے کام نہیں آتی ہے یا وہ رشتہ دار جو زندہ ہیں اور تحفے بھیجتے ہیں مرنے والوں کے لئے یا یہ کہ بعض روایات میں ہے کہ یا انسان کا عمل اس کے ساتھ آتا ہے مرنے کے بعد۔

صحابی رسولؐ سلمان فارسی کی مردہ سے گفتگو::

جیسا کہ سلمان فارسی کا مشہور واقعہ ہے کہ قبر کے اندر کون ہمارے کام آئے گا کس کی مدد ہمارے شامل حال ہوگی۔ سلمان فارسیؓ جو مقدس ترین صحابی کہ جن کے بارے میں کہا گیا کہ ھو باب اللہ وہ خدا کا دروازہ ہے۔ خدا تک پہنچنے کا دروازہ ہے جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ایمان کے دس درجے ہیں اور دسویں پر وہ فائز ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ معرفت کی اس منزل پر فائز ہیں کہ اگر ابوذرؓ کو پتہ چلا کہ سلمانؓ کا ایمان تو ابوذرؓ سمجھ نہ سکیں گے اور سلمانؓ کو قتل کر ڈالیں تو سلمان جنہیں اہلبیتؑ رسالت میں شامل کر لیا گیا۔ پیغمبرؐ کے پاس آئے۔ اللہ کے رسولؐ آج میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا مجھے پتہ چل سکتا ہے کہ میرا انتقال کب ہوگا کہا کہ سلمان خدا کی راز کسی کو نہیں بتایا جاتا۔ لیکن تمہارے مرتبے اور مقام کے پیش نظر میں اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ جب قبر کا کوئی مردہ تم سے گفتگو کرے تو سمجھ لینا وہ تمہارا آخری دن تو زمانہ گزرا حالات بدلے واقعات آگے بڑھے۔ تاریخ کے اوراق پلٹتے رہے امیر المومنینؑ کی خلافت کا زمانہ آگیا۔ سلمانؓ فارسی مدائن کے گورنر تھے اور امیر

المومنینؑ نے اسی عہدے پر برقرار رکھا۔ اَصْبغ ابن نُباتہ نقل کرتے ہیں۔ ایک دن میں سلمانؓ کے پاس بیٹھا تھا سلمانؓ بیمار تھے۔ سلمانؓ کمزور تھے خود سے کھڑے نہ ہو سکتے تھے۔ مجھے دیکھا کہا اے اَصبغ ایک کام تو کرو چار آدمیوں کو بلاؤ اور مجھے بستر پر چارپائی پر لیٹا کر قبرستان لے جاؤ۔ اسبہ حیران ہو کر کہتے ہیں سلمانؓ اس کمزوری اور بیماری کی حالت میں یہ تکلیف کیوں برداشت کرنا چاہتے ہو کہا کہ رسولؐ کچھ مجھ سے کہہ کر گئے ہیں۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس کا وقت آیا ہے یا نہیں آیا۔ ایک مرتبہ اسبہ سلمانؓ کو چارپائی پر لیٹا کر مدائن کے قبرستان میں لے جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ سلمانؓ قبرستان میں داخل ہوتے ہیں۔ چاروں طرف دیکھا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ اے قبروں میں سونے والے تم پر میرا اسلام ہو۔ اے قبر کے سونے والے تم ہم سے پہلے چلے تھے تم ہم سے نکل چکے تھے لیکن ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔ ہم بھی اس راستے پر چل رہے ہیں جو تم سے مل جائے۔ ایک مرتبہ سلامؑ یہ عملا کہتے ہیں اور اسبہ کہتا ہے کہ ایک قبر سے آواز آئی۔ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا سَلْمَانُ اے رسولؐ کے صحابی سلمانؓ تم پر میرا اسلام ہو۔ سلمانؓ کہتے ہیں اسبہ میری چارپائی کو اس قبر کے قریب تو لے جاؤ۔ میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں اس قبر والے سے۔ اللہ کے رسولؐ نے مجھے بتایا تھا کہ یہ وقت آنے والا ہے۔ اسبہ چارپائی لیکر پہنچے سلمانؓ نے مخاطب کیا اے قبر کے سونے والے اتنا بتا دے کہ تم نے موت کو کیسا پایا۔ بس اتنا سوال کیا سلمانؓ نے قبر کے مردے نے آہ بھری کہا کہ سلمانؓ بس کچھ نہ پوچھو کہ کیا کیفیت و حالت ہوتی ہے۔ جسم کے اعضاء کے ہر گوشت کو الگ

الگ کر کے تلوار سے پارہ پارہ کیا جائے کاٹا جائے کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس تکلیف کے مقابلے میں جو ملک الموت آخری وقت میں مجھے پہنچا گیا تھا۔ سلمانؓ نے گھبرا کے فوراً پوچھا اتنا تو بتاؤ کہ تمہارا انجام کیا تھا کہا کہ میں ان میں سے تھا جنہیں خوشخبری ملی تھی خدا کی جانب سے جنہیں بشارت ملی تھی خدا کی جانب سے میں زندگی میں نماز پڑھتا تھا تلاوت کرتا تھا روزے رکھتا تھا۔ رشتہ داروں کے حق کو ادا کرتا تھا اس کے باوجود میری یہ کیفیت ہوئی تھی کہ میرے ہر مقام کے گوشت کو تلوار سے کاٹا جائے تو کوئی تکلیف نہیں ملک الموت کی تکلیف کے مقابلے میں یہ اس کی بات ہے جس کا انجام بخیر ہے۔ جس کی حالت صحیح ہے۔ سلمان نے کہا کچھ تو بتاؤ تم پر حالت کیا گزری تھی کہا کہ سلمان جب میری روح کو نکالا جا رہا تھا تو مجھے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے آسمان زمین پر گر پڑا ہوں اور دونوں کے بیچ میں مجھے رکھ کر پیسا اور دبایا جا رہا ہے۔ اے سلمانؓ قبر کا مردہ کہتا ہے سوئی کا وہ سوراخ جس میں سے دھاگے کو گزارا جاتا ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ دھاگہ اگر ذرہ بڑا ہو سوئی کے سوراخ میں سے نہ گزرے تو اسے لپیٹا جاتا ہے اسے باریک کیا جاتا ہے پھر اس میں سے داخل کیا جاتا ہے۔ قبر کا مردہ کہتا ہے سلمانؓ مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے میرے پورے جسم کو موڑا جا رہا ہے اور اس سوئی کے سوراخ میں سے نکالا جا رہا ہے۔ ذرا سوچیں قبر کا مردہ کہہ رہا ہے۔ یہ اس کا جملہ ہے ایک انسان کو موڑا جائے اتنا اسے لپیٹا جائے کہ وہ سوئی کے ناکے میں سے گزرنے کے قابل ہو جائے کیا حالت ہو گی۔ اس وقت انسان پر۔ کہا کہ سلمانؓ تب میری یہ کیفیت تھی اور مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے میرے

اس جسم کو سوئی کے اس سوراخ میں سے گزارا جا رہا ہے۔ موڑنے کے بعد اور اے سلمانؓ میں اتنا بتا تا چلوں کہ مجھے ازحد تکلیف ہوئی اس وقت کہ جب میرے وارث مجھے اٹھا کے غسل خانے لے گئے تھے اور مجھے غسل دے رہے تھے۔ ارے اس انداز سے میرے جسم کو پھیر رہے تھے اس انداز سے میرے جسم کو الٹ رہے تھے کہ میرے جسم کے ایک ایک رگ میں ایک ایک مقام میں انتہائی تکلیف ہو رہی تھی۔ میں پکار پکار کے کہہ رہا تھا اے مجھے غسل دینے والو اتنا تو خیال کرو کہ مجھے میری روح نکلی تھی کوئی ایسی رگ نہ ہو جو ٹوٹی ہو کوئی ہڈی ایسی نہ تھی جو زخمی نہ ہوئی ہو سر سے پیر تک میرا جسم زخمی ہے۔ اتنی بے دردی کے ساتھ تو مجھے نہ الٹو اتنی بے دردی کے ساتھ تو میرے جسم پر پانی نہ ڈالو ارے فقط پانی کے پڑنے سے مجھے تکلیف ہو رہی تھی اب آخری سوال ہے سلمانؓ کا اتنا بتا دے کہ قبر میں جانے کے بعد تو نے کیا پایا تجھے کیا محسوس ہوا تو نے کس عمل کو بہتر سمجھا۔

تین عمل قبر میں کام آئیں گے::

سلمانؓ قبر میں جا کے مجھے پتہ چلا کہ تین عمل ایسے ہیں کہ ان سے بہتر مومن کے اندر کوئی عمل نہیں ہو سکتا۔ جو یہ تین عمل لے کے نماز پڑھنا گرمیوں کے گرم دنوں میں روزہ رکھنا اور اس طرح دنیا کہ سیدھے ہاتھ سے دو تو الٹے ہاتھ کو پتہ نہ چلے کہ کتنا دیا اور کسے دیا ہے۔ یہ تین عمل ان سے بہتر عمل میں نے قبر میں کوئی نہیں پایا ہے تو اب سلمان فارسیؓ کی روایت یہ بتا رہی ہے کہ قبر میں اس کے اعمال اور اس کے وہ

زندہ رشتہ دار جو اس کے لئے نیکیاں کریں گے۔ جو اس کے زندہ رشتہ دار جو اس کا حق ادا کریں گے اور یہ بھی بتا دیا جائے کہ اسلام نے کہا کہ اپنے رشتہ دار کو مردہ نہ سمجھو کہ وہ مر گیا تو تمہارا اس کا رشتہ ختم نہیں جس طرح زندگی میں ان کا حق ادا کرنا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر مرنے کے بعد ان کا حق ادا کرنا ہے مگر اتنی مدد تم بھی اپنے رشتہ داروں کی کر کے جاؤ وہ تو تمہاری مدد کریں گے شریعت نے ان سے کہا ہے خدا نے ان سے کہا ہے مگر اتنی مدد تم بھی کر کے جاؤ تا کہ پھر وہ تمہارے حق کو ادا کریں اور وہ تھوڑی مدد کیا کرنی ہے کہ وصیت نامہ لکھ کے جاؤ تا کہ تمہارے رشتہ دار کو پتہ چل جائے کہ اس وقت تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے۔ اسی وقت تمہیں کس چیز کی حاجت ہے اب قبر کی چیزیں ہیں اس مکاں سے تو سمجھ نہیں آسکتی ہیں لیکن میں بطور مثال عرض کر رہا ہوں کہ دنیا میں کوئی شخص بھوکا ہے اور ایک آدمی رحم اور ہمدردی کرتے ہوئے بہترین لباس خرید کے اس کے لئے لے آئے کہ تمہاری بھوک کو دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا ہے لو یہ میں بہترین کپڑا لے کے تمہارے لئے آیا ہوں۔ وہ کیا کہے گا کہ اس وقت یہ کپڑا لے کے کیا کروں گا۔ مجھے بھوک لگی ہے اگر لانا تھا تو میرے پیٹ کی بھوک بجھانے کے لئے کچھ لاتے۔ اب اس نے خدمت کی اس بیچارے نے زیادہ خرچ کر دیا۔ کھانے پر دو روپے لگتے کپڑے پر اس نے 50 روپے لگا دیئے۔ مگر ہمارے لئے اس کا تحفہ بیکار ہو گیا تو قبر میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہمیں جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اور دنیا میں ہمارے رشتہ دار کو پتہ نہ ہو کہ ہمیں کس چیز کی ضرورت ہے وہ تو بیچارہ اپنی عقل کے مطابق فٹ آئے گا ہمارا فرض

ہے کہ پہلے سے اسے بتا جائیں کہ ہمیں کس کس چیز کی ضرورت پڑے گی۔ بطور مثال اب یہ کوئی روایت نہیں ہے میں سمجھانے کے لئے عرض کررہا ہوں فرض کیجئے ہمیں جلا رہی ہے آگ ہمیں تو ضرورت ہے ایسی چیز کی جو آگ کو بجھائے اور وہ بھیج دے ایسی چیز جو سانپ اور بچھوں کو مارے تو اب اس بیچارے نے خدمت تو کی مگر ہمارے لئے بیکار ہے سانپ اور بچھو اس وقت ہمیں کاٹ نہیں رہے ہیں ہمیں آگ سے بچانے والی چیز چاہئے۔ وہ بھیجے تو وہ چیز بھیجے جو آگ کی شدت کو ختم کرے تو اب زندہ رشتہ دار کو کیا پتہ کہ اسے کیا چاہئے تو شریعت کہہ رہی ہے کہ تم مدد کر کے جاؤ اپنے رشتہ داروں کی اور بتا جاؤ کہ تمہیں قبر میں کیا کیا چاہئے۔ ہوگا کیسے بتا جائے تو حکم ہے کہ اپنی وصیت نامہ نام ہے اس چیز کا کہ قبر کے اندر جو تکلیف آتی ہے اس کے بارے میں پہلے سے ہم بتا کے جائیں اپنے رشتہ داروں کو کہ دیکھو یہ یہ چیزیں تم بھجوا دینا تا کہ ہم قبر کے عذاب سے بچ جائیں۔۔ آپ سفر پر جارہے ہیں خریداری نہیں کر سکتے۔ اپنے بیٹے کو لے کر گئے کہ آؤ بیٹا یہ سامان بازار سے خرید کر لے آنا اس کی ضرورت پڑے گی۔ اگر آپ جارہے ہیں سردیوں کے موسم میں کسی ٹھنڈے علاقے میں تو آپ کہیں گے مجھے سویٹر چاہئے رضائی چاہئے، مجھے کمبل چاہئے آپ لکھ کر دیں گے تو بیٹا لے کے آئے گا۔ وصیت نامہ ایک فہرست ہے جو مسافر اپنے رشتہ داروں کو دے کر جاتا ہے کہ میں تو جارہا ہوں سفر پہ یہ سامان بھجوا دینا تھا۔ جب میں وہاں پہنچوں پہلے یہ سامان تیار پڑا ہو بس اس چیز کا نام ہے وصیت نامہ۔ وصیت نامہ ہماری اور آپ کی بھلائی کی چیز ہے یہ وہ سامان ہے جو

پہلے سے قبر میں پہنچ جاتا ہے۔ ہمارے جانے سے پہلے اس طرح سے جو شریعت نے واجب قرار دیا ہے کہ ایک آدمی پر جتنے حقوق ہیں دوسروں کے سب ادا کر کے جائے مجھ پر اتنا خمس واجب ہے مجھ پر اتنا زکوۃ واجب ہے میں نے فلاں شخص سے اتنا قرضہ لیا اور واپس نہیں کیا یہ سب لکھ کے جاؤ۔ میں نے حج نہیں کیا تھا میری جگہ حج کرواؤ۔ اتنی نمازیں میں نے چھوڑی تھیں اتنے روزے میں نے قضا کیے تھے۔ یہ وصیت نامے میں لکھا جاتا ہے اس کا مطلب کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اگر یہ وصیت لکھ کر اپنے رشتہ داروں کو نہیں دی تو کیا پتہ ہم پر کتنا خمس واجب ہے تو اس نے ہمارے نام پر دس دیگیں پکا دیں اور فرض کیجئے فقیروں کو بھی کھانا کھلا دیا اب اس نے اتنا خرچہ کر دیا لیکن وہاں پہ ہم پر عذاب آ رہا ہے خمس نہ دینے کا اس نے یہی دیگوں والا آدھا خمس دے دیا ہوتا 10 ہزار خرچ کئے اس میں سے 5 ہزار باپ کے نام خمس ادا کر دیا تو اب باپ عذاب سے بچ جاتا کیونکہ اس کو پتہ نہیں کہ میرے باپ پر کیا چیز واجب ہے اس نے سوچا دس دیگیں غریبوں کو یتیموں کو بیواؤں کو کھلانے سے ثواب ہوگا مگر ثواب نہیں ملتا یہ تو آپ کے علم میں ہے کہ جب تک یہ واجب نہ ادا کیا جائے سنت کا کوئی ثواب نہیں۔ اگر جب تک حرام سے نہ بچا جائے مباح سے بچنے کا کوئی ثواب نہیں ہے تو اب وصیت نامہ نام ہے اس بات کا کہ بیٹا سفر پر جا رہے ہیں اور یہ سامان تم بھجوا دینا تاکہ جب ہم اپنی منزل پر پہنچیں تو مسئلہ پیدا نہ ہو پہلے سے راہ پر سامان رکھا ہو اتنی نمازیں ہیں ان کا عذاب آ سکتا ہے وہ پڑھوا دینا تاکہ اس کے عذاب سے بچ جائیں۔ اب دیکھئے رحمت خدا یہاں پہ رحمت

خدا کیا ہے رحمت خدا کس چیز کا نام ہے رحمت خدا اسی چیز کا نام ہے کہ اب اگر کسی آدمی نے دس سال نمازیں قضا کی تھیں وصیت کر کے گیا بیٹے کو کہ دس سال کی نمازیں ادا کر دینا اب عقل تو یہ کہتی ہے کہ جب تک یہ دس سال کی نمازیں نہ پڑھے اس وقت تک تو اس کے باپ کو عذاب ہونا چاہئے۔ دس سال کی نمازیں باقی ہیں جب بیٹا ادا کرے گا تب عذاب ختم ہونا چاہئے مگر یہ رحمت خدا ہے تم نے وصیت لکھی تمہارے بیٹے نے نیت کر لی یہ نمازیں پڑھوں یا پڑھواؤں گا ۔

مرنے کے بعد کا عذاب

وقت موت مومن کی حالت ::

ملک الموت مومن کے سرانے جب آتا ہے تو یہ سمجھنا غلط ہے کہ خالی ملک الموت آتا ہے بلکہ ملک الموت کے ساتھ ایک جانب اگر وہ ہستیاں آئیں کہ جن کا نام ساری زندگی مومن کا ورد زبان رہا اور جن کی محبت ساری زندگی مومن کے دل میں جاگزیں تھی، تو دوسری جانب شیطان اپنے لشکر کے ساتھ آیا تو اب یہ مومن کی زندگی جس انداز سے گزری ہے اس پر منحصر ہے کہ کیا یہ اس قابل ہے کہ امام معصومؑ اس کی مدد کریں کیا اس نے اپنے آپ کو شیطان کے اتنا قریب کر لیا ہے کہ جب شیطان آئے گا تو شیطان کا اس پہ قابو چل جائے گا۔ یہ موت کی پہلی منزل ہے۔ شیطان کا آنا اور مومن کو بہکانے کی کوشش کرنا۔ یہاں یہ ایک بات کی وضاحت اور کر دی جائے ہمیں بھی اللہ نے آنکھیں دی ہیں اور الحمد للہ ہم ان آنکھوں کو استعمال بھی کرتے ہیں۔ مرنے والا مر رہا ہے نہ تو ہم نے کبھی اس کے پاس ملک الموت کو دیکھا ہے اور نہ کبھی ہم نے اس کے پاس امام معصومؑ کو دیکھا ہے نہ کبھی ہم نے اس کے پاس شیطان اور لشکر شیطان کو دیکھا ہے۔ یہ نظر کیوں نہیں آتا اس کا جواب ایک مومن کے لئے تو بہت آسان ہے۔ ملک الموت کا انکار تو اس وقت تک ممکن ہی نہیں

جب تک قرآن کا انکار نہ ہو۔ لیکن جب کسی غیر مومن نے امام معصومؑ پر یہ اعتراض کیا کہ آپ اپنے آپ کو اس مذہب کا امام کہتے ہیں اور ایک ایسی بات بیان کرتے ہیں جو ہماری عقل میں نہیں آتی ہے۔ یہودی کبھی عیسائی، کبھی مجوسی وہ آ کے اعتراض کر رہے ہیں۔ یہودی نے آ کر اعتراض کیا آپؑ نے کہا کہ مرنے کے بعد عذاب ہوتا ہے، کہاں ہے عذاب ہم نے تو سینکڑوں مرنے والوں کو دیکھا ہے تو امامؑ نے اس کو سمجھانے کے لئے ایک جواب دیا۔ کیا تم نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ سونے والا سو رہا ہوتا ہے خواب کے عالم میں وہ خوش بھی ہوتا ہے غمگین بھی ہوتا ہے وہ کبھی اپنے آپ کو عیش و آرام میں پاتا ہے کبھی وہ اپنے آپ کو ذہمت و پریشانی میں پاتا ہے۔ اٹھتا ہے تو بتاتا ہے کہ میں نے یہ دیکھا اور یہ دیکھا لیکن وہ جب تک سو رہا ہے سب کچھ دیکھ رہا ہے تم اس کے قریب کھڑے ہو کیا تمہیں کچھ نظر آتا ہے کیا تمہیں کچھ محسوس ہوتا ہے۔ اس نے ایک مرتبہ اقرار کیا کہ ہاں یہ تو پتہ ہے کہ خواب دیکھنے والے نے سب کچھ دیکھا ہے ہمیں پتہ نہیں چلتا۔ امامؑ نے کہا بس اس طریقے سے مرنے والے کے بھی مسئلے کو سمجھ لو۔ اب امامؑ ایک بات سمجھانے کے لئے خواب کی مثال لا رہے ہیں۔ امامؑ نے یہ نہیں کہا کہ کچھ عذاب کی بات ہے۔ امامؑ نے یہ کہا کہ جس طرح خواب نظر نہیں آتا ہے۔ فقط اس آدمی کو جو دیکھ رہا ہے اور باقی کو پتہ نہیں چلتا جبکہ آنکھیں سب کے پاس ہیں۔ اس طرح سے مرنے کے بعد کے مرحلے پیش تو آتے ہیں مگر صحیح احساس مرنے والے کو ہوتا ہے اور باقی لوگ آنکھ رکھنے کے باوجود بھی اندھے ہو جاتے ہیں۔ لوگوں نے اس سے نتیجہ یہ نکالا کہ بھائی امامؑ نے تو کہہ

دیا کہ یہ خواب کی طرح ہے اس لئے ان باتوں کی کوئی اہمیت نہیں۔

خواب آنے کب شروع ہوئے::

امام موسیٰ کاظمؑ کی حدیث آیت اللہ دستغیب شیرازیؒ اپنی کتاب معاد میں نقل کیا ہے کہ امامؑ نے ایک مرتبہ ماننے والوں سے پوچھا کہ کیا تمہیں پتہ بھی ہے کہ یہ خواب تمہیں کب سے نظر آنا شروع ہوئے کہا کہ مولاؑ پتہ نہیں۔ امامؑ نے فرمایا شروع میں انسانوں کو خواب نظر نہیں آتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ پروردگار عالم نے اپنے ایک نبیؑ کو انسانوں کے درمیان بھیجا یہ قوم بڑی مال دار تھی۔ بہت پیسے والی تھی۔ بہت ان کے پاس سہولتیں تھیں۔ نبیؑ نے جا کے کہا یہ واجب ہے یہ حرام ہے یہ کرنا پڑے گا۔ یہ چھوڑنا پڑے گا۔ جب نبیؑ نے مسلسل انہیں خدا کی اطاعت کا پیغام دیا تو ایک دن یہ سب باقاعدہ ایک گروہ بنا کے آئے اور کہا کہ اے شخص تو ہمیں اتنی ساری پابندیوں میں جکڑ رہا ہے۔ یہ نہ کرو یہ نہ کرو۔ یہ بتا اگر ہم نے تیرے خدا کو مان لیا تو ہمیں کیا ملے گا اگر نہیں مانا تو کیا نقصان ہوگا۔ اس لئے ہمارے پاس تو سب کچھ ہے تیرے پاس کچھ نہیں ہے۔ ہمیں سب کچھ ملا ہوا ہے۔ دولت ہے، مکان ہے، آسائش ہے، آرام ہے تو ہم تیری بات کیوں مانیں تو ہمیں کیا دے سکتا ہے تو ہم سے بھی زیادہ خالی ہاتھ ہے۔ بس اتنا انہوں نے کہا نبیؑ نے جواب دیا کہ بات مانو گے تو جنت ملے گی۔ جنت میں یہ ہے۔ یہ ہے ساری باتیں بتائیں۔ نہیں مانو گے تو جہنم ملے گی۔ جہنم میں یہ عذاب ہے۔ یہ پریشانی ہے۔ یہ مشکل ہے۔ یہ

ساری باتیں بیان کیں تو ایک مرتبہ ان لوگوں نے اعتراض کیا کہ تم کہاں کی بات بیان کررہے ہو۔ ہم نے تو اپنے سینکڑوں مرنے والوں کو دیکھا ہے۔ مرنے کے بعد مٹی میں مل کے مٹی بن گئے۔ نہ جنت دیکھی نہ جہنم۔ نبیؐ نے کہا جاؤ خدا اپنی حجت کو تم پہ پورا کرے گا۔ یہ لوگ چلے گئے۔ بس اسی رات سے ان کو خواب آنا شروع ہو گئے۔ انہوں نے خواب میں جنت کو بھی دیکھا جہنم کو بھی دیکھا۔ اپنی دوسری حالتوں کو بھی دیکھا۔ ایک نئی بات تھی۔ گھبرا کے نبیؐ کے پاس واپس آئے کہ اے شخص اس دن جو ہم تم سے لڑ کر گئے تھے۔ اس کے بعد یہ ایک نئی بات شروع ہو گئی۔ ہم نے خواب میں یہ ساری باتیں دیکھیں۔ امام فرمارہے ہیں کہ نبیؐ برحق نے کہا یہ خدا نے تمہارے اعتراض کا جواب دیا ہے۔ یہ تم کہہ رہے تھے کہ مرنے والے کو ہم دیکھتے ہیں کہ مٹی بن گیا تو اسے کیا ملے گا۔ تو دیکھو تم لوگ بھی اپنے بستر پر سو رہے ہو مگر جنت بھی دیکھ کے آگئے۔ جہنم بھی دیکھ کے آگئے۔ نعمتیں بھی دیکھ کے آگئے۔ عذاب بھی دیکھ کے آگئے۔ تو جسم تمہارا یہاں تھا۔ روح تمہاری دیکھ کے آرہی تھی تو سارا عذاب اور سارا ثواب روح کے اوپر ہے۔ اب بھی نہ مانو خدا نے اپنی حجت کو پورا کر دیا ہے تو اب کیا اس روایت کو سن کر کوئی آدمی یہ نتیجہ نکالے گا کہ بھائی خواب دیکھا تو جنت بھی خواب ہے جہنم بھی خواب ہے۔ یہ عقیدہ تو ضروریات میں شامل ہے تو جنت اور جہنم کو کسی نے خواب کہہ دیا تو وہ کافر مرتد ہو جائے گا۔

مرنے والے کے احساسات::

مستدرک ابو مسائل میں مرزا حسین نوری یہ واقعہ لکھ رہے ہیں۔ ہماری حدیث کی فقہ کے اعتبار سے دوسری اہم ترین کتاب۔ اس میں ایک واقعہ لکھ رہے ہیں۔ واقعہ 1246 ہجری میں پورے عراق میں طاعون کی وبا پھیلی اور یہ وبا یہ بیماری نجف اشرف آگئی اور یہ بیماری اتنی زیادہ بڑھی کہ 40 ہزار انسان نجف اشرف میں اس بیماری کے ذریعے مرے۔ 1246 کا سال نجف کے لئے قیامت کا سال بن گیا۔ 40 ہزار مومنین خالی شہر نجف میں اس بیماری کا نشانہ بنے۔ اس زمانے میں نجف میں ملا سید باقر قزوینی سب سے بڑے عالم تھے اور یہ ایک ایسے عالم تھے کہ جنہیں خواب میں مولائے کائنات نے اپنی عجیب خبر ارشاد فرمائی۔ اے باقر قزوینی تمہاری موت پر اس بیماری کا خاتمہ ہوگا۔ تم آخری آدمی ہو گے جب تمہارا اختتام اس طاعون کی بیماری پر ہو جائے پھر یہ وبا ختم ہو جائے گی۔ یہ مولا نے ان کو بتایا ہوا بھی تھا کہ یہ آخری شخص تھے جب یہ اس طاعون کی بیماری میں مبتلا ہوئے پھر نجف سے یہ وباء چلی گئی۔ تو بہرحال سارا نجف متاثر ہے۔ مگر سید باقر قزوینی وہ روزہ مولائے کائنات کے صحن میں بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے مختلف جماعتیں اور کمیٹیاں بنا دی ہیں۔ روزانہ نجف میں سینکڑوں آدمی مر رہے ہیں۔ مسلسل میتیں آرہی ہیں۔ چنانچہ نجف کے مرجع ہونے کے اعتبار سے انہوں نے اس کے پورے نظام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ میت لانے کے لئے کچھ آدمی رکھے۔ گھروں سے

میت کو لے کے آؤ۔ غسل دینے کے لئے کچھ آدمی رکھے۔ نماز جنازہ کے لئے خود بیٹھے رہتے ہیں۔ حرم کے صحن میں دفن کرنے کے لئے کچھ آدمی مقرر کئے۔ اب یہ روایت جو کئی کتابوں میں موجود ہے سید باقر کزوینی روزہ مولائے کائنات میں آج بھی آئے اور مختلف لوگوں کو کام سونپ رہے ہیں۔ فلاں گھر سے جا کے میت لے آؤ فلاں قبرستان میں نماز جنازہ ہوگی۔ جا کے دفن کرو اتنے میں ایک بوڑھا ایرانی داخل ہوا۔ روزے کے صحن میں آنے کے بعد اس نے یہ کوشش کی کہ وہ اپنے آپ کو سید باقر کزوینی تک پہنچا دے مگر ان کے چاروں طرف ایک تو وہ لوگ ہیں جن کو یہ احکامات دے رہے ہیں۔ پھر جس جس مرنے والے کی بات ہو رہی ہے اس کے رشتہ دار پھر بہت سے لوگ ان سے ملاقات کرنے والے اس نے بڑی کوشش کی۔ بوڑھے ایرانی نے کہ مجمعے کو ہٹا کے آگے پہنچ جائے مگر آگے نہ پہنچ سکا۔ یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ اس کے رونے کی آواز سید باقر کزوینی تک پہنچی کہا کہ اس کو لے آؤ۔ یہ کون ہے۔ کیا اس کی پریشانی ہے۔ یہ بوڑھا آگے بڑھا۔ سید باقر کزوینی سے کہا کہ میری صرف ایک خواہش ہے اسے آپ پورا کر دیں وہ یہ کہ اگر اس بیماری اور وبا میں طاعون کے اندر میرا انتقال ہو جائے تو آپ میری نماز جنازہ الگ پڑھایئے گا۔ اچھا جب اتنی کثرت کے ساتھ جنازے آئے ایک دن میں ڈیڑھ سو 2 سو 3 سو تو اب ہر ایک کی نماز جنازہ الگ الگ نہیں ہوتی۔ 30 جنازے ایک ساتھ رکھے ایک نماز جنازہ پڑھائی سب کے لئے کافی ہے۔ اس کا شریعت میں طریقہ ہے تو یہ طریقہ یہ تھا کہ 30، 30، 40،

40 کی نماز جنازہ اکٹھے ہی ہوتی تھی۔ یہ مرد بزرگ بوڑھا ایرانی کہتا ہے کہ میری یہ خواہش ہے کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو سب جنازوں کے ساتھ میرا جنازہ نہ رکھیے گا بلکہ الگ میرا جنازہ رکھیں الگ میری نماز پڑھائی جائے۔ باقر کزمنی نے دیکھا انتہائی بزرگ اور دین دار چنانچہ کہا کہ ٹھیک ہے آپ کی خواہش مجھے منظور ہے اور اگر ایسا ہو گیا تو میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ بات ختم ہو گئی۔ دو تین دن گزرے کہ ایک لڑکا اسی مقام پر اسی مجمعے میں رونے لگا سید باقر نے اس کو بلایا یہ کون ہے اس نے آ کے اپنا تعارف کروایا کہا کہ میرا باپ تین چار دن پہلے آپ سے مل کے گیا ہے اور آج میرا باپ اس بیماری میں مبتلا ہو گیا ہے اور اس کا آخری وقت قریب نظر آ رہا ہے۔ اس کی یہ خواہش ہے کہ آپ ایک مرتبہ اپنی زیارت میرے باپ کو کروا دیں۔ سید باقر کزمنی کے پاس بہت زیادہ کام تھے مگر اچھے مخلص مومن کی خواہش ہے اور بیمار مومن کی چنانچہ کھڑے ہو گئے۔ اپنی جگہ اپنا ایک نائب مقرر کیا اور کہا کہ سارا کام تم سنبھالو میں ابھی آتا ہوں۔ یہ کہہ کے چلے ان کے ساتھ ان کے شاگرد ان کے جاننے والے وہ بھی چلنے لگے۔ یہ سب نجف کی گلیوں میں سے جا رہے ہیں۔ بازار سے گزرے ایک انتہائی دین دار اور ایک انتہائی نیک نوجوان راستے میں آ گیا۔ اس کو کوئی جانتا نہیں تھا مگر اس کا چہرا ایسا تھا کہ ہر ایک کو یقین ہو رہا تھا یہ بڑا دین دار ہے۔ اس نے کہا آپ کسی دعوت پر جا رہے ہیں کہا کہ نہیں ہم ایک مریض کی عیادت کے لئے جا رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ پھر اگر اجازت دیں تو مومن کا حق ہے میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ سید باقر کزمنی

نے کہا کہ ٹھیک ہے مومن کی عیادت مومن کی حالت پوچھنا یہ خود اسلام میں اسے اہم ترین مستحبات میں سے ایک ہے۔اب یہ سب چلے اس بوڑھے ایرانی کے گھر میں پہنچے ایک ایک کر کے سب گھر میں داخل ہونے لگے۔وہ بیچارہ اٹھنے کے قابل نہیں مگر اسے پتہ چلا کہ اتنے سارے لوگ آئے ہیں اور خود سید باقر کزوینی جیسا مجتہد میری عیادت کو آیا ہے تو خوشی کے مارے اس کی عجیب حالت ہے۔ہاتھ کے اشارے سے سب کو بٹھا رہا ہے اور ہر ایک سے خوشی سے مل رہا ہے۔آخر میں یہ نوجوان داخل ہو گیا جو راستے میں ملا تھا جیسے ہی یہ داخل ہوا بس ایک مرتبہ اس بوڑھے کی حالت بگڑ گئی۔اس کے چہرے پر غصے کے آثار آ گئے اور اس نے اپنے بیٹے کو بلایا اور اشارے سے کہا کہ اس کو باہر نکال دو اور پھر جب بیٹا ذرا گھبرایا۔گھر آئے ہوئے مہمان کو کون نکالتا ہے تو ایک مرتبہ غصے کے عالم میں اس نے انتہائی سختی کے ساتھ ہاتھ کے اشارے سے اس نوجوان کو کہا کہ میرے گھر سے چلے جاؤ۔میرے گھر میں داخل نہ ہوں میں تجھے برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوں۔مجمعہ عام میں مزاج پوچھنے والے باقی لوگوں کو آنے دیا۔ایک کو نکال دیا۔اب کیسی عجیب حالت ہو گئی۔اس کی مگر وہ خاموشی سے چلا گیا۔موقع بھی ایسا ہے کہ کوئی آدمی اس کو ٹوک بھی نہیں سکتا ہے۔سید باقر کزوینی بھی خاموش لیکن روکنا چاہتے تھا کہ ایک مومن کی توہین کیوں کر رہے ہو۔مگر بیمار آدمی مرنے کے قریب ہے۔آخری وقت اس کا ہے اس سے کیا کہا جائے۔خاموش رہے تھوڑی دیر گزری وہی نوجوان پھر آیا اور مکان میں داخل ہوا۔لوگ حیران ہو

گئے۔ ابھی تو اس کو یہاں سے نکالا گیا دھکے دے کر پھر یہ آ گیا ہے۔ مگر اس سے زیادہ حیرت اس وقت ہوئی کہ جب یہ دیکھا کہ بوڑھے ایرانی کی حالت ہی بدل گئی ہے۔ انتہائی خوش اخلاقی سے مسکرا کے اس کو بلا رہا ہے۔ اپنے قریب بٹھا رہا ہے۔ بار بار اس سے اشاروں سے باتیں کر رہا ہے۔ مریض کے پاس زیادہ بیٹھنا بھی اسلام میں اچھا نہیں۔ چنانچہ سب لوگ باہر آئے اور اب جو باہر آئے تو ہر ایک پریشان یہ تھوڑی سی دیر میں اس نوجوان نے کون سا ایسا عمل کر لیا کہ جو پہلے دھکے دے کر نکال رہا تھا اب خوش اخلاقی سے بلا رہا ہے۔ اس سے سوال کیا کہ بتاؤ تم میں کون سی تبدیلی آ گئی۔ اس نے کہا کہ تم لوگ نہیں سمجھے۔ میں تو اسی وقت سمجھ گیا تھا۔ جب مجھے نکالا گیا کہ دیکھو میں صبح کو اپنے گھر سے کیوں نکلا تھا۔ نجف میں تو لوگ گھروں میں جا کے بیٹھ گئے۔ مجھ پر آج غسل واجب ہو گیا تھا۔ اچھا یہ آپ کو معلوم ہے کہ عراق اور ایران میں اب سے چند سال پہلے تک گھروں میں رواج تک نہ تھا بازاروں میں حمام ہوتے تھے۔ غسل اگر واجب ہے تو کوئی شخص بھی گھر میں تو غسل کر ہی نہیں سکتا۔ مجبوراً حمام جانا پڑتا ہے اور اسلام نے بھی اس کو اہمیت دی ہے۔ جہاں تک مسائل ہیں کہ فرض کیجئے ہم عراق میں ہیں اور وہاں حمام نہیں ہے۔ گھروں میں اور ہوٹلوں میں غسل واجب ہو گیا ہے۔ روزے کا وقت ہو گیا ہے یہاں تک مسئلہ آ جاتا ہے کہ انسان اس مجبوری کے اندر بغیر غسل کے روزہ رکھے وہ روزہ صحیح ہو سکتا ہے۔ بعض حالتوں میں یعنی شریعت نے اس کو اہمیت دی ہے تو یہ نوجوان کہہ رہا ہے کہ صبح مجھ پر غسل واجب تھا میں غسل کے ارادے سے نکلا آپ

لوگ نظر آ گئے۔ میں نے دیکھا کہ ایک ثواب اب مجھے بیٹھے بٹھائے مل رہا ہے۔
غسل تو میں بعد میں بھی کر سکتا ہوں۔ کون سی نماز قضا ہو رہی ہے۔ لیکن یہ ثواب بعد
میں نہیں ملے گا۔ میں آپ کے ساتھ ہو گیا مگر جب اس نے مجھے انتہائی سختی کے ساتھ
نکالا تو میں سمجھ گیا کہ میں جو نجاست کی حالت میں آیا ہوں تو یہ چیز اس کو تکلیف دے
رہی ہے۔ میں فوراً گیا حمام میں جا کے غسل کیا اور واجب غسل کر کے آیا تو آپ
نے دیکھا کہ اس میں کتنی تبدیلی آ گئی۔ سید باقر کرزنی جیسے ہی اس کی بات سنتے ہیں
کہا کہ تم نے بالکل صحیح کہا کہ ہمارے دو امامؑ امام ابو جعفرؑ امام باقرؑ اور صادق آل محمدؐ
امام جعفر صادقؑ کی یہ روایت ہے کہ خبردار جب کوئی مرنے والا آخری وقت میں
آ جائے تو ایسے مرد کو اس کے قریب نہ جانے دینا جس پر غسل جنابت ہو ایسی عورت
کو قریب نہ جانے دینا جو حیض کے عالم میں ہو۔ اور پھر امامؑ نے وجہ بتائی کیونکہ
رحمت کے فرشتے جو مرنے والے کی مدد کے لئے آئے ہیں انھیں ان دو لوگوں سے
اذیت پہنچتی ہے۔ تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ پریشان ہو جاتے ہیں اگر یہ نجس لوگ مرنے
والے کے قریب آ جائیں تو اس روایت نے دو مسئلے حل کئے۔ پہلا مسئلہ یہ کہ
پروردگار عالم نے اگر شیطان کو یہ اجازت دی ہے کہ تو مرنے والے کے قریب جا
سکتا ہے اور اسے بہکانے کی کوشش کر سکتا ہے تو مومن کو بھی بغیر سہارے کے نہیں
چھوڑا۔ امامؑ تو ہیں مگر امامؑ کا اور شیطان کا کوئی مقابلہ نہیں۔ شیطان کے مقابلے
کے لئے خدا نے رحمت کے فرشتوں کی فوج مرنے والے کے قریب بھیجی ہے کہ
شیطان اگر مرنے والے کو بہکائے گا تو اسے میری رحمت کے فرشتے تم جا کر مرنے

والے کی مدد کرو اور کوشش کرو کہ شیطان اس سے دور ہو جائے۔ تو پہلی بات تو یہ پتہ چلی کہ عدل خدا کے مطابق آئمہ تو آتے ہیں مگر ان کا اور شیطان کا مقابلہ نہیں۔ شیطان کے مقابلے میں فرشتے آتے ہیں اور دوسری بات یہ پتہ چلی کہ جس پر غسل واجب ہے اور وہ غسل نہ کرے وہ اگر مرنے والے کے قریب ہو تو اس کے جسم کی نجاست کی وجہ سے رحمت کے فرشتے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں جو ہماری مدد کے لئے آئے ہم نے اپنے ہاتھوں انہیں کمزور کر دیا۔ وہ شیطان سے ہم کو بچانا چاہتے ہیں مگر تکلیف محسوس کر رہے ہیں۔ ان کی توجہ ہٹ جا رہی ہے۔ وہ اذیت کے عالم میں آگئے ہیں۔ یہ ہمارے اور آپ کا بھی مشاہدہ ہے کہ۔ ایسی بدبو جو ہم برداشت نہ کر سکیں اس میں لے جا کے ہمیں کھڑا کر دیا جائے تو ہم سے کام تک نہیں ہوگا اگر ہم کسی ضروری کام سے جائیں تو کام تک نہ کر پائیں گے۔ دل چاہے گا کہ چلو بھاگو یہاں سے تو رحمت کے فرشتے آئے ہیں ہماری مدد کے لئے۔ مگر ہم نے ان کو تکلیف میں مبتلا کر کے دشمن کو طاقت ور کر دیا اور اپنے ہاتھوں کو کمزور کر دیا۔ یہ مومن سے غلطی ہو گئی۔ اب یہ غلطی کیوں ہوئی۔ یہ غلطی اگرچہ اس مرنے والے سے نہیں ہو رہی اس کا کیا قصور۔ یہ تو آنے والوں کی غلطی ہے۔ لیکن ہمارے پاس آ کر اس نے ہم سے رحمت کے فرشتوں کو دور کر دیا۔ شیطان کو طاقتور کر دیا تو ہماری پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم واقعاً یہ چاہتے ہیں کہ مرتے وقت شیطان کمزور ہو جائے اور ہمارے مددگار رحمت کے فرشتے طاقتور ہو جائیں تو اپنے قریب جس کے آنے کا امکان ہے اسے مسائل کے ساتھ صحیح طریقہ غسل کا بتا دیا

جائے تاکہ وہ اگر آئیں تو اس وقت ہمارے لئے مسئلہ پیدا نہ ہونے پائے۔

ماں کی ناراضگی موت کے وقت مشکل::

پیغمبرؐ نے کہا کہ بتاؤ تو سہی کیا بات ہے کہا اللہ کے رسولؐ میرا بڑا بھائی بیماری کی اس منزل پر ہے کہ تمام طبیبوں نے منع کر دیا کہا کہ اس کا علاج ممکن نہیں آخری وقت قریب آگیا ہے مگر کئی گھنٹے گزر گئے ہیں روح نہیں نکل رہی ہے۔ موت نہیں آرہی ہے اور وہ وقت آخر اس تکلیف سے تڑپ رہا ہے۔ اللہ کے رسولؐ ایسی تکلیف ہے کہ اب ہم کہہ رہے ہیں خداوندا اسے موت دے دے۔ تکلیف سے تو بچ جائے دیکھئے مرنے والا کتنی تکلیف میں ہوگا کہ سگہ بھائی کہہ رہا ہے اور یہ نہیں ہے کہ آج کے زمانے کا بھائی کہہ رہا ہے۔ بھائی آج تو منتیں مانی جاتی ہیں دعائیں کی جاتی ہیں کہ وہ مرے، کھسکے تو ہمارا کام بنے۔ رسولؐ کے زمانے کا واقعہ ہے پیغمبرؐ کے دور کے مسلمان ہیں کہ جہاں غیر مسلمان ہیں کہ جہاں غیر کو بھائی بنالیا جاتا ہے۔ اور اپنی ہر چیز اس کے حوالے کر دی جاتی ہے تو یہ تو سگہ بھائی ہے۔ بھائی کہہ رہا ہے کہ اب اپنے مرنے والے بھائی کی تکلیف برداشت نہیں ہو رہی دعا کرتے ہیں کہ اسے موت آجائے مگر موت بھی نہیں آرہی ہے۔ اللہ کے رسولؐ سارے طبیب منع کر چکے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی ذات کے علاوہ میری مدد کوئی اور نہیں کر سکتا ہے مگر رسولؐ سے کہتے ہوئے بھی گھبرا رہا ہے کہ آیئے میرے ساتھ چلیں (معاذ اللہ) رسولؐ کسی کا خادم تو ہے نہیں۔ مگر رسولؐ فوراً کھڑے ہو گئے کہا کہ تم نے یہ کیسی بات

کی کیا تمہیں پتہ نہیں کہ اسلام کی بنیاد خدا کی توحید کے بعد اسی بات پر ہے کہ پریشان حال مسلمان کی مدد کرو۔ میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں اس کے ساتھ اس کے مکان میں داخل ہوئے دا اتفاد یکھا کہ اس کے بھائی کی حالت تو بڑی خراب ہے اتنی شدید تکلیف ہے کہ آنکھیں کھنچ چکی ہیں۔ زبان ہونٹوں سے نکل کر سینے پر لٹک رہی ہے۔ ہاتھ پاؤں تکلیف کی شدت سے مڑ چکے ہیں اور اتنی تکلیف ہے کہ تکلیف کی وجہ سے سارا جسم کالا پڑ چکا ہے اور گلے سے ایسی آواز نکل رہی ہے جیسی ذبح ہوتے ہوئے بکرے کے منہ سے نکلتی ہے مگر بھائی کہہ رہا ہے کہ اے اللہ کے رسولؐ 8 یا 9 گھنٹے سے ایسی حالت میں ہے۔ اتنی شدید تکلیف ہے روح نکلتی بھی نہیں ہے طبیعت صحیح بھی نہیں ہوتی ہے۔ پیغمبر اسلامؐ اس کے قریب پہنچے مرنے والے کو دیکھا اور فوراً واپس آنے لگے جو لے کے آیا گھبرا گیا۔ اللہ کے رسولؐ آپ نے مدد نہیں کی۔ آپ نے دعا نہیں کی۔ پیغمبرؐ نے کہا کہ ایسے کے لئے ہم دعا بھی نہیں کرتے۔ گھبرا کے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ بات کیا ہے۔ کہا کہ تیرے بھائی کی حالت یہ بتا رہی ہے کہ اس کی ماں اس سے ناراض ہے۔ جس کی ماں ناراض ہو وقت آخر اس کی یہی حالت ہوتی ہے اور جب ماں ناراض ہے تو ہم بھی اس کی مدد کرنے کو تیار نہیں۔ یہ کہہ کر پیغمبرؐ واپس تشریف لے جانے لگے ایک مرتبہ چھوٹا بھائی گھبرا گیا۔ اللہ کے رسولؐ میرے بھائی کو تو اس مصیبت سے نجات دلا دیجئے۔ کہا کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی ماں سے جا کر کہو کہ وہ تیرے بھائی کو معاف کر دے۔ کہا میری ماں تو انتہائی ناراض ہے۔ پیغمبرؐ نے کہا کہ جب تک ماں راضی نہیں ہوگی ہم مدد نہیں کریں

گے۔ آخر چھوٹا بھائی دوڑ کے گیا ماں کو بلا کے لایا۔ اب دیکھئے ماں اتنی ناراض تھی کہ بیٹا مر رہا ہے اور ماں اس کو دیکھنے نہ آئی۔ ایک مرتبہ بیٹے کو دیکھا کہا کہ پروردگار تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھ پر کیئے جانے والے ظلم کا بدلا لیا اور عدل سے کام لیا میرے بیٹے نے جیسا مجھے ستایا ہے اس کی بھی تکلیف ہونا چاہیے۔ ایک مرتبہ چھوٹا بھائی کہتا ہے۔ اللہ کے رسولؐ میری ماں تو حالت دیکھنے کے بعد بھی معاف کرنے کو تیار نہیں ہے۔ پیغمبرؐ نے کہا کہ جب تک یہ تیری ماں معاف نہیں کرے گی۔ یہ تکلیف ختم نہیں ہو سکتی۔ کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ پھر آپ ہی میری ماں کو راضی کریں۔ پیغمبرؐ نے کہا کہ ٹھیک ہے یہ ہو سکتا ہے جاؤ اور گھر میں جتنی لکڑیاں ہیں سب کو لے آؤ۔ چودہ سو سال پہلے مکان میں نہ سوئی گیس ہوتی تھی نہ مٹی کا تیل کھانا پکانے کے لئے ہر گھر میں لکڑیاں جلائی جاتی تھیں۔ لکڑیاں پیغمبرؐ نے کمرے میں جمع کروائیں حکم دیا کہ ان کو آگ لگاؤ۔ لوگ آگے بڑھے آگ لگانے کے لئے ماں حیرت سے دیکھ رہی ہے۔ اللہ کے رسولؐ یہ کمرے کے اندر مرنے والے کے قریب یہ آگ کیوں جلا رہے ہیں کہا میں آگ جلا کے تیرے بیٹے کو اس میں ڈالنا چاہتا ہوں تاکہ وہ جل جائے اب جو ماں نے سنا وہ گھبرا گئی۔ اللہ کے رسولؐ میرے بیٹے کا جسم آگ میں جلے گا۔ پیغمبرؐ نے کہا ہاں کہ یہ تو کوئی آگ نہیں ہے اگر تم نے اپنے بیٹے کو معاف نہ کیا تو اسے جہنم کی آگ میں جلنا پڑے گا۔ جس کے مقابلے میں دنیا کی آگ تو کچھ نہیں ہے ایک مرتبہ گھبرا گئی۔ اللہ کے رسولؐ یہ بیٹا جسے میں نے زحمتیں اٹھا کے پالا ہے کیا یہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔ پیغمبرؐ نے کہا ہاں۔ جب تک تو معاف نہ کرے۔ کہا کہ

میں آپ کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے کی تمام غلطیاں معاف کرتی ہوں اور میں راضی ہوں اپنے بیٹے سے بس اتنا کہنا پڑا اور پیغمبر کو دعا بھی نہ کرنا پڑی اور بیٹے کی زبان سے نکلا خداوندہ تیرا شکر ہے۔ سب نے مڑ کے دیکھا اب آگ کی وجہ سے سب کی توجہ ادھر تھی دیکھا کہ وہ مرنے والا تو بالکل آرام کے اندر آ گیا ہے۔ اس کی زبان واپس منہ میں چلی گئی۔ آنکھیں اپنی حالت پر ہیں۔ جسم کا رنگ واپس آ گیا ہے۔ آواز صحیح ہو گئی ہے۔ ہاتھ پاؤں صحیح ہو گئے ہیں۔ پیغمبر نے کہا بتاؤ تو صحیح تمہاری کیا حالت تھی کہا اللہ کے رسولؐ جب میری موت کا وقت آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک انتہائی طاقتور اور انتہائی کالے رنگ کا حبشی میرے پاس آتا ہے میرے سینے پر سوار ہوتا ہے اور میری گردن کو اپنے ہاتھوں سے دبانے لگتا ہے وہ میری گردن دبا رہا ہے اور میں تکلیف سے تڑپ رہا ہوں۔ اللہ کو یاد کر رہا ہوں۔ آپ کا نام لے رہا ہوں مگر میری تکلیف کم نہیں ہو رہی ہے۔ سات، آٹھ گھنٹے گزرے مگر ایسا لگا ساری زندگی اس پہ گزر گئی ہے۔ پھر پتہ نہیں کیا ہوا ایک دم سے وہ نوجوان مجھے چھوڑ کے چلا گیا۔ پیغمبرؐ نے کہا یہ تیری ماں کی معافی کا نتیجہ ہے۔ یاد رکھ اگر تیری ماں معاف نہ کرتی تو ابھی تجھے اس سے زیادہ اذیت اور تکلیف کو برداشت کرنا پڑتا۔ چنانچہ اس روایت کے آخر میں امام معصومؑ نے کہا کہ جو آدمی چاہتا ہے کہ وقت آخر اپنی موت کو آرام دہ بنائے اور تکلیف سے نجات پائے اسے چاہیے کہ اپنے والدین کو راضی رکھے اور رشتہ داروں کا حق ادا کرے۔ کیونکہ والدین کی رضامندی اور رشتہ داروں کا حق یہ موت کی تکلیف کو کم کرتے ہیں۔ قبر میں آرام پہنچاتے ہیں اور جنت کو مومن کے قریب لاتے ہیں۔

مختلف عذاب الٰہی

مومنوں کی اقسام::

قرآن مجید مومنوں کی دو قسمیں بتا رہا ہے ایک قسم وہ ہے جو اپنی نماز کو قائم کرے اور اپنی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر دل سے یقین رکھتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ مومن کہا اسے جائے گا۔ جو اللہ رسول اور آخرت کو مانتا ہو۔ تو قرآن نے یہ کیوں کہا کہ مومن ہے جو آخرت پر ایمان رکھتا ہے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھے گا وہ مومن نہیں ہے۔ آخرت پر ایمان اس طرح رکھے کہ اسے یقین ہو کہ جو کچھ قبر میں ہونے والا ہے وہ سچ ہے اسے یقین ہو کہ جو کچھ میدان قیامت میں عذاب ملے گا، پل صراط کو مشکلیں آئیں گی وہ سب سچ ہے۔ تو مومن کی ایک وہ قسم ہے جو نماز کو ادا کرکے زکواۃ کو ادا کرکے اور آخرت پر ایمان رکھ کر ایمان کو ظاہر کر دیا۔ اور دوسری وہ قسم ہے جو اپنے آپ کو مومنہ تو کہتی رہتی ہے۔ لیکن نہ نمازیں وقت پر ادا کرتی ہے نہ زکوٰۃ اور نہ آخرت پر یقین رکھے۔ نماز کی بات کی جائے یا تو ٹالا جائے یا مذاق اڑایا جائے یا بات کو نظر انداز کیا جائے۔ زکوٰۃ کا تذکرہ ہو تو اس طرح کان باندھ کر بیٹھ جائے جیسے اس پر زکواۃ واجب ہی نہیں ہوتی۔ یہاں پر ہماری عورتیں

اس مرض کا زیادہ شکار ہوتی ہے دینی واجبات کی گفتگو کی جائے تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ مردوں کا مسئلہ ہے ہم سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں۔اور آخرت پر یقین کی یہ حالت کہ اگر کوئی بیچارہ آخرت کا ذکر کر دے سانپ اور بچھو کا تذکرہ کر دے تو ایک مرتبہ یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ یہ تو بکوس ہے ہم نے آج تک کسی سے نہیں سنا ۔وہ خدا جو ہم پر ماں سے زیادہ مہربان ہے وہ بھلا ہم کو اتنی بڑی سزا کیسے دے سکتا ہے۔اتنے چھوٹے سے گناہ پر۔تو ایک مومن وہ ہے جو نماز,زکواۃ,خمس,آخرت پر یقین کا اظہار تو کرتا ہے تو ایک وہ مومنہ وہ جو نماز سے بھی بھاگے ,زکوۃ سے بھی دوری اختیار کرے۔آخرت کی چیزوں کا مذاق اڑئے دے۔

جنت کی بشارت ::

قرآن کہہ رہا ہے کہ اے میرے رسولؐ اگر آپ کے پاس آکر پوچھے کہ مجھے جنت ملے گی یا نہیں۔اگر کوئی دریافت کرے کہ قیامت کے روز مجھے عذاب سے چھٹکارہ حاصل ہوگا یا نہیں۔اگر کوئی سوال کرے کہ میں عذاب قبر سے بچ گا یا نہیں تو جنت کی خوشخبری قیامت کے عذاب سے نجات قبر کے عذاب سے چھٹکارہ کی خوشخبری اسکو پہنچا دے صرف ان صاحب ایمان لوگوں کو جو نمازیں پڑھ کے زکوۃ کو ادا کرکے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔اگر کوئی ایسا مومن آجائے جو نہ نماز ادا کرے نہ زکوۃ ادا کرے اور نہ آخرت پر یقین رکھے۔تو اے میرے حبیب اے میرے رسولؐ اے میرے پیغمبرؐ اس کو کسی قسم کی بشارت نہ دیجے نہ جنت کے بارے میں نہ قیامت

کے عذاب کے نہ قبر کے عذاب نہ جان کنی کی تکلیف سے۔ قرآن نے یہ شرط لگائی ہے کہ آپ کا اعتقاد آخرت اور حساب و کتاب پر مکمل ہونا چاہیے۔ آخرت میدان قیامت کا دن وہ یوم محشر وہ خطرناک گھڑی جس کو یاد کر کے میرا چوتھا امام رو رہا ہے۔ جس کا تذکرہ کر کے جناب سیدہ کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے ، جس کو یاد کر کے امام زین العابدین لکڑی کی طرح ساکن ہو گے۔

امام سجادؑ کا ایک واقعہ :::

وہ واقعہ جو علماء نے کثرت سے بیان کیا ہے ، گھر میں آگ لگ گئی ہے اور جب آگ بجھ جاتی ہے تو سارے گھر والے جناب سید سجادؑ کے مصلے کے قریب کھڑے ہو گے اور سوال کیا یا بن رسول اللہ آقا اور مولا گھر میں اتنی بڑی آگ لگی اور آپ اتنے آرام و سکون سے نماز پڑھ رہے ہیں ، آپ کو پتہ بھی نہ چل سکا کہ گھر میں آگ لگ گئی ہے اور آگ کے شعلوں نے سارے گھر کو اپنی لپٹ میں لیا ہے مولا یہ آگ کی یاد کا احساس آگ کا خیال کیسے آپ کے دل سے نکل گیا۔ امامؑ نے کہا ، جہنم کی آگ کے خوف نے اس دنیا کی آگ کا خوف میرے دل سے نکال دیا ، یہ میرے آقا مولا چوتھے امامؑ کی حالت کو لوگوں نے روتا ہوا دیکھا۔ یوں تو امام کو ہر وقت لوگ رویا ہوا دیکھتے تھے۔ کہ کبھی بابا کا ماتم کر رہے ہیں کبھی بہن کی چادر کو رو رہے ہیں۔ مگر آج میرے امامؑ عجیب حالت میں رو رہے ہیں۔ جو روزانہ دیکھتے تھے وہ بھی سوال کر رہے تھے۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آج اس طرح آنسو بہا رہے ہیں ،

امامؑ نے کہا مجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں کیوں رو رہا ہوں، میں روتا ہوں اس گھڑی کا یاد کر کے جب موت کا فرشتہ آئے گا اور میری روح کو کو میرے جسم سے نکالے گا میں روتا ہوں اس وقت کو یاد کر کے جب منکر نکیر اپنے تمام تر عذاب لے کر میری قبر میں آئیں گے،

مختلف عذاب الٰہی ::

اور مجھ سے سوال کریں گے کہ تو نے اپنی زندگی کیسے گزاری۔ میں روتا ہوں اس وقت کو یاد کر کے جب قبر کی دیواروں کے اندر دبائے گی او کچلے گی۔ میں روتا ہوں یہ یاد کر کے کہ گھر میں ایک لمحہ کے لیے روشنی چلی جائے تو انسان بے چین ہو کر گھر سے باہر نکل آتا ہے مگر قبر قیامت تک مجھے تنگ اور تاریک کوٹھی میں زندگی گزارنی ہوگی۔ قیامت تک تاریکی اور تنگی میں رہنا پڑے گا، اور ماتم اس لیے کرتا ہوں جب قبر سے ذلت کے ساتھ نکالا جاؤں گا اور اپنی پیٹھ پر اپنے تمام تر گناہوں کا بوجھ اٹھا کر محشر کے میدان پہنچوں گا وہاں پچاس ہزار سال میں کھڑے رہنا پڑے گا۔ کچھ لوگ میدان قیامت میں لائے جائے گے جب وہ سب کے سامنے پہنچ گئے تو گرم گرم کوئلوں کے ٹکڑے لائے جائیں گے اور ان کے منہ کھول کر ان کی زبان پر رکھے گے، زبان جلے گی تمام منہ دھکتے ہوئے کوئلوں سے بھر دیا جائے گا، اور امام نے یہ فرمایا، کچھ اور لوگ ہے ان کو قبر سے نکالا جائیگا اور قبر سے نکالا کر میدان قیامت میں لایا جائے گا۔ تو اس وقت لوہے تانبے اور شیشے کے ٹکڑوں کو لایا جائے گا، اور آگ

پر لوہے اور تانبے کو اتنا گرم کیا جائے گا۔ کہ وہ پگھل کر پانی بن جائے گا اور پھر یہ پگھلا ہوا پانی کچھ لوگوں کے کان میں ڈالا جائیگا، ایک قطرہ اس پگھلے ہوئے لوہے کا کتنا کھول رہا ہو گا کتنا گرم ہو گا کہ لوہا پگھل کر پانی بن جائے گا، اس جلتے ہوئے لوہے کے پانی کو کان میں ڈالا جائے گا، اور خود ہی یہ سوچیں اس شخص کی حالت کیا ہو گی، اس پر کیا گزر رہی ہو گی، جس کے کان میں یہ پگھلا ہوا لوہے کا پانی ڈالا جائے گا، خود امام کے الفاظ کہ کچھ لوگوں کو لایا جائے گا اور ان کو میدان قیامت میں لیٹا کر فرشتے ان کے سر پر مسلسل پہاڑ کے برابر وزن کے پتھر مار رہے ہوں گے، اور ان کا سر ٹوٹ جائے گا۔ روایات میں ہے جب ان کا سر پاش پاش ہو جائے گا اور اس کے بعد پہاڑ سے وزنی پتھر ان کے سینے پر پھینکا جائے گا۔ اور جب سینے کی ہڈی ایک ایک کر کے ٹوٹ جائے گی اس کے بعد ان کے پیٹ کے اوپر پھینکا جائے گا، اور جب اس پہاڑ سے وزنی پتھر کی وجہ سے اسکا پیٹ پھٹ گیا اور اندر کی تمام عضلات باہر نکلے گئے، پھر یہ عمل ان کے پیروں پر کیا جائے گا اس طرح اس کا تمام جسم ٹوٹ جائے گا، مگر موت تو اس کو آئے گی نہیں، تکلیف اس کی آ رہی ہو گی، پھر امام نے فرمایا کچھ لوگوں کو اس حالت میں لایا جائے گا، کہ عذاب کے فرشتے لوہے کی قینچی لے کر آگے بڑھے گے اس قینچی سے اس کا پیٹ اور سینہ کاٹا جائے گا اور گوشت کو کاٹنے کے بعد ان کے آگے ڈال کر ان کو زبردستی کھلایا جائے گا۔ مجبور کیا جائے گا کہ اس کو کھاؤ۔

عذاب الٰہی کی وجوہات::

قیامت کی یہ حالت ہے پوچھنے والوں نے پوچھا کہ مولا یہ سارا عذاب کس لیے دیا جائے گا۔ امام نے بتایا جو کسی نامحرم کو بوسا دے گا اس کے منہ کو جلتے ہوئے کوئلوں سے بھر جائیگا۔ پچاس ہزار سال قیامت کے دن کھڑا کیا جائیگا۔ یہ اس کے لیے جو گانے اور غنا کی آواز سنا کرتا تھا کان میں یہ لوہے کا پگھلا ہو پانی ڈالا جائیگا، اور جو شخص اپنی نمازوں کو قضا کرتا تھا اس کی سزا یہ ہے کہ سینے پر پہاڑ سے وزنی پتھر پھینکا جائے گا اور اس کے سینے کو کچل کر توڑا جائے گا۔ جو شخص یا مومنہ کسی دوسرے شخص کی غیبت کیا کرتی تھی اس کے جسم کو لوہے کی قینچی سے کاٹا جائے گا قینچی آپکے گھر میں ہوگی۔ کبھی محسوس کیا ہوگا شاید کبھی خیال کیا ہو اگر اسی قینچی سے اپنے پیٹ کے گوشت کو کاٹا جائے اور مجھ کو کھلایا جائے تو مجھ پر کیا گزر رہی ہوگی۔ امام نے کہا یہ اس پر گزرے گی جس نے دنیا میں کسی کی غیبت کی ہو۔ جس نے دنیا میں کسی کی برائی کی ہو۔ یہی قیامت کے میدان کا خوف تھا یہی تو قیامت کے میدان کا ڈر تھا۔ اس لیے میرا امام رات کی تاریکی میں روتا جاتا تھا۔ لوگوں نے دیکھا میرے مولا کو رات کی تاریکی میں جب تارے نکل آتے تھے رات چھا جاتی ہے، میرا مولا محراب میں عبادت میں کھڑا ہوتا تھا اپنی ریش مبارک کو ہاتھ میں پکڑ کر اس طرح تڑپا کرتے تھے جس طرح سانپ کا کاٹا تڑپا کرتا ہے۔ اور اس طرح رویا کرتے تھے جس طرح جوان بیٹے کی لاش پر ماں رویا کرتی ہے اور کہا جاتا تھا علی کے پاس عبادتیں کم ہے

اور سفر طویل ہے۔ تنگ اور تاریک قبر میں سو کر خدا کے سامنے جانا ہے۔ قیامت کے میدان کی کیفیت ہے علیؑ رو رہے ہیں فاطمہؑ رو رہی ہے۔ سید سجادؑ اور چھٹے امام سے ایک مرتبہ میدان قیامت کو یاد کر کے غش کھا کر زمین پر گر پڑے۔ چہرہ کا رنگ سفید ہو گیا۔

پل صراط کا سفر ::

میدان قیامت کی پریشانی سے بچ کر اگر جنت کی جانب جائیں گے تو بھی ایک مرحلہ باقی ہے اور وہ ہے پل صراط، وہ بال سے باریک جو تلوار کی دھار سے زیادہ تیز اور آگ سے زیادہ گرم جس سے ہر مومن اور مومنہ کو گزرنا ہے، چاہیے کتنی عبادت کی جائے جتنے عقائد بنا لیے جائے، ہر حال میں مومن اور مومنہ کو پل صراط سے گزرنا ہے اور جب پل صراط سے گزارے گئے تو روایات یہ ہے کہ پل صراط پر جگہ جگہ روکا جائے گا، جگہ جگہ سوال کیا جائے گا۔۔ ملک الموت کی تکلیف سے بچ کر آ گئے، قبر کے عذاب سے بچ کر آ گئے تو پل صراط پر کئی سوال کیے جائے گئے، اور امام فرما رہے ہیں کہ سب سے زیادہ عجیب سوال اور سب سے زیادہ حیرت انگیز سوال جو مومن کو سب سے زیادہ پریشان کر دینے والا سوال ہو گا۔ وہ یہ ہو گا، کیا تو نے دنیا کے اندر اپنے مال سے آل محمدؐ کا مال نکالا تھا، کیا تو نے اپنے مال سے خمس کو نکالا تھا، یہ امامؑ بتا رہے ہیں کہ یہ سوال سب سے زیادہ پریشان کر دیے والا ہو گا۔ اس سوال میں ایسی کون سی بات ہے جس سے مومن زیادہ پریشان ہو گا۔

مومن کی غلط فہمی ::

ایک خاص بات اس سوال میں ہے وہ یہ کہ مومن دنیا میں اب تک جتنی غلطی کر کے آ رہا تھا یہی سوچ کر غلطیاں کرتا تھا کہ آل محمدؐ بخشش کروا دے گے، نماز چھوٹ گئی آل محمدؐ بخشواں دے گے روزے قضا ہو گے اہل بیتؑ بخشوا لے گے والدین کی اطاعت نہ کی آل رسولؐ میری شفاعت کر دے گے، کسی اور کے حق کو ادا نہ کیا آل محمدؐ سارے گناہ معاف کر دے گے۔ امامؑ فرما رہے ہے کہ سب سے زیادہ پریشان کن بات حیرانگی کی بات ایک مومن کے لیے یہ ہوگی کہ جس آل محمدؐ کے سہارے وہ گناہ کرتا آ رہا تھا جب وہی امامؑ آگے بڑھے گا اور گریبان کو پکڑ کر خدا کی بارگاہ میں لے جائے گا خداوند یہ ہمارے ماننے کا دعوی کرتا ہے، یہ ہم سے محبت کرنے والی مومنہ ہے، اے خداوند دنیا میں کبھی بھی اس نے اپنے مال سے ہمارا حق نہیں نکالا، خداوند دنیا میں کبھی بھی ہمارا حق اد نہ کیا، ہم اس کو تیری بارگاہ میں لے کر آ رہے ہیں، کہ تو اس سے ہمارا حق دلوا۔ اس سے کہیں کہ ہمارا حق ادا کرے، ایک مومن کے لیے کتنی پریشانی کی بات ہوگی ایک مومنہ کے لیے کتنی حیران کن بات ہوگی کہ ہم تو یہ سمجھتے تھے، کہ کالے کپڑے پہن کر حسینؑ کا ماتم کر کے جناب سیدہ کی محبت کا دعوہ کر کے ہر گناہ سے بچ جایئے گے اور آل محمدؐ ہمیں جنت میں لے جایئے گے، لیکن اب جنت کے راستے بنا چکے ہیں پل صراط پر پہنچ چکے ہیں اور آل محمدؐ ہمیں وہاں سے پکڑا کر لائے، خداوندہ اس کو آگے نہ جانے دے، یہ ہمارا حق غصب کر

کے آ رہا ہے ہمارے حق کو ادا کیے بغیر چلا آ رہا ہے۔تو کتنا فرق ہو جائے گا اور کتنا فرق ہے ہمارے عقائد میں اور آل محمدؐ کے عمل میں ,ہم گناہ کر رہے ہیں یہ سوچ کر کہ آل محمدؐ ہمار۔ بخش کر دے گے اور آل محمدؐ یہ کہے کہ تو نے خمس نہیں نکالا تو قیامت کے دن ہم سب سے پہلے تمھارا گریبان کو پکڑے گے اور پل صراط پر ہم تمھیں عذاب دلوائے گے ,تو یہ خمس کتنا اہم حق بنایا گیا ہے ,اگر دوسرے گناہ اگر دوسری غلطیاں آل محمدؐ بخشواں بھی دے دوسری غلطیاں معاف بھی کروادے ,لیکن خمس تو وہ غلطی ہے ,خود آل محمدؐ پکڑ کے میدان قیامت میں لائے گے ,اور جس کو آل محمدؐ خدا کی بارگاہ میں پیش کر دے اب اسے کون بچائے گا۔اور اس کو کون نجات دلائے گا,خمس نہ نکانے کی غلطی کبھی نہ کریں ورنہ آل محمدؐ مقدمہ چلائے گے۔عجیب منظر ہوگا پیغمبرؐ ہمارے خلاف ,علیؑ ہمارے خلاف ,جناب سیدہ ہمارے خلاف ,جناب حسنؑ وحسینؑ ہمارے خلاف ,اور کہیں گے خدوندا یہ ہمارے ماننے والے مومن اور مومنہ ان کے مال پر ہمارا حق واجب ہو گیا,اس نے کبھی بھی ہمارا حق نہیں نکالا۔جب امامؑ زمانہ تشریف لائے گے ,ہر مومن اور مومنہ کی خواہش مولا خداوند آپ کو جلد از جلد ظاہر کریں آپ کی زیارت کرنا چاہتے ہیں ,آپ کی حکومت کے سایہ میں زندگی گزارنا چاہتے ہیں ,لیکن روایات یہ ہے جب امامؑ آئیں گے اور آ کر کہے کہ جس جس نے ہمارا حق ادا نہیں کیا,اس اس کی گردن اڑادی جائے گی ۔جو شخص خمس نکالتا ہے اس کے جنازے میں امام شریک ہوتے ہیں۔

مختلف عذاب ایک واقعہ ::

ایک شہر جس کا نام بلخ ہے جو اب روس میں شامل ہے اس بلخ کے اندر ایک مومن کا انتقال ہو گیا، لوگوں نے اس کے بیٹے کو بڑا خوش خرم پایا، سوال کیا تیرے باپ کا انتقال ہو گیا اور تم اتنا مسرور اور خوش نظر آ رہے ہو کہا کہ ہاں میرا باپ مجھ سے جدا ہو گیا، اس کا بڑا صدمہ ہے، لیکن مجھے اس چیز کی خوشی ہے کہ اب میرا باپ جنت کے مزے لے رہا ہو گا، اب میرا باپ نعمات جنت سے لطف لے رہا ہو گا، لوگوں نے دریافت کیا تو یہ کیسے حکم دے رہا ہے کہ تمھارا باپ جنت میں ہو گا، کہا کہ اس لیے میں نے اپنے باپ کو روانہ نماز پڑھتے دیکھا ہے اور مجھے پتہ ہے کہ میرے بچپن سے لے کر اب تک کوئی نماز قضا نہیں کی، نہ اپنے والدین کو کوئی تکلیف پہنچائی نہ کسی کے حق کو غصب کیا۔ نہ کبھی گانا سنا اور کوئی ایسا کام نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے میرے باپ کو عذاب آ سکتا ہو۔ اس عادل خدا سے مجھے یقین ہے کہ اس نے میرے باپ کو جنت عطا کی ہو گی، خیر لوگوں نے بیٹے کو مطمئین دیکھا، بیٹے کو خوش دیکھا۔ چند دن گزر گے ایک مرتبہ پڑوسی سو رہے تھے، سوتے سوتے آنکھ کھل گی، تو ایک مرتبہ حیران ہو کر سوچنے لگے کہ ہماری آنکھ کیسے کھل گی کیا دیکھا برابر والے مکان سے چیخ پکار کر آواز آ رہی ہے تو گھبرا کر اس مکان کی طرف گے، کیا دیکھا وہی بیٹا جس کا باپ انتقال کر چکا تھا اور بیٹا بڑا راضی اور مطمئین تھا، بندوں کی چیخ پکار کر رہا ہے اس کے سر کے بال سفید ہو چکے ہیں، اس کے چہرے سے ایسا لگ رہا ہے کہ اس نے کوئی بڑا خطرناک

اور وحشت ناک منظر دیکھا ہے چہرے سے پاگل پن کے آثار نمودار ہو رہے ہیں ,آنکھوں کی وحشت بڑھتی جا رہی ہیں ,سر کے بال جو سونے سے پہلے سیاہ تھے سفید ہو چکے تھے ,وہ لوگ گھبرا کے بڑھی اس کو تسلی دی اور دلاسا دیا ,اس سے دریافت کیا بات ہے ,روتے روتے بڑی مشکل سے اس نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ اس نے بتایا کہ آج رات خواب میں نے دیکھا اسی اطمینان کے ساتھ کہ میرا باپ جنت کی نعمتوں کے مزے لے رہا ہوگا ,رات کو جب میں سویا میں نے دیکھا کہ میں ایک میدان میں کھڑا ہوں اتنے میں کچھ فرشتے میرے پاس آئے ,اور آکر کہتے ہیں آ ہمارے ساتھ چل ,ہم حکم خدا کچھ تم کو دکھانا چاہتے ہیں ,میں ان کے ساتھ چلا ,چلتے چلتے میں ایک میدان میں داخل ہوا ,جہاں قدم رکھتے ہی وحشت طاری ہونے لگی , قدم رکھتے ہی خود بخود دل دھڑکنے لگا ,قدم رکھتے ہی آنکھوں میں آنسو آگے مسلسل چاروں طرف سے لوگوں کی چیخنے اور چلانے کی آوازیں آرہی تھی ۔ڈرتا گھبراتا آگے بڑھا ,ہر طرف تاریکی تھی اندھیرا تھا میں اس کشمکش میں آگے بڑھا تھوڑی ہی دور گیا ایک منظر دیکھا کہ ایک درخت ہے اس درخت کے ساتھ ایک آدمی کو پاؤں کے بل لٹکایا ہوا ہے ,سر سے لے کر پاؤں تک ایک کرتا ہے ,مگر بنا کس سے ہوا ہے آگ سے ,جو اس شخص کو پہنایا ہوا ہے آگ کی گرمی کی وجہ سے اس کا سینہ جل رہا ہے پیٹ بھی جل رہی ہے اس کا سارا جسم جل رہا ہے ,ایک لٹکنے کی وجہ سے تکلیف دوسری آگ کے لباس کی وجہ سے تکلیف ,اس کے پاس فرشتے کھڑے ہیں ,فرشتے ایسے ہیں ان کے سر کے بال لوہے کی میخوں کی مانند کھڑے ہیں ,آگ کے کوڑے

وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پوری طاقت کے ساتھ اس شخص کو لگاتے ہیں ۔اس تکلیف کی وجہ سے اتنا چیخوں پکار کرتا ہے اتنا روتا ہے کہ اس کی آواز کو سن کر پتھر بھی شاید پگھل جائے۔ وہاں کوئی نہیں جو اس پر رحم کرے میں گھبرا گیا۔اور آگے بڑھنا چاہا۔فرشتے نے کہا ہم آپ کو یہی دیکھنے کے لیے لائے ہیں۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا،اس منظر سے میرا کیا تعلق ہے۔کہا غور سے دیکھوں لٹکا ہوا شخص کون ہے ,میں نے غور سے دیکھ ,لٹنے والے کا چہرہ صاف نظر نہیں آرہا تھا۔اس طرح جسم سے بہنے والا خون اس کے منہ میں جا رہا تھا اس کے جل جانے کے بعد اس کی جو چربی پگھل گئی تھی وہ سب اس کے منہ اور ناک میں داخل ہو رہی تھی اس لیے اس کی صورت نظر نہیں ارہی تھی, جب میں نے بڑے غور سے دیکھا کہ اس میں میرے باپ کی صورت نظر آرہی ہے,میں نے پوچھا ایسا لگ رہا ہے کہ یہ میرا باپ ہے۔ فرشتوں نے کہا,ہاں یہ تمہارا باپ ہے۔یہ جو میں نے سنا اگر میرا باپ گناہ گار ہوتا تو میں اس کی تکلیف کو دیکھتا تو مجھے اتنی تکلیف نہ ہوتی۔لیکن میرا باپ نمازی ہے متقی ہے میرا باپ تمام عبادتوں کو انجام دینے والا,اس حالت میں ہے تو میں ایک مرتبہ گھبرا گیا,میں نے اپنے باپ سے سوال کیا,یہ عذاب آپ کو کس لیے دیا جا رہا ہے, میرا باپ میری جانب متوجہ نہیں ہو رہا تھا مسلسل چیخنے کی آواز آرہی تھی اور توجہ دے بھی کیسے,آنکھ کھلتی نہیں آنکھ میں چربی ہے۔اور منہ کو کھول کر بات کرنا چاہتا ہے,لیکن منہ میں چربی اور خون داخل ہو رہا ہے,آخر میں نے اپنے اردگرد کھڑے ان فرشتوں سے دریافت کیا کہ میرے باپ کو کیا ہوا,میرے باپ کو کیوں عذاب دیا

جا رہا ہے ، میرے باپ کو کیوں الٹا لٹکایا جا رہا ہے ، کیوں آگ کا لباس پہنا کر کوڑے لگائے جا رہے ہیں ۔ فرشتوں نے جواب دیا ۔ تیرے باپ کی کوئی نماز خدا کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوئی ، نماز چھوڑنے کی وجہ سے الٹا لٹکایا گیا ہے اور آگ کا کرتا اس لیے پہنایا گیا ہے کہ جس لباس سے اس نے آخری عمر میں نمازیں پڑھی ہے اس لباس کی سلائی کی اجرت ادا نہیں کی تھی ، میں نے پہلی عمر کی نمازیں کہاں گئی فرشتوں نے کہا پہلی عمر کی نمازیں جہاں ادا کی تھی وہی جگہ غصبی تھی اس کی نہیں تھی وہ جگہ تمھارے چاچا کی تھی وہ فوت ہو گے اس کے بچے چھوٹے تھے بھائی کی جگہ میں خود رہنے لگا کیوں کہ وہ جگہ تمھارے چاچا کے بیٹوں کی تھی ۔ انھوں نے سخت محنت کر کے نیا مکان بنا لیا تھا ۔ کوڑے اس لیے لگائے جا رہے ہیں ، کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی بیٹیاں بے پردگی اختیار کر کے باہر نکلتی تھی ۔ غیر محرم کے سامنے جاتی تھی ، کبھی پردہ کیا کبھی نہ کبھی بال چھپائے کبھی بال نہ چھپائے ، جب اس کی بیٹی اس کی نافرمانی کرتی تو مارتا جب خدا کی نافرمانی کرتی تو کچھ نہ کہتا ، قیامت تک اس کو کوڑے مارے جائیں گے ۔ یہ بیٹا دیکھ کر کہتا ہے ۔ میں ایک مرتبہ گھبرا کے ان فرشتوں سے کہا کہ اے فرشتوں جب میرے باپ کو بے پردگی دیکھ کر خاموش رہا اس کو یہ سزا اور جو بے پردگی کرتی ہے ان کے لیے کیا عذاب ہوگا ۔ ان کے لیے جہنم میں ایک بہت بڑا اژدھا سانپ مقرر کیا ہے ، اس سانپ پر ایک ایک فٹ کا کانٹے ہیں یہ اژدھا اپنے جسم کے درمیان اس بے پردہ عورت کو لے کر اپنے جسم کے اندر دبائے گا اپنے جسم کو اس کے اردگرد لپیٹے گا اور جب پوری طاقت سے دبائے گا تو ایک ایک فٹ کے کانٹے اس کے پاؤں سے لیکر تک سر اس کے جسم کے اندر داخل ہو جائے گا ۔

موت بقا ہے فنا نہیں

موت کی حقیقت امام کی نظر میں::

امام حسن عسکریؑ سے سوال کیا گیا کہ مولا آپ موت کے بارے میں کچھ بتایئے تو امامؑ نے ارشاد فرمایا: موت درحقیقت زندگی کا آغاز ہے۔ تمہارا یہ خیال کہ تم مرنے کے بعد فنا ہو جاتے ہو بالکل غلط ہے۔ بلکہ درحقیقت تمہاری اصل زندگی مرنے کے بعد ہی شروع ہوتی ہے اور اس حقیقت کو یاد رکھو کہ مومن اگرچہ تمہاری نگاہوں کے سامنے مردہ نظر آتا ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور کافر جو تمہیں زندہ چلتا پھرتا کھاتا پیتا نظر آتا ہے۔ یہ درحقیقت ابتداء ہی سے مردہ ہے۔ کیونکہ اس کو کفر کی بیماری لگ چکی ہے۔ تو مومن کو کبھی موت نہیں آتی اور کافر کو کبھی زندگی نصیب نہیں ہوتی۔ اس وقت امامؑ نے اپنے جملے کو اختتام پر پہنچایا تو ایک شخص نے سوال کیا کہ یابن رسولؐ اللہ آپ نے بات تو بہت اہم بتائی لیکن ہم اس بات کو کیسے ذہن میں محفوظ رکھیں۔ امامؑ نے جواب دیا ہَاذِمُ الْمَوت کہ مسلسل اور متواتر موت کا تذکرہ کرتے رہو، تو سوال کیا گیا کہ یابن رسولؐ اللہ ہم تو متواتر موت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کی صحبت میں حاضری بھی دیتے ہیں اس کے باوجود موت کا تصور ہمارے ذہنوں میں نہیں رہتا۔ امامؑ نے فرمایا یقیناً کچھ

نہ کچھ مال تم نے اپنے پاس جمع کر کے رکھا ہے۔ حیران ہو کے سوال کرتا ہے کہ یابن رسول اللہ آپ اس حقیقت سے کیسے آگاہ ہوئے۔ امامؑ نے فرمایا کہ یاد رکھو جب تم اس دنیا میں کسی کو دیکھو گے جو موت کا تذکرہ کرنے سے ناراض ہوتا ہے۔ موت کا تذکرہ کرنے سے گھبراتا ہے کہ یاد رکھو اس نے کسی کا حق دبایا ہوگا یا ناجائز طور پر جمع کر کے کچھ مال رکھا ہوا ہے۔ اور یہ ناجائز اور حرام مال جو اس کے لئے قبر کی زندگی میں عذاب، تکلیف، اذیت اور مصیبت لانے والا ہے۔ یہی ناجائز مال اسے موت کا تذکرے سے روکتا ہے۔ لیکن اگر کسی کی گردن پر کسی مسلمان کا حق نہ ہو اور تم دیکھو گے کہ وہ ہر لمحے موت کا تذکرہ کرتا رہتا ہے۔ بلکہ دنیا کی چھوٹی چھوٹی چیزیں دیکھ کر اسے موت یاد آجاتی ہے۔

موت کا تذکرہ کرنے والا اللہ کا دوست::

ہمارے گیارہویں امامؑ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ تم نے میرے جد کے صحابی سلمان فارسیؓ کا نام تو سنا ہوگا۔ سلمان فارسیؓ گورنر بننے کے بعد مدائن کے بازار سے گزر رہے تھے کہ یکایک دیکھا کہ لوگوں کا مجمع ہے اور لوگ حیران و پریشان کھڑے ہیں۔ بے اختیار آگے بڑھے۔ میں گورنر ہوں پتہ نہیں یہاں کیا عجیب صورتحال پیش آگئی ہے۔ لوگوں کے قریب پہنچے تو دیکھا لوگ ایک شخص کو گھیرے میں لے کے کھڑے ہیں اور وہ شخص بے ہوش زمین پر پڑا ہے۔ ایک مرتبہ سوال کیا کہ اے لوگو اس شخص کو کیا ہوا۔ کس نے نقصان پہنچایا۔ سب نے جواب دیا یا سلمانؓ ہم نہیں

جانتے کہ یہ کس طریقے سے بے ہوش ہوا۔ ہم نے تو اتنا دیکھا کہ یہ اس راستے پر چل رہا تھا۔ بازار سے گزر رہا تھا کہ یکا یک اس کی نگاہ اپنے سامنے والی دکان پر پڑی دکان پہ اس کی نگاہ پڑتی ہے اور ایک مرتبہ اس نے چیخ ماری اور چیخ مارنے کے بعد بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ سلمان فارسیؓ نے نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ کون سی دکان ہے۔ پتہ چلا کہ ایک لوہار کی دکان ہے جو اپنے کام میں مشغول ہے۔ اس کے ہاں آگ دہک رہی ہے اور وہ لوہے کی سلاخ کو اس کے اندر ڈالتا ہے گرم اور سرخ کر کے اس کو نکالتا ہے جب لوہا پگھل چکا ہوتا ہے تو اس کو توڑ کر اپنے مختلف اوزار بنایا کرتا ہے۔ سلمان فارسی نہ سمجھ سکے کہ اس دکان کو دیکھ کر اس کو کیا ہوا۔ ایک مرتبہ کہا پانی لے آؤ۔ پانی لے کے آئے پھر اس جوان پر پانی چھڑک کے ہوش میں لایا گیا۔ ہوش میں آتے ہی سلمان فارسیؓ نے سوال کیا کہ اے جوان یہ تیری کیا حالت ہے تو اس طریقے سے بے ہوش ہو کے کیوں گر پڑا تھا۔ کہا کہ یا سلمان فارسیؓ میری نگاہ اس لوہار کی دکان پہ پڑی کہ یہ تو لوہے کے ٹکڑے کو آگ میں ڈال رہا ہے اور اسے سرخ کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ لوہے کا ٹکڑا بالکل سرخ ہو گیا۔ جیسے ہی لوہے کے سرخ ٹکڑے کو میں نے دیکھا مجھے سورہ حجر کی آیت یاد آ گئی۔ جہنم کے اندر لوگوں کو لوہے کے سرخ گرز مار مار کر جہنم کی آگ میں دھکیلا جائے گا۔ یا سلمانؓ لوہے کے گرز اور آگ کی بھٹی نے میرے ذہن میں جہنم کا تصور پیدا کر دیا میں اپنے اعمال کو دیکھ کر ایک مرتبہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ سلمان فارسیؓ ایسے صاحب معرفت کو دیکھتے ہیں تو اپنا دوست بنا لیتے ہیں۔ دوستی ہو جاتی ہے۔ تمام زندگی سادگی کے

ساتھ گزاری۔ گیارہویں امامؑ کی روایت کا آخری جز کہ جب اس کی موت کا وقت آیا اور سلمان فارسیؓ اس کے سراہنے کھڑے تھے تو سلمان فارسیؓ نے ملک الموت کی آمد کو محسوس کیا اور موت کے فرشتے سے کہا کہ اے موت کے فرشتے یہ نوجوان تمام زندگی تجھ سے ڈرتا رہا تھا اور اس ڈر کی وجہ سے دنیا کی ایک ایک چیز کو دیکھ کے عبرت پکڑا کرتا تھا تم اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ تو ہمارے گیارہویں امامؑ یہ فرماتے ہیں کہ یہ فقرہ جیسے ہی سلمان فارسیؓ کی زبان سے نکلتا ہے ایک مرتبہ لوگوں نے یہ آواز سنی کہ اے سلمانؓ ہم اللہ کے دوستوں کے ساتھ نرمی اور محبت کا سلوک کرتے ہیں اور یہ نوجوان یقیناً اللہ کا دوست ہے کیونکہ جو اپنی تمام زندگی میں موت کا تذکرہ کرتا رہے۔ اس کے اعمال فاسدہ ہی کیوں نہ ہوں لیکن ھُوَ حَبِیْبُ اللّٰہ۔ وہ اللہ کا دوست بن جاتا ہے اور اس کے بعد امامؑ کی یہ روایت ختم ہوتی ہے۔ امامؑ نے یہ بتایا کہ عبرت حاصل کرنے والے نصیحت حاصل کرنے والے اللہ کی دوستی کو اختیار کرنے والے دنیا کے اندر جب ہر ہر مقام اور منزل سے گزرتے ہیں تو آنکھوں کو بند کر کے نہیں گزرتے بلکہ عبرت پکڑتے ہوئے گزرتے ہیں اور موت کا تذکرہ کرتے ہوئے گزرتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات خدا وقتاً فوقتاً لوگوں کی نصیحت کے لئے کچھ ایسے امور کو ظاہر کرتا ہے کہ جن کے ذریعے لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ اب بھی سنبھل جاؤ۔ اب بھی ہوش میں آجاؤ۔ اس منظر کو دیکھو اور یاد رکھو کہ اس نے ایک دن تم پر بھی گزرنا ہے۔ عالم برزخ میں جانے کے بعد جسم انسانی فنا نہیں ہوتا بلکہ جسم انسانی ہر تکلیف اور ہر آرام کو محسوس کرتا ہے۔ اس کو فنا نہیں ہے۔

بقاء ہے خُلِقتُ لِلبَقَاءِ وَ لاَ لِلفَنَاءِ۔ انہیں اس لئے خدا نے پیدا نہیں کیا کہ ایک دن توڑ کے پھینک دو بلکہ خدا اسے ہمیشہ ہمیشہ باقی رکھنا چاہتا ہے۔ محدث جزائری انوار النعمانیہ میں یہ واقعہ نقل کرتے ہیں۔

حر ابن یزید رحائی کی میت ::

شاہ اسمائل صفوی ایران کا وہ بادشاہ کہ جس سے صفوی خاندان کی ابتداء ہوئی اور جس وقت یہ بادشاہ برسر اقتدار آیا۔ اس وقت تمام کا تمام ایران دشمنوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس ایک بادشاہ نے علمائے دین کو دعوتیں دے دے کے تمام ایران کے اندر مذہب کی ترویج کی۔ ایک زمانہ میں اس کا جانا کربلائے معلّی میں ہوا۔ جب کربلا پہنچتا ہے تو وہاں پہنچ کر اسے اطلاع ملی کہ وہاں کے کچھ باسی تمام اصحاب امام کی تعریف کرتے ہیں۔ لیکن حر ابن یزید رحائی کے بارے ان کے اعتقادات درست نہیں ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ حر کیونکہ امامؑ کو کربلا میں لانے کا سبب بنا۔ اس لئے حر کسی بھی اعتبار سے بخشش کے قابل نہیں ہے اور حر جہنمی ہے۔ (معاذ اللہ) اس لئے اس کے لے دعا کرنا کیوں اس کے توسط سے دعا کرنا جائز نہیں ہے۔ شاہ اسماعیل صفوی کا ابتدائی زمانہ تھا۔ چنانچہ حر ابن یزید رحائی کے بارے میں سنا کہا اچھا تو حر ابن یزید رحائی کے بارے میں لوگوں کو شک ہے تو اس کی قبر کو کھودا گیا۔ چنانچہ شاہ اسماعیل صفوی کے حکم سے حر ابن یزید رحائی کی قبر کو کھودا جاتا ہے۔ یہ تاریخ کا واقعہ ہے۔ جب قبر کو کھودا گیا تو حر ابن یزید رحائی قبر میں اس طرح سے نظر

آئے کہ جس طرح سے ایک شخص اپنے بستر پر آرام سے لیٹا ہوتا ہے اور جسم سینکڑوں سال گزرنے کے بعد اسی طرح تر و تازہ ہے اور حرابن یزید رحائی کے سر پر وہی رومال باندھا ہوا ہے یہ تو آپ نے سنا ہوگا کہ جب شہید ہو کر امام کی گود میں گرا تھا امامؑ نے اپنے رومال مبارک کو حرابن یزید رحائی کے ماتھے پر باندھا تھا۔ جس سے خون بہنا بند ہو گیا تھا۔ اور خون اس رومال پر اسی طرح موجود کہ کل کا رومال ہو۔ شاہ اسماعیل صفوی کے حکم سے رومال کو کھولا جاتا ہے۔ رومال کو کھولا گیا تو ایک مرتبہ خون کا فوارہ پھوٹنے لگا۔ خون بہنے لگا۔ یہ دیکھتے ہی شاہ اسماعیل نے کہا اچھا اس کے سر پر رومال باندھو۔ لیکن اس رومال کو ہٹا کر میرا اپنا رومال باندھو۔ اس رومال کو بطور تبرک میں رکھوں گا۔ شاہ اسماعیل کا رومال باندھا گیا۔ حر کا خون بند نہ ہوا۔ اور مسلسل بڑھتا رہا چنانچہ باعث مجبوری امامؑ کے رومال کو دوبارہ اس کے سر پر باندھا گیا۔ اب اس کی قبر کو بند کیا گیا۔ اس کے بعد شاہ اسماعیل نے ایک طرف نے اس کے روضے کی تعمیر کا حکم دیا اور دوسری طرف مذہب حقہ پر ایمان لے کے آ گیا۔ اس طرح ایک مرتبہ اصولِ کافی کے مؤلف محمد ابن یعقوب کلینی کی قبر کو کھودا گیا اور شیخ صدوق کی قبر کو کھودا گیا تھا تو وہاں کی تاریخ کا واقعہ ہے کہ جب ان کی قبریں کھودی گئیں تو ان کے جسم تر و تازہ اسی حالت میں ملے کہ جس طریقے سے ہر شخص اپنے بستر پہ سکون سے سویا ہوا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ شیخ صدوق کے انگوٹھوں کے اوپر مہندی کے نشانات بھی تھے کہ جو ان کے بارے میں تاریخوں میں ہے کہ وہ اپنے انگوٹھوں پر مہندی لگایا کرتے تھے۔ مہندی کے نشانات قبر کی تاریکی

میں تروتازہ باقی رہے اور ایک واقعہ جو آج سے 30 سال یا 40 سال پہلے کا ہے۔ پھر اس کو واضح کر دیا جائے کہ ہمارا موضوع یہ ہے کہ برزخ کے اندر انسان کو فنا نہیں ہے۔ بلکہ بقاء ہے اب سے 50 سال پہلے کا واقعہ ہے عراق کے بادشاہ نے جب خواب میں دیکھا کہ دو صحابی آتے ہیں۔ آنے کے بعد عراق کے بادشاہ سے یہ کہتے ہیں کہ ہماری قبریں جس مقام پر ہیں دریائے دجلہ کا پانی اس طرف آنے والا ہے۔ کیونکہ دریا میں طوفان برپا ہو گا تم ایسا کرو ہماری قبروں کو کھود کر ہماری میتوں کو وہاں منتقل کرو۔ ہمارے ساتھی جناب سلمان فارسی کے پہلو میں عراق کے بادشاہ نے خواب دیکھا لیکن ایسا خواب تو ہر شخص دیکھتا رہتا ہے۔ لیکن توجہ نہ دی لیکن پھر اگلی رات بھی خواب دیکھا اور خواب دیکھتے ہی آنکھ کھل گئی۔ اور تیسری رات پھر اس نے یہی خواب دیکھا چنانچہ چوتھی صبح کو حیران پریشان بیدار ہوا اور عراق کے مفتی اعظم کو بلایا اور کہا کہ میں ایسا خواب دیکھ رہا ہوں۔ مفتی اعظم عراق نے جواب دیا کہ یہی خواب تیسری رات سے بڑی کثرت سے میں بھی دیکھ رہا ہوں اور میں بھی آپ کے پاس آنے کے لئے سوچ رہا تھا۔ چنانچہ اب یہ طے ہو گیا کہ تمام علماء سے رائے لی جائے۔ سامرہ سے نجف سے بصرہ سے موصل سے اور قم سے علمائے کرام کو بلا کے اس مسئلے میں فتویٰ طلب کیا گیا اور اس کے بعد تمام علماء کے متفقہ فیصلے کی روشنی میں اب یہ 40 سال یا 50 سال پہلے کا واقعہ ہے اور یہاں ہمارے پاکستان میں وہ لوگ موجود ہیں جنھوں نے ان میتوں کو کاندھا دیا تھا قبروں کو کھودا جاتا ہے اور قبر کو کھودنے کے بعد بزرگ اور صاحب تقویٰ مومن قبر کے اندر

داخل ہوتے ہیں اور نکلنے کے بعد ان لوگوں نے گواہی دی کہ ہم نے ان لوگوں کو اس طرح سوتے دیکھا کہ جس طرح خود ہم اپنے بستروں پر سوتے ہیں اور جب ان کی میتوں کو قبر سے نکالا گیا تو جسم کے اندر وہی نرمی ہے جو ایک زندہ انسان کے اندر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جو واقعہ دیکھنے والے ہیں ان کا نقل یہی ہے کہ جسم کے کسی حصے کے اوپر ہزار سال قبر میں رہنے کے آثار نہیں۔ جبکہ بالکل ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی زندہ سلامت انسان موجود ہے اور اس کے بعد وہاں پر موجود ایک جرمن ڈاکٹر نے معائنہ کیا۔ نبض دیکھی، ہاتھوں کی انگلیاں دیکھیں اور اس کے بعد دل کی دھڑکن کو محسوس کیا تو معائنہ کرنے کے بعد کلمہ شہادتین پڑھ کے اسلام کو قبول کر لیا اور دونوں کے جنازے کو انتہائی آرام کے ساتھ سلمان فارسیؓ کے پہلو میں منتقل کیا گیا تھا۔ یہ واقعات ایسے نہیں ہیں کہ انسان ان سے ترک نظر کرے بلکہ یہ ہمیں حقیقت بتاتے ہیں کہ یقیناً قبر کی زندگی ایک ایسی زندگی ہے کہ جس کے اندر فنا نہیں ہے۔ اب اگر ہم صحیح راستے پر چلتے رہیں تو قبر کی تاریکی یا قبر کی گرمی یا قبر کا عذاب یا قبر کی وحشت ہم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے اور اگر ہم سیدھے راستے سے ہٹ جائیں تو اس کے بعد ہمارا وہ حشر ہوگا جو ہم باہر قبر پر دیکھتے رہتے ہیں کہ انتڑیاں نکلیں ہوئی ہیں کھوپڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔ جانوروں کے منہ کے اندر کے اکثر حصے دبے ہوئے ہیں۔ سانپ اور بچھو کاٹتے رہتے ہیں۔ یہ صرف اس وقت ہوگا جب ہم سیدھے راستے سے ہٹ جائیں اور اس علاج کو بھلا دیں جو ہمارے آئمہ نے بتایا تھا۔

ابو موسیٰ کا واقعہ ::

ایک واقعہ کہ ابو موسیٰ کا انتقال کے بعد خواب میں ایک آدمی ان کو دیکھتا ہے ان کا انتہائی قریبی دوست اور ابو موسیٰ کون ہیں ہمارے چھٹے امامؑ کے ساتھی۔ اکابرین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ کام ان کا کیا ہوتا تھا کہ وہ غلہ مدینے کے بازار میں فروخت کیا کرتے تھے۔ ذرہ غور کریں کہ قبر کا مرحلہ کتنا سخت مرحلہ ہے۔ امامؑ کے صحابی ہیں اور تجارت کا کام کرتے ہیں لیکن علم فقہ کے ماہر ہیں اور اتنے زبردست ماہر ہیں کہ مدینے کے بڑے بڑے فقہاء بڑے بڑے علماء خاص طور تجارت کا مسئلہ اگر ان کی سمجھ میں نہ آئے کہ ابو موسیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ابو موسیٰ اپنے کاروبار میں انتہائی محتاط۔ کبھی کسی قسم کی نہ ذخیرہ اندوزی کی اور نہ کبھی کسی قسم کی ملاوٹ کی۔ بلکہ جس قسم کا غلہ ملتا تھا اور اگر کوئی خرابی ہے تو خریدنے والے کو بتا دیا کرتے تھے۔ بازار کے اندر غلے کی کتنی ہی کمی کیوں نہ ہو لیکن یہ اپنے ذخیرے کو متواتر نکالتے رہتے تھے اور وہ موسیٰ اتنے محتاط۔ ان تقال ہو گیا۔ اور دوست یقین کے ساتھ کہتے ہیں ابو موسیٰ جیسا محتاط شخص یقیناً قبر کے عذاب سے بچ جائے گا۔ چند دنوں کے بعد ابو موسیٰ اپنے انتہائی قریبی دوست کے خواب میں آتے ہیں جب خواب میں آئے تو ساتھی نے پہلا سوال یہی کیا کہ اے ابو موسیٰ آپ کی کیا حالت ہے تو جواب دیا قبر کے عذاب میں گرفتار ہوں۔ یہ سنتا تھا کہ ساتھی نے سوال کیا کہ آخر آپ پر عذاب قبر کیسے آیا۔ جواب دیا کہ کاروبار میں دوسروں کے حق کی پوری میرے ذمہ

آ گئی تھی۔ یہ کس طریقے سے ہوا تو کہا میں روزانہ غلہ فروخت کیا کرتا تھا۔ عرب میں پرانے زمانے میں غلہ جو ہے پیانے سے بھر کے فروخت کیا جاتا تھا جس طرح آجکل ہمارے ہاں دودھ جو ہے برتنوں میں بھر کے دیا جاتا ہے۔ پہلے غلہ بھی برتن میں بھر کے دیا جاتا تھا۔ برتن کو بھرا ایک سیر یا دو سیر کا برتن اور اس کے بعد وہ حوالے کر دیا۔ لینے والے کے تو ابو موسیٰ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا عدل ہے ابو موسیٰ یہ کہتے ہیں کہ میں روزانہ پیانے کے اندر غلے کو بھر کر فروخت کیا کرتا تھا لیکن صبح میں جب دکان کھولتا تھا شام کو دکان بند کرتا تھا۔ عرب کا رہنے والا ابو موسیٰ دن بھر گرد و غبار چھنا رہتا ہے۔ چنانچہ صبح کو پیانے صاف ہوتے تھے۔ دو پہر کے بعد پیانے کی تہہ میں گرد و غبار بیٹھنا شروع ہو جاتا تھا اور شام تک گرد و غبار کی موٹی تہہ جمع ہو جایا کرتی تھی۔ لیکن اب وہ غلہ فروخت کرتے ہیں۔ پیانے میں تو جتنا گرد و غبار اتنا غلہ جو ہے کم ہو جاتا ہے۔ وہ خریدنے والے کو نہیں مل پاتا ہے۔ تمام زندگی کا حساب کیا گیا یہ پندرہ بوری گرد و غبار کی وجہ سے رہ گئی تھی۔ وہ ان کے ذمے نکلی تھی کہ ایک مسلمان کا پندرہ بوری حق مارا ہے۔ یہ قیامت تک تم عذاب کے اندر دو چار ہو گے۔ امامؑ کے ساتھی ہو فقہ کے ماہر ہو۔ سب سے بہترین عبادت یعنی تجارت کرتے ہو اور انتہائی احتیاط کے ساتھ کرتے ہو لیکن پندرہ بوری کا قرض صرف گرد و غبار کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے ابو موسیٰ کو گرفتار کرتا ہے اور قیامت تک قبر کے عذاب میں گرفتار کرے گا۔ تو خود اندازہ کریں کہ خدا واقعاً عدلِ حقیقی سے کام لے تو اس کے پاس کون بچ سکتا ہے۔ اس لئے چوتھے امامؑ صحیفہ کاملہ میں رو رو کے خدا سے دعا مانگتے

ہیں خداوندہ تو میرے حساب و کتاب کے وقت اپنی رحمت کو کام میں لانا۔ اپنے عدل سے کام نہ لینا، ورنہ ہم بھی اس منزل سے صحیح سلامت نہیں نکل سکتے ہیں لیکن وہ رحمت کا مسئلہ ہی جدا ہے۔

کفن چور کا واقعہ ::

ایک روایت کو نقل کیا تھا امامؑ کے پاس آ کے ایک کفن چور نے کہ یا بن رسولؐ اللہ میرا پیشہ یہ ہے کہ میں کفن چرایا کرتا ہوں اور ایک مرتبہ پھر یہ بات ثابت کر دی جائے کہ جتنے واقعات اب آئیں گے یہ کوئی اصول نہیں ہیں کہ ہمیشہ یہ پیش آئیں بلکہ یہ خدا اپنی قدرت کا کبھی کبھار مظاہرہ کرتا ہے۔ اسی ایک واقعے کو ہماری اور تمہاری عبرت کے لئے پیش کر دیا تھا۔ چنانچہ کفن چور یہ واقعہ نقل کرتا ہے کہ یا بن رسولؐ اللہ میں ایک گناہ کر کے آ رہا ہوں۔ امامؑ نے ایک مرتبہ سوال کیا تیرا گناہ کیا ہے کہا کہ یا بن رسولؐ اللہ بہت بڑا میرا گناہ ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ آخر کتنا بڑا ہے کیا زمین اور آسمان سے زیادہ بڑا ہے۔ یقیناً یا بن رسول اللہ۔ کیا تیرا گناہ عرش و فرش سے زیادہ بڑا ہے۔ یقیناً یا بن رسولؐ اللہ۔ میرا گناہ عرش و فرش سے زیادہ بڑا ہے۔ کیا تیرا گناہ چاند اور ستاروں سے زیادہ بڑا ہے۔ یقیناً یا بن رسول اللہ میرا گناہ چاند اور ستاروں سے زیادہ بڑا ہے۔ امامؑ کا سوال کہ کیا تیرا گناہ خدا کی رحمت سے بھی زیادہ بڑا ہے تو اس کا جواب یا بن رسولؐ اللہ خدا کی رحمت تو بہت زیادہ وسیع ہے۔ لیکن پھر بھی میرا گناہ بہت بڑا ہے۔ امامؑ سوال کرتے ہیں کہ تیرا

گناہ کیا ہے تو یہ کہتا ہے کہ یا ابن رسولؐ اللہ میرا کام یہ ہے کہ جب کسی کے مرنے کی اطلاع پاتا ہوں تو اسی رات کو جاتا ہوں۔ اس کے کفن کو کھینچنے کے لئے اس کے کفن کو چرانے کے لئے تو یا ابن رسولؐ اللہ ایک دن میرے گھر میں فاقہ تھا اور میری حالت انتہائی خراب تھی۔ چنانچہ میں گھر سے نکلا اس ارادے سے کہ کچھ کاروبار کروں اور اپنے گھر والوں کا پیٹ پالوں چنانچہ اس ارادے سے گھر سے نکل کر قبرستان پہنچتا ہوں جب قبرستان پہنچا تو ایک تازہ قبر کو دیکھا اور قبر کو دیکھتے ہی بے ساختہ دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ قبر میں سوراخ کرتا ہوں۔

قضا نماز کی سزا::

کفن کو نکالنے کے لئے اور یا ابن رسولؐ اللہ۔ جیسے ہی قبر میں میں نے سوراخ کیا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص قبر کے اندر ہے کہ جس کو لوگوں نے قبلے کی طرف لٹایا تھا لیکن یہ حالت ہے کہ اس کی گردن کو توڑ کر قبلے سے اس کے منہ کو پھیر دیا گیا ہے اور ایک لوہے کی قینچی اس کے جسم پر ہے۔ اس طرح سے چل رہی ہے کہ متواتر سینے سے پیٹ کے گوشت کو کاٹتی ہے اور کاٹنے کے بعد دوبارہ گوشت جڑتا ہے تو لوہے کی قینچی پھر ایک مرتبہ حرکت میں آجاتی ہے۔ یا ابن رسولؐ اللہ یہ منظر دیکھتے ہی بے ساختہ بھاگا جیسے ہی میں بھاگا ویسے ہی ایک آواز آئی کہ اے کفن چور کیا تو اس فرشتے سے سوال نہیں کرے گا کہ اسے یہ عذاب کیوں دیا جا رہا ہے۔ میرے منہ سے یہ فقرہ نکلا کہ نہیں مجھ میں اتنی جرأت نہیں تو اسی آواز نے کہا اچھا میں تمہیں بتاتا ہوں اس قبر

کے مردے کو یہ عذاب اس لئے دیا جا رہا ہے اور قیامت تک ہی عذاب دیا جاتا رہے گا۔ اس لئے کہ یہ اپنی واجب نمازوں کو وقت پر ادا نہ کرتا تھا۔ ذرا تصور کیجئے ذرا عملی تجربے کی کوشش کیجئے ذرا سی کھال کو قینچی سے کاٹنے کی کوشش کیجئے۔ پتہ چل جائے گا کہ اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر متواتر قینچی چلائی جائے تو انسان کی کیا کیفیت اور حالت ہوتی ہے۔ تو یا ابن رسولؐ اللہ میں بھاگتا ہوں اور بھاگ کے قبرستان سے میں اپنے گھر کی طرف آیا۔ جب گھر میں داخل ہوا تو اپنے بچوں کے چہرے کو دیکھا اور ایک مرتبہ پھر دوسرے قبرستان کی طرف چلا۔

چغل خور کی سزا::

دوسری روایت کے مطابق اسی قبرستان کی دوسری قبر کی طرف چلا۔ قبرستان میں داخل ہوا ایک اور تازہ قبر نظر آئی تو بے ساختہ اس کی جانب گیا اور جانے کے بعد قبر کو کھودا سوچا کہ کفن نکالوں اور یا ابن رسولؐ اللہ جس وقت کفن کو نکالنا چاہا اس وقت میری نگاہ پڑی کہ وہ مردہ جس کے کفن کو میں کھینچے جا رہا ہوں۔ وہ مردہ تو سور کی شکل میں تبدیل ہو چکا ہے اور سر سے پاؤں تک طوق اور بیڑیوں کے اندر اس کو جکڑ دیا گیا ہے۔ ایک انسان کو سور کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے تو کتنی اذیت ہو رہی ہو گی۔ اس شخص کو کہ جس کے ساتھ یہ قلب ماہیت کی گئی تھی۔ یا ابن رسولؐ اللہ اس کے تڑپنے اور رونے کو دیکھ کر میں بے اختیار بھاگا جیسے ہی میں قبرستان میں سے نکلنے والا ہوا۔ یکایک میرے کان میں آواز آئی اے شخص کیا تو اس مردے سے یہ سوال

نہیں کرے گا کہ اسے یہ عذاب کیوں دیا جارہا ہے۔ بے ساختہ میرے منہ سے یہ فقرہ نکلا کہ نہیں مجھ میں اتنی ہمت نہیں۔ جواب آیا چغل خور تھا اس دنیا کے اندر اس کے علاوہ اس میں کوئی اور خرابی اور کمی نہ تھی یہاں تک کہ یہ نماز شب تک کا پابند تھا۔ لیکن اس ایک خرابی کی وجہ سے قیامت تک اس عذاب کا مستحق رہے گا۔

زکواۃ ادا نہ کرنے کی سزا::

یا بن رسولؐ اللہ پھر اس گھر سے آتا ہوں دوبارہ قبرستان کی طرف اور انہی مراحل سے گزرا قبر کو کھودا تاکہ کفن کو نکالوں تو میری نگاہ اس مردے پر پڑی۔ اس حالت میں کہ اس کی منہ کو چیر کر اس کی زبان کو وہاں سے نکالا گیا۔ یا بن رسول اللہ جب کہ وہ شخص زندہ ہے اور تمام عذاب کو محسوس کر رہا ہے۔ یا بن رسولؐ اللہ میں گھبرا کے بھاگتا ہوں گھر کی طرف آواز آئی کس لئے بھاگا کیا اس سے سوال نہیں کرے گا۔ میرا وہی جواب کہ مجھ میں اتنی ہمت نہیں تو وہاں سے ہاتفِ غیبی نے آواز دی۔ اسی آواز نے مجھ کو بتایا کہ اس کا قصور یہ تھا کہ یہ لوگوں کے مال کو دبانے کی کوشش کرتا تھا۔ خصوصاً خمس و زکواۃ واجب ہونے کے بعد ان کے حق داروں تک خمس و زکواۃ نہ پہنچاتا تھا۔ چنانچہ قبر کے اندر قیامت تک اس حالت میں عذاب دیا جائے گا۔ یا بن رسولؐ اللہ میں ڈرتا ہوا اور گھبراتا ہوا اپنے گھر میں داخل ہوا۔ دوبارہ بچوں کی حالت نہ دیکھی گئی۔ وقفے وقفے سے یہ واقعہ ہو رہا ہے۔ بہر حال یہ شخص دوبارہ قبرستان میں آتا ہے۔

جھوٹ بولنے کی سزا::

چوتھی قبر کو کھودتا ہے۔ دیکھتا ہے کہ اس شخص کی پیٹھ کو باندھا گیا ہے اور اس کی پشت کا گوشت آگ کے ستون سے لگا ہوا ہے۔ گوشت کے ساتھ اس کی کھال جل چکی ہے اور چربی نکل رہی ہے۔ اور نکل نکل کر زمین پر بہہ رہی ہے۔ اس کی عجیب حالت ہو رہی ہے۔ شخص قرار نہیں لیتا۔ لیکن اسے اوپر سے دبا کر مجبور کیا جارہا ہے کہ قبر ہی کی زمین کے اوپر لیٹا رہے اور وہاں سے حرکت نہ کرنے پائے۔ یابن رسولؐ اللہ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوا بھاگا لیکن آواز آئی کہ اس کا قصور دریافت کر میں نے کہا کہ مجھ میں ہمت نہیں تو جواب ملا اس کا قصور صرف یہ تھا کہ یہ اپنے ذاتی مفاد کے لیے اور بغیر کسی مفاد کے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے جھوٹ بولا کرتا تھا۔ وہ جھوٹ جو ہماری اور آپ کی نگاہ میں کوئی گناہ ہی نہیں ہے لیکن گناہ قدرت میں اتنا بڑا گناہ ہے کہ قیامت تک اسی حالت میں زمین کے ساتھ اس کی پیٹھ لگی رہے گی کہ اس کی پیٹھ جل رہی ہے اور گوشت جو ہے وہ دہک رہا ہے اور چربی پگھل پگھل کے زمین پہ بہہ رہی ہے اور اسی حالت مین مجبور کیا جائے گا کہ تمام قیامت کا عرصہ گزارو۔

اللہ کے احکامات کو فراموش کرنے کی سزا::

یابن رسولؐ اللہ گھبرا کے گھر آتا ہوں۔ پھر بچوں کی حالت کو دیکھ کے قبرستان میں جاتا ہوں۔ اب جو قبرستان میں داخل ہوا میں اور قبر کو کھودا تو میں نے اندر یہ حالت

دیکھی مردے کی کہ ایک آگ کا بنا ہوا ڈنڈا ہے جو اس کے پاخانے کے مقام سے
اور آگ کا دوسرا بنا ہوا ڈنڈا اس کے حلق سے دھکیلا جا رہا ہے۔ اس کی حالت بگڑ
رہی ہے وہ اس چیز کو برداشت نہیں کر پا رہا ہے لیکن عذاب کے فرشتے تو کسی قسم کی
کوئی نرمی نہیں کر رہے۔ میں بھاگتا ہوں اور بھاگ کے قبرستان سے نکلتا ہوں تو
وہی سوال جواب ہوتے ہیں اور اس کے بعد مجھے وجہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ کھلاڑی تھا
اللہ کے احکامات کو فراموش کر کے کھیل اور کود میں لگ جایا کرتا تھا۔ ایک طرف نماز
کا وقت آیا تو توجہ نہ دی روزے کا وقت آیا تو کھیل سے توجہ نہ ہٹی۔ ذکر الٰہی ہونے
لگا تو اپنے کھیل میں مست رہا۔ چنانچہ حکم الٰہی سے قیامت تک اس حالت میں
عذاب دیا جائے گا اور کوئی اس کو اس عذاب سے بچانے والا نہ ہو گا۔

بخشش کا ذریعہ::

تو یابن رسول اللہ میں اتنا بڑا گناہ کر کے آپ کی بارگاہ میں آیا ہوں۔ کیا میں کسی
طریقے سے اپنے گناہ کو معاف کرتا سکتا ہوں۔ تو امامؑ نے کہا کہ تیرا گناہ معاف ہو
گیا تو بخشا گیا صرف اس لئے کہ تو نے قبر کی حالت بتا کے بہت سے مومنوں کو ان
گناہوں سے بچا لیا تھا۔ تیرا یہ ایک کام خدا کی نگاہ میں اتنا بڑا کام بن گیا ہے کہ
تیری تمام زندگی کے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جہاں
جہاں جا۔ اس پیغام کو لیتا جا اور خدا کے اس نمونے کا تذکرہ ہر مقام پر کرتا رہے تو
بہرحال قدرت بعض اوقات اپنی قدرت کاملہ کا نقشہ دکھانے کے لئے یا ہم جیسے

غافلوں کو بیدار کرنے کے لئے اس قسم کے مظاہرے ہماری اور آپ کی آنکھ کے سامنے پیش کر دیتی ہے۔ تاکہ پتہ چل جائے اب ہوش میں آجاؤ۔ اب بھی اس منزل میں جانے سے پہلے سنبھل جاؤ۔ جہاں جانے کے بعد سوائے ندامت اور پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

طہارت کی پرواہ نہ کرنے کی سزا::

پیغمبرؐ اسلام کے ایک صحابی سفر پر جاتے ہیں اور سفر سے واپس آتے ہیں۔ جب سفر سے واپس آئے تو پیغمبرؐ اسلام نے اپنے صحابی کو دیکھا کہ چہرے کا رنگ زرد ہے۔ تمام جسم کانپ رہا ہے۔ بے ساختہ سوال کیا کہ اے میری صحبت میں بیٹھنے والے تجھ پر اس سفر میں کیا گزری۔ جو اس طرح سے تیری حالت بدل گئی ہے ایک مرتبہ آہ بھر کے کہا یا رسولؐ اللہ بس یہ سوال نہ کیجئے جو کچھ میں نے دیکھا ہے اب وہ تمام زندگی میرے لئے کافی ہے۔ یا رسولؐ اللہ میں ابھی سفر کے لئے جا رہا تھا۔ راستے میں میرا گزر اس مقام سے ہوا۔ جہاں کچھ پرانی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ میرے کاندھے کے ساتھ میری مشک جو تھی وہ لٹک رہی تھی۔ میں ایک قبر کے کنارے سے گزرا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک شخص قبر سے نکل کے آیا۔ اس حالت میں کہ پاؤں سے لے کے تمام جسم میں جل رہا ہے اور بے ساختہ وہ چیخ رہا ہے کہ پانی پانی ایک گھونٹ پانی۔ یا رسولؐ اللہ اس کی حالت کو دیکھ کے مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے کوزے میں سے پانی نکال کر اس کی طرف بڑھانا چاہا کہ یکا یک میں نے دیکھا کہ قبر سے ایک

دوسرا شخص باہر آتا ہے اور باہر آنے کے بعد کہتا ہے کہ تم تو پیغمبرؐ کے صحابی ہو۔ یہ شخص درحقیقت پیغمبرِ اسلام کا زبانی اقرار کرتا تھا۔ لیکن کبھی کبھار پیغمبرؐ کی باتوں پر عمل نہ کرتا تھا۔ چنانچہ اس کو ابھی عذاب دیا جا رہا ہے۔ تم اسے پانی پلا کر کسی قسم کی مسرت نہ پہنچاؤ۔ یہ کہہ کر اس نے ایک مرتبہ لوہے کی زنجیر اس آگ میں جلنے والے کی طرف پھینکی۔ زنجیر نے اس کی گردن کو اپنی گرفت میں لیا اور ایک مرتبہ کھینچ کے اس کو قبر میں گرا دیا۔ یا رسولؐ اللہ اس منظر کو دیکھ کر میں کانپتے ہوئے آگے بڑھا تو رات کا وقت ہو رہا تھا۔ میں نے ایک بڑھیا کا مکان تھا۔ یہ ایک روایت ہے جو پیغمبرؐ کے صحابی نے نقل کی۔ وہاں ایک بڑھیا کا مکان تھا۔ رات کا وقت قریب آ چکا تھا۔ چنانچہ میں نے بڑھیا سے سوال کیا۔ اے بڑھیا کیا آج رات مجھے اپنے ہاں گزارنے دے گی۔ تو بڑھیا نے کہا کہ شوق سے آپ تشریف لائیے۔ جب میں بڑھیا کے مکان کے اندر داخل ہونے لگا تو میں نے دیکھا کہ صحن میں ایک قبر بنی ہوئی ہے۔ میں نے توجہ نہ دی اور گھر کے اندر داخل ہو گیا۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ ایک مرتبہ ایسی چیخ کی آواز آئی کہ سارا مکان لرز کے رہ گیا۔ میری آنکھ کھلی میں گھبرا کے اٹھا تو متواتر میرے کانوں میں چیخوں کی آواز آنے لگی اور اس کے ساتھ ساتھ انتہائی دردبھری آواز تمام رات میں نے اس حالت میں گزاری کہ کوئی چیخ رہا ہے رو رہا ہے۔ آواز آ رہی ہے۔ یلٰی لمّا بول شنّ فما شنّ۔ اتنا درد اور تکلیف تھی کہ میں اپنی نیند کے اوپر قابو نہ پا سکا۔ نیند فرار ہو گئی۔ مجھ سے اور میں ایسی حالت میں بستر پر بیٹھا رہا۔ مجھے پتہ نہیں کہ یہ کون چیخ رہا ہے اور کیوں چیخ رہا ہے۔ صبح سویرے میں

اس بڑھیا کے پاس گیا اور جانے کے بعد یہ سوال کیا کہ اے بڑھیا کل رات کو میں نے ایک عجیب بات یہاں محسوس کی کسی کے رونے کی آواز کسی کے چیخ نے کی آواز ۔ بڑھیا نے کہ کہ ہاں میں تو عادی ہو چکی ہوں ۔ یہ آوز جو ہے اس سامنے والی قبر سے آرہی تھی ۔ میں نے سوال کیا یہ قبر کس کی ہے تو جواب ملا یہ قبر میرے مرحوم شوہر کی تھی ۔ میں نے سوال کیا کہ آخر اس جملے کا مطلب کیا ہے ۔ بُوْلْ فَمَا بُوْلْ ۔ پیشاب اور کیسا پیشاب شَنّ وَمَا شَنّ مشک اور کیسی مشک ۔ آخر اس کا مقصد کیا ہے تو اس بڑھیا نے جواب دیا کہ میں تو صرف اتنا سمجھ سکی ہوں کہ تمام زندگی یہ جب بھی پیشاب کرتا تھا تو کھڑے ہو کر پیشاب کرتا تھا ۔

اور کبھی اتنی احتیاط نہ کیا کرتا تھا کہ اپنے کپڑے اور پاؤں کو پیشاب کے قطرات سے بچالے ۔ میں اس کو نصیحت کرتی رہتی تھی کہ اے شخص اونٹ جو ایک جانور ہے وہ بھی پیشاب کے وقت اتنی احتیاط کرتا ہے کہ پیروں کو پھیلا لیتا ہے اور تو اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود توجہ نہیں دیتا ۔ تب یہ شخص یہ کہہ کے ٹال دیا کرتا تھا بُوْلْ وَمَا بُوْلْ ۔ پیشاب اور کیسا پیشاب اور کیسی نجاست ۔ مجھے یقین ہے کہ اب وہ اسی وجہ سے اس عذاب کا شکار ہے اور اپنے اس جملے پر افسوس کر رہا ہے ۔ میں نے سوال کیا شَنّ وَمَا شَنّ مشک اور کیسی مشک ۔ آخر اس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے ۔ بڑھیا نے کہا مجھے اتنا یاد آرہا ہے کہ ایک دن ایک شخص انتہائی پیاسا میرے اس مکان میں داخل ہوا تھا ۔ اتفاق سے میرا مرحوم شوہر سامنے بیٹھا تھا ۔ اس پیاسے شخص نے میرے اس مرحوم شوہر سے سوال کیا کہ مجھے پیاس لگی ہے ۔ تھوڑا سا پانی پلا دے ۔

میرے مرحوم شوہر نے مشک کی طرف اشارہ کیا جاؤ اور جا کے پی لو۔ میرے شوہر کو معلوم تھا کہ یہ مشک بالکل خالی ہے۔ لیکن اس نے مذاق کرتے ہوئے اس شخص کو مشک کی طرف بھیج دیا۔ وہ مشک کی طرف گیا۔ بے ساختہ اس نے اٹھا کے منہ سے لگایا اور جب پانی کا ایک قطرہ نہ پایا لیکن اس کے چہرے کی خجالت کی وجہ سے ایسی ہوئی کہ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ اگرچہ میں نے بعد میں پانی پلا دیا۔ غالباً اس ضرورت مند کے ساتھ مذاق کرنے کی وجہ سے اب قیامت تک یہ اس عذاب کے اندر گرفتار ہے۔ غالباً اسی وقت کو یاد کر رہا ہے۔ کہ جب اس نے ایک ضرورت مند کے ساتھ مذاق کیا تھا۔ روایت میں ہے کہ یہ سن کے بے ساختہ پیغمبرؐ رونے لگے اور رونے کے بعد یہ حکم دیا کہ اس علاقے سے کوئی شخص اپنے ساتھی کے بغیر نہ جائے۔ کیونکہ وہ علاقہ وادی برہوت کے قریب ہے۔

ماں کی نافرمانی کی سزا::

آبان ابن تغلب کا گزر ہوتا ہے۔ ایک گاؤں سے عصر کا وقت آ چکا تھا۔ اور آبان ابن تغلب گاؤں کی مسجد کے اندر داخل ہوتے ہیں۔ ظہر اور عصر کی نماز کو انجام دے کر باہر نکلتے ہیں۔ مسجد کے پہلو میں قبرستان تھا کہ یکا یک آبان ابن تغلب نے ایک ایسی آواز سنی کہ جیسے کہیں سے زمین کو پھاڑ دیا گیا ہو بے ساختہ غور سے دیکھا تو نظر پڑی کہ قبرستان کی ایک قبر درمیان سے پھٹ رہی ہے اور اس میں سے ایک شخص باہر نکل رہا ہے۔ اس کی حالت یہ کہ اس کا تمام جسم آدمیوں جیسا اور اس کا چہرہ

گدھے کی طرح ہے۔ تین مرتبہ کھڑے ہو کر گدھے کی طرح انتہائی تکلیف میں چیخا اور اس کے بعد اپنی قبر میں واپس چلا گیا۔ قبر بند ہو گئی۔ امامؑ کے ساتھی گھبرائے پریشان ہوئے کہ یہ کیا بات ہے اور اس میں زیادہ پریشانی یہ کہ اتنا بڑا واقعہ ہو گیا گاؤں کا کوئی شخص نہ آیا۔ مسجد سے نکلتے ہیں گاؤں والوں کے پاس جاتے ہیں۔ سوال کرتے ہیں اے گاؤں والو ابھی میں نے یہ واقعہ دیکھا۔ آخر یہ کیا تھا تو گاؤں والوں نے جواب دیا ہم تو اس کے عادی ہو چکے ہیں۔ یہ شخص درحقیقت شرابی تھا اور شرابی ہونا اس کا گناہ نہیں شراب پیا کرتا تھا۔ روزانہ جب بھی وقت آیا کرتا تھا تو اس کی ماں اس سے کہا کرتی تھی اور جا جا کر مسجد میں نماز پڑھ لیا کر۔ اور یہ اپنی ماں کو جواب دے کر ٹال جایا کرتا تھا۔ اے عورت زیادہ گدھے کی طرح نہ چیخ مجھے اپنا کام کرنے دے۔ جس کی وجہ سے غالبًا کیونکہ اپنی ماں کو گدھے سے نسبت دی۔ اس لئے غالبًا آخرت تک خدا نے اس کے لئے یہ عذاب مقرر کر دیا ہے۔ یہ امامؑ کے ساتھی کا واقعہ ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

اگر خدا کسی کے ساتھ ہو جائے

لا الہ کا مطلب کیا ہے ::

جو ہم لا الہ الا اللہ کہتے ہیں یہ لا الہ الا اللہ کیا ہے۔ یہ لا الہ الا اللہ ایسا نہیں کہ آپ ٹیپ ریکارڈر میں جیسے لا الہ الا اللہ بھر دیں بٹن دبایا ایک جملہ نکل آیا' بٹن دبایا ایک جملہ بند ہو گیا اس طرح سے ہمارے سینوں میں یہ جملہ نہیں بھرا ہوا ہے کہ ہم کو پتہ ہی نہ ہو کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں لا الہ الا اللہ ایک بہت بڑی بات ہے ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جب ہم کہتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جس کے سامنے ہم سر جھکائیں جس سے ہم ڈریں جس سے ہم خوف کھائیں تو اسی ایک جملہ میں پورے معاشرے سے جنگ کرنے کا اعلان چھپا ہوا ہے۔ تو آج کے بعد نہ ہم اپنے نفس کی بات مانیں گے نہ معاشرے کی مانیں گے نہ ہم اپنے دوستوں کی بات مانیں گے اور نہ ہم اپنے کاروبار یا ملازمت جہاں کر رہے ہیں۔ وہاں لوگوں کی بات نہیں مانیں گے نہ ہم دنیا کے کسی حکمران یا ڈکٹیٹر کی بات مانیں گے لا الہ الا اللہ یہ اس بات کا اعلان ہے کہ نہ سوائے خدا کے کسی سے ڈرتے ہیں اور سوائے خدا کے نہ کسی کے آگے ہماری پیشانی جھکتی ہے۔ وہ جو ایک حدیث کا جملہ ہے کہ کتنی بڑی کائنات کی حقیقت پوشیدہ ہے کہ جو اللہ سے ڈرا اس کے بعد اس کو کسی سے ڈرنے کی

ضرورت نہیں اور جو اللہ سے نہیں ڈرا وہ یہ نہ سمجھے کہ بڑا بہادر ہے پھر اسے ہر ایک سے ڈرنا پڑے گا۔ کبھی وہ اپنے دفتر والوں سے ڈرے گا۔ کبھی وہ اپنی دکان پر آنے والے گاہکوں سے ڈرے گا کہ وہ ناراض نہ ہوں کبھی۔ وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے ڈر جائے گا کہ ان کی بات نہ مانی تو یہ ہمارا بائیکاٹ کر دیں گے۔ کبھی وہ اپنی حکومت کے قانون سے ڈرے گا کبھی وہ سپر پاور سے ڈرے گا۔ ایک خدا سے جو نہ ڈرا اب اسے ہر ایک سے ڈرنا پڑے گا اور جو خدا سے ڈرا ایک ڈر تو اس کے دل میں آجائے گا اس کے بعد سارے ڈر اس کے دل سے نکل جائیں گے۔ کیونکہ اسے پتہ ہے کہ دنیا پوری اگر میری مخالف ہو جائے پوری دنیا بھی اگر میری دشمن ہو جائے تو مجھے کیا نقصان پہنچا سکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ میرے رزق کے ذریعے کو بند کر سکتی ہے یا زیادہ سے زیادہ میری جان لے سکتی ہے مگر اسے پتہ ہے کہ جس کے ساتھ خدا کی طاقتیں ہو جائیں اس کے بعد نہ کوئی ہمارا رزق بند کر سکتا ہے اور نہ جان لے سکتا ہے اس اعتبار سے کہ قرآن کریم کا ایک وعدہ ہے سورہ طلاق 65 واں سورہ ہے، 28 ویں پارے کے تقریباً آخر میں ہے اس کی دوسری اور تیسری آیت جس کے بارے میں پیغمبر کی حدیث ہے کہ کوئی آدمی کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہو جائے اور نماز صبح کے بعد 7 مرتبہ ان دو آیتوں کو پڑھے تو وہ خود دیکھے گا کہ کتنی جلدی اس کی یہ مصیبت اور پریشانی دور ہو رہی ہے اور خدا اس کی اس پریشانی کو کتنے جلدی راحت اور سکون میں بدل رہا ہے وہ کون سی دو آیتیں ہیں ''ومن یتق اللہ ''جو اللہ سے ڈرتا ہے یہ اسی آیت کا ترجمہ ہے۔'' یجعل لہ

مخرجاہ ''اللہ بڑی سے بڑی پریشانی میں بھی اس کے بچ نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دیتا ہے''ویرزقہ من حیث لا یحتسب ط''آیت کا ایک ایک لفظ اتنا قیمتی ہے اگر آپ اس پر غور کریں تو گھنٹوں گزر جائیں گے آیت کی معرفت حاصل کرنے میں اور اللہ اسے رزق دیتا ہے ایسے مقام سے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہاں سے بھی مجھے رزق مل سکتا ہے۔

فطرت بدل جاتی ہے اگر خدا چاہے::

''ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ''تو جو اللہ پر بھروسہ کر لے تو اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے ان اللہ بالغ امرہ ط کیونکہ اللہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اپنے ارادے کو پورا کر کے رہتا ہے''قد جعل اللہ لکل شئی قدراً''یہ دوسری بات ہے کہ اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک مقدار معین کی ہے کہ اتنے دنوں کے بعد آپ کا امتحان مکمل ہوگا لیکن اللہ پہ بھروسہ کرلو اللہ سے ڈر جاؤ اب تو یہ قرآن کی آیت آگئی جسے آپ کسی بھی پریشانی کے لیے سات مرتبہ نماز صبح کے بعد تلاوت کریں اور جب اس کام کو کرنے جائیں جس میں آپ گھبرا رہے ہیں اس وقت بھی اس آیت کی تلاوت کر کے داخل ہوں آپ دیکھیں گے کہ پیغمبرؐ کا وعدہ بھی ہے خود اس آیت میں بھی یہی پیغام دیا جا رہا ہے ہم تمہارے بچنے کا راستہ نکالیں گے ہم تمہارے رزق کا انتظام کریں گے ہم تمہارے مددگار بنیں گے اور ہم جو ارادہ کرلیں اس ارادے کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر رہتے ہیں۔تو یہ آیت ایک ایسی آیت

ہے جو پیغام دے رہی ہے کہ اللہ سے صحیح معنوں میں ایک آدمی ڈر گیا اور اللہ پہ بھروسہ کرلیا تو اب دنیا کی کوئی طاقت اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی اس لیے کہ اللہ جس کی سائیڈ میں آ گیا اللہ جس کی حمائیت میں آ گیا اللہ جس کا سپورٹر بن گیا اب اس کے لیے قوانین قدرت بدل جایا کرتے ہیں اللہ کی مدد تو لیجیے اگر اللہ کی مدد مل جائے تو ناممکن کام ممکن بن جایا کرتا ہے اگر اللہ کی مدد نہ ہو تو 2 جمع 4 کی طرح یقینی کام بھی ایک دم سے ختم ہو کے رہ جایا کرتا ہے۔ اللہ اگر کسی کا مددگار بنے۔ قوانین قدرت بدل جایا کرتے ہیں۔ مثلاً آگ میں جا کر بیٹھے گا تو آگ گلستان بنے گی ابراہیمؑ ہمارے سامنے ہیں پانی کا کام ہے ڈبونا اگر اللہ کسی کے ساتھ ہو تو موسیٰؑ کا لشکر اسی پانی میں سے گزر رہا ہے اور بڑے آرام سے گزر رہا ہے چھری کا کام ہے کاٹنا لیکن اگر اللہ کسی کے ساتھ ہو تو اسماعیلؑ کی گردن چھری تلے تو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا۔ یہ ساری مثالیں ہمارے سامنے ہیں اگر اللہ کسی کے ساتھ ہو تو ہاتھیوں کا کام ہے روند کے تباہ کر دینا اگر اللہ کسی کے ساتھ ہے تو کعبہ محفوظ ہے یہ ساری مثالیں ہمارے سامنے ہیں کہ اگر اللہ تمہارے ساتھ ہو جائے تو یاد رکھو قانون قدرت بدل جایا کرتے ہیں آگ ہوتی ہے جلاتی نہیں ہے پانی ہوتا ہے ڈبوتا نہیں ہے چھری ہوتی ہے مگر کاٹتی نہیں ہے ہاتھی ہوتے ہیں اور کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں اسی لیے تو اللہ اپنی قدرت دیکھاتا ہے

کبھی تکبر نہ کرو::

ایک عجیب بات بعض مورخین نے لکھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ جب ہم تاریخ پڑھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ چار بہت ہی بڑے طبیب گزرے ہیں میڈیکل سائنس کے ماہر ڈاکٹر سقراط تو اتنا مشہور ہے کہ آج بھی میڈیکل کالج میں اس کا حلف اٹھوایا جاتا ہے نئے ڈاکٹر سے۔اس کے علاوہ افلاطون فلسفی ہیں منطقی ہیں مگر ایک بہت بڑا حکیم بھی ہے ارسطو اپنے زمانے کا مانا ہوا طبیب ہے اور جالی نوس یہ سب یونانی حکماء ہیں اور یہ جتنے بھی حکیم ہیں ویسے تو یہ ہر بیماری کا علاج کر سکتے ہیں مگر ان میں سے ہر ایک کسی ایک ایک بیماری میں سپیشلسٹ تھے جیسے سقراط ٹی۔بی کی بیماری کا ماہر تھا افلاطون ہر بیماری کا علاج کرے گا لیکن ماہر تھا فالج کی بیماری کے علاج کا۔ارسطو ویسے تو ہر بیماری کا علاج کر سکتا تھا مگر ٹائیفائیڈ کی بیماری کے علاج میں اس جیسا کوئی طبیب نہیں گزرا۔اب عجیب بات ہے کہ جب تاریخ دانوں نے حالات پڑھے تو حیران ہو گئے سقراط کسی بھی بیماری میں مر سکتا تھا لیکن مرا وہ اسی ٹی۔بی کی بیماری میں کہ جس کا وہ سب سے بہترین طبیب تھا۔اور حالات میں ملتا ہے کہ جب وہ ٹی۔بی کی بیماری آخری سٹیج پر تھا اس کی اس وقت کی دوا دوسرے ٹی۔بی کے مریضوں کو فائدہ پہنچا رہی تھی اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔افلاطون کسی اور بیماری میں مر سکتا تھا مگر وہ مرا اسی فالج کی بیماری میں جس کا وہ اسپیشلسٹ تھا اور جب وہ فالج کی بیماری میں مبتلا تھا تو اس کی دوا دوسرے فالج کے مریضوں کو ٹھیک کر رہی تھی مگر وہ اپنا

علاج نہ کر پا رہا تھا۔ ارسطو جو ٹائیفائیڈ کی بیماری کا بہترین معالج تھا وہ اسی بیماری سے مرا دوسروں کا علاج اس بیماری میں بھی کر رہا ہے اور اپنا علاج نہیں کر پا رہا ہے۔ جالی نوس وہی اسہال کی بیماری میں مرا ہے اس بیماری میں وہ دوسروں کا علاج کر رہا تھا اور وہ ٹھیک ہو رہے ہیں مگر اپنا علاج نہیں کر پا رہا ہے۔ جو سب سے بڑا اسپیشلسٹ ہوتا ہے اسی کے اندر وہ ہمیشہ ٹھوکر کھاتا ہے نقصان اٹھاتا ہے۔ تو ایک چیز جو بار بار مومن سے کہی گئی اپنے علم پر اپنی معلومات پر دیکھیں یہ بات جب ہم کہتے ہیں تو دنیا مذاق بھی اڑاتی ہے اپنے میزائلوں پر اسلحوں پر کبھی بھی وہ تکبر نہ کریں نہ ہم ان چیزوں سے ڈریں اس لیے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہو گیا یہ ساری چیزیں بیکار ہو جائیں گی انسان اتنا طاقتور ہو کے بھی کتنا حقیر ہے آرمینیا میں زلزلہ آیا روس دنیا کی سب سے بڑی دوسری طاقت جو اپنے آپ کو خدا سے بڑا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کہاں ہے ذرہ بتاؤ لیکن وہ زلزلہ جس کے باعث مجبوراً کہنا پڑا روس کے حکمرانوں کو کہ انسان آج بھی کتنا مجبور ہے اپنے آپ کو اتنا طاقتور سمجھ کے اور جب کہ زلزلہ وہ چیز ہے کہ اکثر جانوروں کو پتہ چل جاتا ہے کہ زلزلہ آنے والا ہے آج بھی جدید ترین لیٹسٹ رپورٹ زلزلے کے بارے میں یہ نہیں جانتے ہیں۔ جانوروں کی حالت دیکھ کر بتایا جا سکتا ہے کہ فلاں علاقے میں بارہ گھنٹے کے اندر زلزلہ آئے گا کتوں کی حالت بدل جاتی ہے خرگوش کی حالت بدل جاتی ہے چوہوں کی حالت بدل جاتی ہے انسان کی بہترین سے بہترین چیز بھی نہیں بتا سکتی ہے کہ کب زلزلہ آئے گا محقق طوسی کا ایک واقعہ بڑا مشہور ہے محقق طوسی ہمارے بہت ہی

بڑے عالم ہیں اور وہ عالم ہیں جن کو ایک لقب ملا ہوا ہے ہماری طرف سے خیر لقب تو خاصا لمبا ہے تمام شیعہ علماء کی طرف سے کہ معصومین کے علاوہ سب سے زیادہ اگر کسی نے شیعت کو پھیلایا ہے تو وہ محقق طوسی ہیں ۔ محقق طوسی ہلاکو خاں کے وزیر اعظم تھے اور انہوں نے ہی ہلاکو خاں اور اس کے خاندان میں دین اسلام کو پہنچایا وہ ہلاکو خاں کا خاندان جو بعد میں ایسا مسلمان بنا کہ یورپ تک اسلام کو لے کر گئے ہیں وہ سارا کریڈٹ جاتا ہے محقق طوسی کو تبلیغ میں مبلغ اول کہلاتے ہیں ان سے زیادہ دین اہل بیت کی تبلیغ کسی نے نہیں کی ۔ غیر معصوم میں سے یہ محقق طوسی ہیں یہ اپنے زمانے کے فلکیات کے بہت بڑے ماہر تھے اور آج بھی مغربی دنیا جن تین یا چار مسلمان سائنسدانوں کو مانتی ہے ایک محقق طوسی ہیں اگر چہ یہ شیعہ عالم ہیں بلکہ فقہ پر اور تاریخ پر زیادہ ریسرچ کرنے کی بجائے انہوں نے علم نجوم علم فلکیات، علم ریاضی علم فلسفہ اور علم منطق میں زیادہ بحث کی ۔ بہت ہی بڑا اور بلند ان کا مقام ہے ان علوم کے اندر, آج بھی روس میں ان کی بنائی ہوئی چیزیں موجود ہیں کیونکہ پہلے روس مغلوں کے ہاتھ میں تھا ان کی بنائی ہوئی آبزرویٹری موجود جس پر چڑھ کر یہ چاند، سورج، مریخ اور عطارد کا جائزہ لیا کرتے تھے اور ایسا ان کا اکوریٹ حساب کتاب آج بھی سائنسدان حیران ہوتے ہیں کہ بغیر کسی آلات کے انہوں نے حساب کتاب کیسے لگایا ۔ تو خیر ان علوم کے مانے ہوئے ماہر تھے ایک مرتبہ سفر پر جا رہے تھے تو دوران سفر ایک چکی والے کے قریب سے ان کا گزر ہوا چکی والے ویرانے کے اندر چکیاں بنا کے رہتے ہیں اور وہی پہ گندم وغیرہ کو پیستے ہیں تو طریقہ

یہ ہوتا ہے کہ عام طور پر جنگلوں میں ویرانوں میں اور کوئی ملے یا نہ ملے چکی والا مل جاتا ہے جس کے گھر ایک رات انسان آرام کرسکتا ہے ان کو بھی شام ہوگئی اور آرام کرنا تھا قریب ایک چکی والا تھا چنانچہ محقق طوسی نے اس سے کہا یہ ایک دستور تھا چکی والوں کو بھی پتہ ہے کہ ہمارا مکان جو ہے وہ ساتھ ساتھ مہمانوں کے لیے بھی ہوتا ہے وہ بھی ان چیزوں کے لیے تیار ہوتے ہیں پہلے زمانے میں خیر مہمانوں کا بہت ہی احترام کیا جاتا تھا چنانچہ اس نے کہا ٹھیک ہے اگرچہ اسے پتہ نہیں کون ہے لیکن یہ اسنے کہا محقق طوسی سے کہ جب رات کے وقت محقق طوسی نے آرام کرنا چاہا صحرا کی راتیں بڑی ٹھنڈی اور پیاری ہوا کرتیں ہیں جتنے بدترین دن ہوتے ہیں صحرا میں اتنی ہی حسین رات ہوتی ہے۔ صحرا کی رات محقق طوسی نے چکی والے کے گھر کے باہر اپنا بستر لگوایا' کہا کہ رات کو میں باہر آرام کرتا ہوں اس نے کہا خیر آپ مہمان ہیں آپ کی مرضی لیکن آج رات تو بارش ہونے والی ہے اس لیے آپ گھر ہی میں آرام کریں تو بہتر ہے۔ محقق طوسی ہنسے' اور کہا آپ جاہل آدمی جسے کچھ ہی نہیں پتہ اور یہ فلکیات کے سب سے بڑے ماہر دوبارہ سارا حساب کتاب لگایا امپوسیبل بالکل ناممکن ہے بارش ہو ہی نہیں سکتی محقق طوسی پاکستان کے محکمہ موسمیات کی طرح نہیں ہیں کہ جو پیشن گوئی کریں اس کا الٹ ہو بلکہ یہ ماہر ہیں اپنے علم کے دنیا آج بھی ان کو ماہر مانتی ہے ایک مرتبہ کہا کہ ناممکن ہے حساب کتاب جو چاند سورج کی حرکت ہواؤں کا رخ یہ ساری چیزیں آج تو بارش ہو ہی نہیں سکتی اسنے ایک مرتبہ کہا کہ ٹھیک ہے آپ کی مرضی جو میرا اپنا اندازہ تھا میں نے آپ کو بتا دیا محقق طوسی

مسکرائے جس طریقے سے بڑے عالم تھے کہ بالکل چھوٹا سا جاہل نادان بچہ کوئی مسئلہ بتائے گا تو توہین تو نہیں کریں گے مسکرا کے اس کی بات کو ٹال دیں گے اور سو گئے۔ جب آدھی رات ہوئی تو ایک دم سے اتنی تیز بارش ہوئی کہ گھبرا کے گھڑے ہوئے دھڑ دھڑ بڑے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا، بڑی مشکل سے نکلا اور جب وہ لے کے گیا تو اس کا انداز تو ٹھیک ہوگا میں تو پہلے ہی آپ سے کہہ رہا تھا مگر آپ نے میری بات نہیں مانی، اور آپ اس کاغذ قلم کے پیچھے لگے رہے، آج تو بارش ہونا ہی تھی۔ اچھا محقق طوسی کو تجسس ہوا جہاں علم کی بات آتی ہے وہاں آدمی یہ نہیں دیکھتا کہ میری توہین ہو گئی ہے اور اپنی بات کو کسی طرح صحیح ثابت کروں اور دلیل بھی لے کے آجاؤ کہا کہ نہیں واقعاً تم نے صحیح کہا تھا مگر بتاؤ آپ کس طرح حساب کتاب لگاتے ہے تیرا طریقہ کار کیا ہے جیسے میتھی میٹکس میں فارمولے ہوتے ہیں میں نے تو یہ فارمولا اپلائی کیا تیرا فارمولا کیا ہے جس نے اتنے یقین کے ساتھ تجھے یہ بات بتا دی اس نے کہا۔

مجھے تو یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ ان الفاظ کا مطلب کیا ہے آپ کہہ کیا رہے ہیں محقق طوسی نے کہا میں معلوم یہ کر رہا ہوں کہ جب سارے حساب بتا رہے ہیں کہ بارش ہو ہی نہیں سکتی ایک تو وہ حساب ہوتا ہے کہ ففٹی ففٹی چانس ہے مگر حساب میں تو 100 پرسنٹ ہے کہ بارش نہیں ہوگی تم نے کیسے کہہ دیا تم نے کیسے حساب لگایا۔ اس نے کہا حساب کتاب تو میں کچھ نہیں جانتا ہوں میرے ہاں ایک طریقہ ہے کہ جب کبھی بارش ہونے والی ہوتی ہے اس دن میرے گدھے کے کان [illegible] ہو جاتے ہیں کتا

کبھی باہر رہنے کو تیار نہیں ہوتا آج شام کو میں نے دیکھا کہ گدھے کی وہی حالت ہے اور کتے کی وہی حالت ہے میں سمجھ گیا کہ یقیناً بارش ہونے والی ہے محقق طوسی نے فوراً کہا بے شک پروردگار نے انسان کو کتنا حقیر بنایا ہے کہ اتنا بڑا عالم جو آج تک ضرب المثل ہے جیسے آج کل کے دور میں کوئی آئن سٹائن کا واقعہ پیش کرے وہ محقق کا مقام ہے لیکن ایک گدھا اور کتا خدا کی طرف سے زیادہ طاقتیں رکھتا ہے اس لیے یہ علم یہ پیسہ یہ صلاحتیں سب بیکار ہیں جب خدا چاہے گا تو ایک کمزور ترین انسان سے ایک بہترین کام لے سکتا ہے اور اگر خدا نہ چاہے تو علم ہے تو دھرا رہ جاتا ہے ۔طاقت ہے تو دھری رہ جاتی ہے مال ہے تو دھرا رہ جاتا ہے بس ایک مرتبہ انسان یہ کوشش نہ کرے کہ دنیاوی طاقت ہی میرے پاس آئے ہاں میں یہ نہیں کہہ رہا کہ سب کچھ چھوڑ کر گھر میں بیٹھ جائے اسلام تو وہ دین ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ہے ۔ اگر تمہارے ہاتھ میں ایک کھجور کی شاخ ہے تم زمین میں بونا چاہ رہے تھے کوئی بھی فصل تمہارے ہاتھ میں بیج یا شاخ ہے کہ تم بیج بونا چاہ رہے ہو اور قیامت آجائے تب بھی تمہیں کوشش کرنا چاہیے جتنا ٹائم مل جائے اس بیج کو بو ضرور دو, تو جو کام ہے وہ ضرور کرنا ہے کبھی نہیں کہنا قیامت آگئی کس کے لیے بیج بونا ہے کون فصل یہ کھائے گا۔نہیں کام ضرور کرنا ہے چاہے قیامت کیوں نہ آجائے چاہے ناممکن ہی چیز کیوں نہ ہو رہی ہو۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ انسان یہ فلکیات اور میتھی میٹکس کو کونے میں رکھ کے گھر میں ایک گدھا پال لے' کہ بس اسی سے گزارہ کرنا ہے اپنی صلاحیتیں بڑھانا ہے مگر یہ ذہن میں رکھنا ہے کہ بہر حال خدا کی طاقت سب سے

زیادہ ہے اگر خدا چاہے تو سارے علم بیکار ہو جاتے ہیں اور اگر خدا کی خواہش نہ ہو تو انسان کتنا ہی زور کیوں نہ لگا دے وہ ناکام ہو کے رہ جاتا ہے۔

یقین کامل ہو تو خدا مدد کرتا ہے::

ایک واقعہ" جسے امام جافعی نے رمعن الریاحین میں لکھا ہے یہ اس قسم کے واقعات تو بہت ہوتے ہیں۔ مگر میں اس لیے لکھ رہا ہوں تا کہ آپ کو اندازہ ہو جائے کہ جب خدا مدد کرنے آتا ہے اور اگر انسان کا خدا پر یقین کامل ہو خدا کے اوپر یہ دنیاوی دولت، پیسہ یہ طاقت یہ سب بیکار ہے اصل چیز خدا ہے جب یقین کامل ہو تو اس طرح سے خدا اچھائی میں سے خرابی کو نکال دیتا ہے اور میں یہ واقعہ لکھنے سے پہلے بہت ہی زیادہ احتیاط کے ساتھ ایک بات کہوں۔ نہ ہمارے پاس کوئی وسائل تھے نہ ہمارے پاس کوئی طاقت تھی نہ ہی ہمارے پاس کوئی پلاننگ تھی اور نہ ہی اس وقت ہمارے پاس کوئی اچھا مرکز تھا لیکن آج سے پانچ سال پہلے اتنے مصائب, اور اس انداز سے, حکومت وقت کی مخالفت اور غنڈوں اور بدمعاشوں اور منشیات فروشوں کے ہاتھ میں اسلحے دے کر جس طرح سن 83 میں شہر کراچی میں صاحبان ایمان کی بستیوں کو اجاڑا گیا جس طریقے سے مسجدوں اور امام بارگاہوں کو نظر آتش کیا گیا تھا ۔ اتنے زیادہ مومنین کے حوصلے پست ہوئے اس طریقے سے ہر ایک کے چہرے پر افسردگی چھائی ہوئی تھی اور اس طریقے سے ہر ایک یہ سوچ رہا تھا کہ حکومت ہمارے خلاف ہے حکومت نے باقاعدہ طور پر ایسے لوگوں کو سامنے کیا کہ جن کا کام ہی یہی

تھا ظلم وتشدد اپنے مفادات کی خاطر اس طریقے سے قتل عام کرنا اور اس کے بعد کچھ بھی نہیں تھا نہ کوئی وسیلہ اس وقت تھا اور نہ اب ہوسکا لیکن پھر ہم نے دیکھا کہ صرف دعا کا سہارا تھا دعائیں لوگوں نے مانگی ہیں اور گڑگڑا کے مانگی ہیں خلوص دل کے ساتھ مانگی ہیں خواتین نے گھروں کے اندر منتیں مانی ہیں اور نتیجہ کیا نکلا چند سال کے اندر ایسا انقلاب آ گیا کہ ان کا نام ونشان تک مٹ گیا جو یہ سمجھ بیٹھے کہ اب نہ کراچی میں کوئی مجلس ہوگی نہ کوئی جلوس نکل سکے گا اور نہ کوئی عزاداری ہوگی بغیر کسی ہماری محنت وکوشش کے پروردگار نے ایک ایسا انقلاب عظیم برپا کردیا ہے کہ اگر انسان مکمل بھروسہ خدا پر کرے تو ایسا ہی آنکھوں دیکھا انقلاب ہے یہ کوئی 50,100 یا 200 سال پہلے کی بات نہیں کہ اس وقت سمجھدار تھے ان کو معلوم تھا کہ کیا حالت ہوگئی تھی صاحبان ایمان کی اور آج کیا حالت ہوگئی ہے کہ وہی سب سے بڑے دشمنی کے جو مراکز تھے ان لوگوں کا نام ونشان مٹ گیا ہے اور آج انہی مقامات سے الحمد للہ پہلے سے زیادہ شان وشوکت کے ساتھ ہر جگہ محبت اہل بیت کے مظاہر نظر آ رہے ہیں خدا پر انسان کا اگر مکمل بھروسہ ہو وہ جو ہے "یخرج الحی من المیت یخرج المیت من الحی "مردے میں سے خدا بھی زندگی نکال دیتا ہے جیسے امام جافعی نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک بادشاہ وقت نے بادشاہوں کے شوق تو آپ کو معلوم ہیں' کیا شوق ہوتے ہیں۔ چنانچہ جواہرات کا بڑا شوق تھا یمن کے اس بادشاہ کا یہ واقعہ ہے اسلام کے بعد کا چھٹی یا 7 ویں ہجری کا بڑا شوق تھا اسے جواہرات کا موتیوں کا اس کے دربار میں ایک دفعہ ایک آدمی ایسا موتی لے کے آیا

بہر حال وہ تو فارسی کا محاورہ بھی ہے کہ جوہر کی یا گوہر کی قدر بادشاہ جانتا ہے یا جوہری جانتا ہے، بادشاہ کھڑا ہوا موتی اٹھایا اور اسے دیکھا اور ایسا قیمتی موتی عظیم الشان بے نظیر اس جیسا کوئی تھا ہی نہیں اس ثانی ہی نہیں وہ واحد یکتا موتی اس کی جوڑی بن ہی نہیں سکتی بہت ہی پسند آ گیا منہ مانگی قیمت دے کے خرید لیا۔ یہ چیزیں اس لیے خریدی جاتی ہیں کہ حکمران اپنے آپ کو دوسرے حکمرانوں سے بڑا ظاہر کر سکیں بادشاہوں میں اس زمانے میں کمپٹیشن چلتے تھے چنانچہ اس بادشاہ نے بھی بہانے سے دس، دس، بارہ دن کے بعد کبھی برابر کے حکمران کو بلایا اور اس کو یہ ایز ڈیکوریشن ہیں یا اپنی حکومت کے پرائڈ کے طور پر یہ چیزیں دیکھایا کرتا تھا یہ ایک طریقہ تھا جو بہت زیادہ رائج تھا چنانچہ تاریخ کے اوراق میں آپ کو ملیں گے کہ مغل بادشاہوں نے اور ایران کے بادشاہوں میں اس قسم کا کتنا کمپٹیشن چلتا رہتا تھا تو خیر یہ بہت ہی قیمتی موتی تھا بادشاہ نے دیکھا اپنے غلاموں میں سے ایک انتہائی وفادار کہا کہ یہ موتی میں خزانے میں بھی رکھنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا ہوں اتنا قیمتی موتی اور اس کی کوئی اور جوڑی بھی نہیں ہے کہ یہ ٹوٹ جائے اور دوسرا مل جائے یہ یکتا موتی ہے چنانچہ یہ میں تمہارے پاس رکھواتا ہوں تم پہ مجھے پورا بھروسہ ہے لیکن یہ یاد رکھنا ہے بہت قیمتی موتی اگر اسے ذرہ بھی خراش آئی تم بھی جاؤ گے تمہارے زن بچہ سب کے سب ختم کر دیئے جائیں گے تمہارے مکان کو اُکھاڑ کے پھینک دیا جائے گا تمہارے خاندان کا نام ونشان تک اس دھرتی سے مٹ جائے جو بچوں کی کہانیوں میں بعض اوقات جملے آتے ہیں وہ بادشاہ کہا کرتے ہیں یہ اتنی بڑی

ذمہ داری ہے تو اتنی ہی بڑی سزا بھی ہے خیر حکم حاکم ہے غلام نہیں کہہ سکتا کہ میں رکھنے کو تیار نہیں ہوں رکھنا تو تھا' وہ موتی اب جان سے زیادہ عزیز ہو گیا اور بادشاہ نے اس کی تمام اور مصروفیات ختم کرا دیں ہر دس دن کے بعد ۱۲ دن کے بعد ایک قاصد آتا ہے محل سے کہ لاؤ وہ موتی لے کے جاتا ہے یہی ملازم اور پھر واپس لے کے آتا ہے ایک مرتبہ اس کے بچے کی نگاہ پڑی۔ اس نے لینے کی ضد کر دی' اب نا سمجھ بچہ ہے کیا کہیں کیا سمجھائیں مارنا پیٹنا بھی بیکار رہے جتنا ماریں وہ اور روئے آخر ڈرے ڈرتے یہ موتی اس کے ہاتھ میں بہت محفوظ جگہ بیٹھا کے دے دیا لیکن بہر حال جو ہونی ہے وہ ہو کے رہتی ہے کھیلتے کھیلتے ایک مرتبہ اس کے ہاتھ سے یہ موتی پھسلا اور زمین پہ گر کے چکنا چور ہو گیا بس جب یہ حالت دیکھی تو ان لوگوں کی بڑی عجیب کیفیت و حالت ہو گئی وہ جتنے بھی ٹکڑے تھے جلدی جلدی جمع کیے لیکن کیا حالت ہو گی یہ آج کل کا جمہوری زمانہ نہیں ہے کہ آدمی کے پاس ایک طاقت ہوتی ہے وہ اخبارات میں اپنا موقف پیش کر سکتا ہے اسمبلی کے ممبران سے بات کر سکتا ہے کچھ اور نہ ہو تو بینر لے کر روڈ تو بند کر سکتا ہے یہ سب تو ہوتا نہیں یہ تو حکم حاکم ہے یہاں تو زبان نہیں کھول سکتا بھاپ نہیں نکال سکتا اور پتہ ہے جو حاکم نے کہا ہے اس پر عمل کر کے رہے گا۔ اور یہ کتنے دن کی بات ہے دس بارہ دن کے بعد تو قاصد ضرور آئے گا اب کس طرح اس کے دن و رات گذر رہے ہیں اندازہ کر سکتے ہیں وہ صاحبان ایمان جن کا کبھی کسی ظالم سے ٹکراؤ ہوا ہو۔ اب عجیب حالت ہے اس کے پڑوس میں ایک بیچارہ مومن رہا کرتا تھا اس نے جب اس کا اتنا برا حال دیکھا پوچھا

بھئی پڑوسی کا حق ہے کیا بات ہے اچھا یہ کسی سے کہہ بھی نہیں سکتا ورنہ یہی ڈر ہے کہ
جو بات دس دن بعد کھلنا ہے کہیں جلدی نہ کھل جائے انسان تو یہی چاہتا ہے کہ جتنا
اس مصیبت کو ٹال سکتا ہے اتنا اس مصیبت کو ٹالے جب مومن نے بہت اصرار کیا تو
مجبوراً بتایا کہ یہ ماجرہ ہے پیغمبر اسلامؐ کی حدیث کے حوالے سے مومن نے کہا کہ
سورہ طلاق کی ان دو آیتوں کا یہ عمل کرو' یہ دو آیتیں تم روزانہ نماز کے بعد پڑھنا اور
جب اس موتی کو منگوایا جائے تو اس وقت تو ضرور یہ آیتیں پڑھنا پیغمبر کی حدیث
ہے اور پنجتنؑ کا نام لینا یہ مجرب ترین اعمال میں سے دو عمل ہیں پھر تم دیکھنا کہ کس
طرح تمہاری پریشانی دور ہو گی۔ اس ملازم نے کہا کیا حماقت کی باتیں کرتے ہو یہ
دعا کا وقت تو گزر گیا یہ دعا اس وقت مانگنا چاہیے تھی جب موتی نہیں ٹوٹا تھا اس
وقت تو کوئی توجہ نہیں دی اب فائدہ کیا کیا دعا مانگنے سے ٹوٹا ہوا موتی جڑ جائے گا
موت کو تو آنا ہی آنا ہے مرنا تو ہے اس نے کہا بہر حال مرنا ہی ہے تو اس عمل کے
کرنے میں نقصان کیا' یہ اسکی بات سمجھ میں آگئی اس نے کہا اچھا ٹھیک اب دو دن
چار دن تو کہا جاتا ہے بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی وہی منزل آگئی کہ ایک
دن وہی قاصد آ رہا ہے جو ہمیشہ اس موتی کے لیے آیا کرتا ہے جیسے ہی اس کو
دروازے پہ کھڑا دیکھا اب تو جان نکل گئی جتنا ہم سوچ رہے تھے کہ بلا ٹل جائے گی
چلو دو دن بعد تین دن بعد مصیبت سر پر آن کھڑی ہوئی کیا کریں اب منع تو کر نہیں
سکتے بہر حال ملاقات تو کرنا ہے بادشاہ کا قاصد ہے سورہ طلاق کی دوسری اور تیسری
آیت جس کا میں بار بار ذکر کر رہا ہوں یہ آیت پڑھتے ہوئے اور پنجتنؑ کا نام لیتے

ہوئے دروازہ کھولا قاصد کھڑا ہے گھبرا کے کہا کہ بادشاہ نے تجھے موتی کے لیے بھیجا ہوگا قاصد نے کہا ہاں ہاں موتی کے لیے بھیجا ہے لیکن تجھے کیسے پتہ چلا۔اب اور سوچا میں نے سورہ طلاق کی دو آیتیں پڑھ کے اور پنجتن کا نام لے کے دروازہ کھولا تب بھی کیا فائدہ ملا مجھے قاصد تو لینے آ گیا۔ایک احتمال تھا شاید آج کسی اور کام سے آیا ہو مگر اس نے تصدیق بھی کر دی کہ موتی کے لیے آیا ہوں کہا بس ٹھیک ہے میں تیار ہو جو سزا ملنا چاہے ملے ایک مرتبہ قاصد نے کہا کیا بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو بہت تھوڑا سا ٹائم ہے بہت ہی ایمرجنسی کا مرحلہ ہے بادشاہ نے فوری پیغام بجوایا ہے بادشاہ کی ایک ہی بیٹی ہے وہ بیمار پڑی ہے اور اس وقت مرنے کے قریب پڑی ہے طبیبوں نے کہا ہے کہ وہ فلاں موتی اگر اسے پوڈر بنا کے کھلایا جائے تو وہ فوراً ٹھیک ہو جائے گی بادشاہ نے کہا ہے جتنے جلدی ہو سکے اس موتی کو پوڈر بنا کے سفوف بنا کے جلدی لاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری بیٹی مر جائے اب بادشاہ کی اکلوتی بیٹی اب اس کی کیا حالت ہوگی یہ بھی آپ کو پتہ ہے یقین نہیں آ رہا تھا میں اپنے کانوں میں کیا سن رہا ہوں یہ کیا ہو گیا کہ جس موتی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا وہی حکم آ رہا ہے کہ جان کے بچانے کے لیے دوا کے طور پے لے جانا ہے۔ایک مرتبہ شکر کا سجدہ کرتے ہوئے چلا اور وہ قرآن کی آیت یاد آ گئی کہ بھی وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جن کے لیے اللہ برائیوں کو اچھائیوں میں بدل دیتا ہے' اگر اللہ پر اتنا یقین کامل ہو کہ بالکل ناممکن چیز ہو لیکن آپ کہیں میں تو دعا مانگوں گا اللہ چاہے تو ناممکن کو ممکن بنا دے جیسے قرآن نے کہا ابراہیم کی عمر 120 سال ہے سارہ کی عمر 91 سال کی

عورت کے ہاں اولاد کیسے ہو سکتی ہے مگر ابراہیم نے کہا کہ میں دعا کا سلسلہ نہیں بند کروں گا پروردگار تو ناممکن کو ممکن بنایا کرتا ہے اور ناممکن ممکن بن گیا جناب ذکریا کی عمر 99 سال اور ان کی بیوی کی عمر 96 سال تھی مگر آپ دیکھیں سورہ مریم کے شروع میں ذکریا دعا ضرور کرتے رہے تو یہ جو ہمارے ہاں ایک کوتاہی آجاتی ہے کہ اگر کوئی ایسا ناممکن کام لگے مثلاً طبیب نے کہہ دیا ہے کینسر کی آخری ڈگری دعا تو مانگتے ہیں ایک رسمی دعا ہوتی ہے کہ بھئی التماس دعا کر دیجئے لیکن دعا اس طرح ہوتی ہے کہ بھئی ہمیں تو پتہ ہے کہ بچنا نہیں ہے تمام میڈیکل سائنس جواب دے چکی ہے یہ خیال ہی کیوں آپکے دل میں آ گیا جہاں یہ خیال آیا وہی ناکامی ہوگی پورے یقین کے ساتھ کہ اب تو یقیناً یہ وقت دعا ہے اور اگر دعا ہو جائے تو ساری میڈیکل سائنس دھری رہ جائے گی۔ ساری دنیا کے اسلحے دھرے رہ جائیں گے ناممکن کام ممکن ہو جائے گا۔ تو جب اللہ پہ بھروسہ اتنے بڑے بڑے مقامات پر کام آتا ہے تو تعجب ہوتا ہے اس مومن کی عقل پر دیکھیں ناممکن ممکن ہو جاتا ہے اگر دعا اور اللہ پر یقین کامل ہو تو تعجب ہوتا ہے اس مومن پر جو اس لیے مال دنیا کو بچاتا ہے کہ میں خمس نہیں نکالوں گا خمس نکال لیا تو وہ جو فلیٹ بنانا ہے اس میں کمی آجائے گی پیسے کہاں رہے خمس نہیں نکالوں گا بیٹی کی شادی کے لیے پیسے رکھے ہیں تو یہ پیسے کہاں رہے خمس نہیں نکالوں گا اتنی مشکل سے تو بڑھاپے کے لیے پیسے جمع کیے ہیں اتنا زیادہ ایک بٹہ پانچ حصہ نکل جائے پھر میرا گزارہ کس طرح سے ہوگا ارے تو نے کیا کلمہ لا الہ الا اللہ کا پڑھا ہے ارے کیا تو نے خدا کو سمجھا ہے مال دنیا تجھے خدا پر بھروسہ نہیں آرہا اور خدا

تو کہتا ہے مجھ پر ایسا بھروسہ کرو کہ ناممکن میں بھی بھروسہ کرو کہ خدا ممکن بنا دے گا۔

آلِ محمدؑ کسی کا حق نہیں رکھتے ہیں::

آگ پر بیٹھو تو بھروسہ کرو کہ خدا آگ میں سے جلان کی طاقت کو ختم کر دے گا اور تم پیسے کے بارے میں شک میں پڑ رہے ہو کہ خمس دے دیں تو کیسے دیں اتنا سارا پیسہ ایک دم سے نکل جائے گا۔ باقی تو ایسی چیزیں ہیں بندے کا اللہ سے معاملہ ہے خمس تو وہ ہے جس کے بیچ میں تو اہل بیتؑ کا تعلق بھی ہے ایک تو خدا کا بھی وعدہ ہے اور ایک تو اہل بیتؑ کا بھی وعدہ ہے کہ خمس تم ہمارے نام پہ دے رہے ہو۔ دے خدا کے لیے رہے ہو۔ خدا پر بھروسہ ہو یا تو آلِ محمدؑ بھی بیچ میں داخل ہو جاتے ہیں کیا خمس نہ نکالنے والا آلِ محمدؑ پر شک نہیں ظاہر کر رہا' کہ مولا میں آپ کو اتنا خمس دے تو دوں گا پتہ نہیں مجھے اس سے فائدہ ہو یا نقصان ہو یہ تو آلِ محمدؑ پر بھی شک ہو گیا خدا پر تو ہوا ہی ہوا لیکن ان آلِ محمدؑ پر بھی شک ہو گیا جن کی محبت اور معرفت کو مومن عین ایمان سمجھتا ہے۔ یہ کیا معرفت ہوئی کہ آلِ محمدؑ کا حق نکالتے وقت اس سے گھبرائے کہ پھر مکان نہیں بن پائے گا پھر بیٹیوں کی شادی نہیں ہو پائے گی' پھر بڑھاپے میں گزارہ نہیں ہو سکے گا' اور کون آلِ محمدؑ آلِ محمدؑ کون جن کا طریقہ کار یہ تھا عام حالت کو چھوڑیں مصیبت اور پریشانی کے اندر بھی وہ اپنی خدمت کرنے والے کو فراموش نہیں کرتے اور ہم جیسے جو خلوص کے ساتھ آلِ محمدؑ کا حق ادا کر رہے ہیں آلِ محمدؑ ہمارا پیسہ اس لیے لیں گے کہ ہم کو غربت میں مبتلا کریں۔ دیکھیں اللہ کی بات ذہن میں

رکھیے وہ اپنی جگہ آل محمدؐ کیا ہم نے آل محمدؐ کی سیرت کا یہ رخ نہیں دیکھا کہ اگر
پیاسے بھی ہوں پہلے دوسرے کو پانی پلاتے ہیں بھوکے بھی ہوں پہلے دوسرے کو کھانا
کھلاتے ہیں لباس کی ضرورت بھی ہو تو پہلے دوسرے شخص کو لباس دیتے ہی ایک عام
شخص پر ان کی اتنی مہربانی تو ان کا مومن جوان کے نام پر خمس دے رہا ہے اسے کیسے
بھول جائیں گے یہ اہل بیتؑ کے طریقے کے خلاف ہے۔ چلو ایک بار کوفے کے
بازار کا جائزہ لے لیں بازار کوفہ گواہی دے رہا ہے کہ آل محمدؐ کس طرح اپنے ماننے
والوں کا حق ادا کیا کرتے ہیں بازار کوفہ پورے کربلا کے واقعے میں مشکل ترین
مرحلہ ہے سید سجادؑ کربلا میں کم روئے ہیں اور کوفہ اور شام میں زیادہ روئے ہیں
۔ پیغام آگیا ابن زیاد کا اے عمر ابن سعد اس لٹے ہوئے قافلے کو روک دو ابھی
دربار کی سجاوٹ نامکمل ہے مگر دیکھو کسی ویرانے یا جنگل میں نہ روکنا بلکہ بھرے بازار
میں روکنا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ رسولؐ زادیوں کا تماشا دیکھیں وہ بیبیاں جن
کے بالوں پر سورج کی روشنی بھی کبھی نہیں پڑی اس وقت مجمع عام میں کھڑی ہیں کیا
حالت ہوگی کیا کیفیت ہوگی جھکا ہوا سر اور ایک مرتبہ ان نبی زادیوں کا تماشا دیکھا
جارہا ہے اعلان ہو رہا ہے ہذا الصبایا من بنات رسول اللہ اے دنیا والے دیکھ لو یہ
رسول کی بیٹیاں ہیں جو تمہارے درمیان قیدی بن کے آئی ہیں۔ اور زینبؑ کا اونٹ
ایک ایسے مکان کے سامنے رکا جہاں ایک مومنہ ام حبیبہ رہتی تھی۔ جس کے کان تک
نہ اطلاع پہنچی نہ اعلان پہنچا کہ یہ کون بیبیاں ہیں اس کو تو حاکم کا یہ حکم پتہ چلا کہ
خبردار کوئی مرد گھر میں نہیں بیٹھ سکتا ہے کوئی بچہ پرانے کپڑے نہیں پہن سکتا ہے کوئی

عورت مکان کے اندر نہیں رہ سکتی۔ مردوں کو سڑکوں پہ آنا ہے عورتوں کو چھتوں پہ جانا ہے
تا کہ زیادہ سے مجمع زیادہ یہ منظر دیکھے۔ وہ آکے بیٹھی ہے اپنے مکان کی چھت پہ اس کی
نگاہ پڑی کہ ایک بی بی ہے جس نے اپنا چہرہ بالوں سے چھپایا ہوا ہے اور گود میں ایک ننھی
سی بچی ہے جس کے زخمی کان تو یہاں سے بھی نظر آ رہے ہیں اور گال پہ طمانچوں کے
نشان بھی نمایاں ہیں وہ بچی سر اٹھاتی ہے اور کہتی ہے پھوپھی اماں یہ سب تو میرے نانا کے
ماننے والوں کا شہر ہے یہاں بھی مجھے کوئی پانی نہیں دے گا۔ کربلا میں تو سب دشمن تھے مگر
یہاں تو مسلمان کھڑے ہیں رسولؐ اور اللہ کا نام لبوں پہ آ رہا ہے ہائے زینبؑ تسلی بھی نہیں
دے سکتی ہیں عباسؑ و اکبرؑ زندہ ہوتے تو انہی کا نام لے کر تسلی دیتیں اب تو تسلی بھی نہیں
دے سکتی ہیں، مگر ام حبیبہ مومنہ ہے یہ منظر دیکھا تڑپ اٹھی مجھے نہیں پتہ یہ بی بی کون ہے۔
لیکن بہر حال وہ دوڑ کے گئی پانی کا جام لے کر آئیں۔ کہا یہ لو بچی پانی ایک مرتبہ سکینہؑ نے
ہاتھ بڑھا کے پانی لیا اس لیے کہ پانی لینا شان اہل بیتؑ کے خلاف نہیں ہے حسینؑ بھی علی
اصغرؑ کے لیے پانی کا سوال کرنے آئے تھے۔ ایک مرتبہ پانی لیا ہونٹوں کے قریب پانی
پہنچا نفسیات کا مسئلہ ہے کہ پیاس کی حالت میں پانی آ جائے تو پیاس اور بڑھ جاتی ہے
سکینہؑ تو بہت دنوں سے پیاسی ہے 7 محرم کو جو پانی بند ہوا تو اب تک کسی نے سکینہؑ کو
پورے طریقے سے پانی نہیں پلایا اور اب جو پانی کا کوزا سامنے آیا پیاس اور بڑھ گئی ایک
مرتبہ ہونٹ مس بھی ہو گئے مگر اس مومنہ کی آواز آئی اے بچی پانی پینے کے بعد میرے حق
میں دو دو دعائیں کر دینا کیونکہ میں نے سنا ہے خدا یتیموں اور قیدیوں کی دعا کو بہت جلد سنا
کرتا ہے ہائے سکینہؑ بہت کم سن ہے بہت چھوٹی ہے لیکن ہے تو مشکل کشاء کی پوتی
ہونٹوں کے قریب آنے والے جام کو دور کر دیا پیاس کی حالت میں ہے اور بچے

کی پیاس کس طرح تڑپ کے بچہ بڑھتا ہے مگر یہ اہل بیتؑ کا گھرانہ ہے یہ مشکل کشاء کی اولاد ہے سکینہؑ پہلے تیری حاجت پوری کرے گی پھر اپنی پیاس بجھائے گی جن آل محمدؐ کی شان یہ ہے ان آل محمدؐ کے ماننے والے کہتے ہیں ہم خمس نہیں دیں گے کہیں پیسہ کم نہ ہو جائے کہیں بڑھاپے میں کم نہ ہو جائے کہیں بیٹیوں کی شادی نہ رہ جائے ارے سکینہؑ پیاس کے عالم میں اپنی پیاس کو نہیں بجھا رہی پہلے خدمت کرنے والی کا حق ادا کر رہی ہے۔ اس نے پانی پیش کیا ہے پہلے اس کا حق ادا کر دے بتا تو سہی تیری پہلی دعا کیا ہے کہا پہلی دعا تو یہ ہے اور یہ دعا ابھی اس کے ذہن میں آئی کہ میرے بچوں کو خدا اس طرح سے یتیم آسیر نہ کرے ہائے سکینہؑ خدا معلوم کس طرح سے دعا مانگی ہوگی شاید ہاتھوں کو جوڑ کے بھی کہا ہوگا پروردگارا میرے بابا کے کٹے ہوئے سر کا واسطہ جس طرح سکینہؑ یتیم و قیدی ہوئی ہے اس طرح اس کے بچے یتیم و قیدی نہ ہونے پائیں اور ہاں تیری دوسری دعا کیا ہے کہا بس ایک تمنا اب باقی ہے مرنے سے پہلے ایک مرتبہ مدینے کی زیارت کرلوں سکینہؑ تو دعا میں لگیں مگر کونے میں اپنے شہر کا نام سن کر زینبؑ چونکیں کہا مدینہ مدینہ کس لیے جانا چاہتی ہے کہا مدینہ میرے آقا علیؑ کا شہر ہے میری شہزادی فاطمہؑ کا وطن ہے زینبؑ نے کہا مگر علیؑ اب تو علیؑ نہیں ہیں اب تو فاطمہؑ نہیں ہیں کہا تو کیا ہوا علیؑ کا بیٹا اور میرا آقا حسینؑ تو ہے فاطمہؑ کی بیٹی اور میری شہزادی زینبؑ تو ہے اپنی شہزادی کو ملنے جاؤں گی اپنا نام سنا چونک کے سر اٹھایا زینبؑ کیا تو زینبؑ کو پہچانتی ہے بڑے فخر سے کہا ارے کیا سوال کیا ہر سال اپنی بی بی کی زیارت کو جاتی تھی بس اتنا سنا تھا زینبؑ نے دائیں بائیں دیکھا کوئی نامحرم متوجہ نہیں ہے بالوں کو تھوڑا سا ہٹایا اے ام حبیبہ دیکھ مجھے غور سے دیکھ لے میں ہی فاطمہؑ کی بیٹی زینبؑ ہوں جو تیرے شہر میں آئی ہوں۔

ایک روپیہ ایک لاکھ سے بڑا ہو سکتا ہے

قیامت والے دن دو گروہ زیادہ پریشان ہوں گے ::

ایک مرتبہ کسی نے جا کے مولاؑ سے سوال کیا تھا' یا امیر المومنینؑ میدان قیامت کے بارے میں ہم یہ مسلسل سنتے رہتے ہیں کہ قیامت کے دن اکثریت لوگوں کی پریشان ہوگی' اور ایک ایسی پریشانی ہوگی کہ لوگ اس کا ذمہ دار اپنے آپ کو قرار دے رہے ہوں گے' انسان کی فطرت کے خلاف ہے کبھی اپنی غلطی کو ماننا۔ کوشش کرتا ہے انسان کہ جتنا ہو سکے اپنی کوتاہیوں کا بھی ذمہ دار کسی اور کو ٹھہرائے۔ لیکن میدان قیامت وہ دن ہے جس دن تمام چھپی ہوئی چیزیں ظاہر ہو جائیں گی۔ ہر انسان کو معلوم ہو جائے گا کہ جو کچھ بھی اس وقت مجھ پر گزر رہی ہے اس کا ذمہ دار میں خود ہوں۔ تو ہر انسان پچھتا رہا ہوگا راوی نے پوچھا کیا مولا اس میدان میں سب کا پچھتاوا برابر ہوگا یا اس میں بھی فرق ہوگا۔ کہا مولاؑ نے نہیں اس میں بھی فرق ہوگا۔ کسی کو کم پچھتاوا ہوگا' تو کسی کو زیادہ' راوی کہتا ہے مولا پھر اتنا بتا دیجئے کہ میدان قیامت میں سب سے زیادہ کون پچھتا رہا ہوگا۔ تو مولاؑ نے نہ فرعون کا نام لیا' نہ نمرود کا' اور نہ شداد کا' نہ یزید کا' تذکرہ ہوا نہ اس کے گھرانے کا مولاؑ نے فرمایا میدان قیامت میں سب سے زیادہ پچھتانے والے دو گروہ ہوں گے۔ ایک طرح سے فرعون سے بھی

زیادہ ایک طرح سے نمرود سے بھی زیادہ اس لیے کہ فرعون اور نمرود کو پتہ ہے جو ہم نے کیا اس کی سزا ہم بھگت رہے ہیں۔ لیکن یہ دو گروہ تو سب سے زیادہ پچھتا رہے ہوں گے۔ العلماء والاغنیاء ایک صاحب علم اور ایک صاحب دولت۔ صاحب علم سب سے زیادہ پچھتائے گا وہ کب پچھتائے گا جب اس کو معلوم ہو گا کہ جن کو میں درس دیتا تھا جو میری باتوں پہ عمل کرنے والے تھے وہ تو میری وجہ سے جنت میں جا رہے ہیں' اگر میں درس نہ دینے آتا' اگر میں ان کو حقائق نہ بتاتا' اگر میں منبر سے مجلس نہ پڑھتا' اگر میں کتابیں نہ لکھتا' اگر میں مہراب سے مسئلے نہ بتاتا' تو انہیں نہ نماز کا پتہ نہ روزے کا پتہ نہ خمس کا پتہ نہ حج کا پتہ نہ حقوق اللہ کا پتہ اور نہ حقوق الناس کا پتہ۔ وہ جہنم میں جاتے میری تقاریر سے وہ سنور گئے اور جنت میں جا رہے ہیں۔ لیکن دوسروں کو تو میں بتاتا رہا ہوں لیکن اپنی باتوں کو اپنے اوپر میں نے کبھی نافذ نہ کیا۔ اور دوسرا یہ تو عالم کا پچھتاوا ہو گا اور دوسرا گروہ ہے صاحبان مال اور صاحبان دولت کا ان کی تفصیل بھی مولانے اسی طرح بیان کی کہ ان کو بلایا گیا میدان قیامت میں۔ بارگاہ الٰہی میں ان کا کیس رکھا گیا پورے نامہ اعمال کو کھولا گیا۔ ایک عجیب ڈائری کھلے گی میدان قیامت میں کہ قرآن کہتا ہے کہ مومن یا انسان گھبرا کے کہے گا کہ کتنی عظیم ڈائری ہے کہ جس کے اندر چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی نظر انداز نہیں کیا گیا' تو خیر اس کے بعد اس صاحب دولت کو مطمئن کیا جائے گا کہ اگر تجھے جہنم میں بھیجا جا رہا ہے تو اس کا حق دار ہے۔ میدان قیامت میں عدل ایسا ہو گا، خدا گناہ گار کو مطمئن کرے گا کہ مجھے صحیح سزا مل رہی ہے۔ جب تک کہ گناہ گار اس بات کا

اقرار نہیں کرے گا خود اپنی خوشی سے اس وقت تک اس کا کیس ختم نہ ہو گا۔

زحمت کسی کی ، فائدہ کسی کا::

اسی لیے تو قرآن تفصیلات بتاتا ہے کہ شروع میں تو اتنا اکڑ کے کھڑا ہو گا گناہ گار کہ فرشتوں کی رپورٹ کو ٹھکرا دے گا۔ کہ یہ غلط ہے پھر اس کے ہاتھ پاؤں خود بولیں گے' تب جا کے وہ قبول کرے گا۔ اس کو بتایا گیا یہ جو دولت تم نے جمع کی مولا کا جملہ ہے کہ میں نے کسی امیر کو نہیں دیکھا مگر یہ کہ اس کے پہلو میں کسی غریب کا حق دبا ہوا ہوتا ہے۔ جو صحیح صاحبان دولت ہیں ان کے بارے میں تو ایک روایت آئی کہ دین کی بنیاد چار گروہوں پر ہے۔ جس میں پہلا گروہ علماء کا ہے اور دوسرا گروہ دولت مندوں کا ہے ان پر دین کی بنیاد ہے اور ان پر بے دینی کی بھی بنیاد ہے۔ دین کی بنیاد تو ایسی کہ پیغمبر تبلیغ شروع نہ کر سکے جب تک کہ ساتھ خدیجہ کی دولت کا ظاہری سہارا نہ تھا۔ حقیقتاً تو ذات خدا تھی مگر ظاہری سہارا دولت' اور بے دینی کا مرحلہ جو آپ عام طور پر دیکھتے رہتے ہیں تو جب ان کا نامہ اعمال کھولا گیا' تو فیصلہ ہو گیا پتہ چلا یہ گناہ یہ غلط یہ حرام یہ ناجائز کام جن کی سزا ان کو سنائی گئی یا پھر سزا سننے کے بعد چلے جہنم کی جانب۔ ابھی تک انہیں پچھتاوا تو ہے' لیکن سب سے زیادہ نہیں ابھی تک وہ اس ڈگری پر نہیں پہنچے جو سپر لیٹو ڈگری کہلاتی ہے۔ جہنم کی جانب چلے تو ان کے قریب سے ایک اور گروہ گزرا' وہ بہت خوش ہے' خوشی کے نعرے لگاتا جا رہا ہے' ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہوئے جا رہے ہیں۔ گلے ملتے ہوئے جا رہے ہیں'

ایک مرتبہ یہ منظر جو دیکھا ان جہنم میں جانے والوں کو ایسا لگا' جیسے یہ لوگ جانے پہچانے لگ رہے ہیں۔ ان کی شکلیں جانی پہچانی لگ رہی ہیں' یہ کون لوگ ہیں آواز دے کے ایک مرتبہ فرشتوں سے کہا کہ ہمیں اتنی اجازت دے کہ ہم اپنے برابر کی سڑک پر جانے والے آدمیوں سے بات کرلیں۔ فرشتوں نے جواب دیا کہ یہ ہمارے اختیار میں نہیں خدا سے بات کرو' خدا کی بارگاہ سے اجازت ملی۔ اب یہ آگے بڑھے اور دوسرے گروہ کو روکا' کہ تم ہو کون' تمہارے چہرے جانے پہچانے لگ رہے ہیں' تم اتنے خوش ہو' انہوں نے پہلے تو یہ کہا کہ ہم اس لیے خوش ہیں ابھی ابھی جنت کی خوشنودی ہمیں ہمارے پروردگار نے دی ہے۔ ارے، ارے آپ کہاں سے آگئے ہم تو خدا سے دعا کرتے جاتے تھے کہ پروردگار جنت تو نے دے ہی دی مگر ایک مرتبہ آپ کی زیارت نصیب ہو جائے۔ چونکہ وہ لوگ جو جہنم میں جا رہے ہیں صاحبان دولت صاحبان مال یہ تم نے کیا کہہ دیا ہماری زیارت کس لیے۔ کہا اس لیے کہ آج ہمیں میدان قیامت میں پتہ چلا کہ جنت ہمیں آپ کی وجہ سے ملی ہے' آپ نہ ہوتے تو ہم اس جنت میں نہیں آسکتے تھے' اس جملے نے اور زیادہ چکرا دیا ہماری وجہ سے تم کو جنت ملی' ارے اگر ہم کسی کو جنت دینے کے قابل ہوتے تو پہلے خود اپنے لیے جنت کیوں حاصل نہ کر لیتے' اس جنتی گروہ نے کہا کہ شاید آپ نے صحیح طور پر نہیں پہچانا اب ہر ایک نے اپنا تعارف کروایا کسی نے ان پیسے والوں میں سے پہچان کے کہا کہ ہم آپ کے بیٹے ہیں' کسی نے کہا ہم تمہاری بیوی ہیں' کسی نے کہا ہم تمہارے والدین ہیں' جنتی گروہ کا فرد جہنمی گروہ کے ہر فرد کا قریبی رشتہ

دار نکلا ایسا قریبی رشتہ دار جس کو اس سے میراث ملتی ہو۔ اب جنتیوں نے کہنا شروع کیا کہ آج جو ہم یہاں آئے ہمیں پتہ چلا کہ ویسے تو ہماری نمازوں میں بھی غلطیاں تھیں ہمارے روزوں میں بھی کوتاہیاں تھیں ہماری دیگر عبادتوں میں بھی کمی تھی لیکن خدا نے ان سب کو نظر انداز کر دیا۔ صرف ہماری ایک نیکی کی وجہ سے کہ ہم نے راہ خدا میں دل کھول کے خرچ کیا۔ لیکن یہ جو کچھ ہم نے خرچ کیا ہمارا پیسہ تھا ہی نہیں ہماری کہاں ایسی حیثیت اور استعداد یہ سارا آپ کا پیسہ تھا آپ کا انتقال ہوا بیٹے ہونے کے اعتبار سے ہمیں آپ کی دولت ملی' بیوی ہونے کے اعتبار سے مجھے تمہاری دولت ملی' والدین کے اعتبار سے مجھے تمہاری جائیداد میں سے حصہ ملا ہے۔ ہم نے سوچا گھر بیٹھے ہمیں یہ دولت مل گئی ہے نہ ہماری محنت نہ ہمارا خون پسینہ گھر بیٹھے یہ پیسہ مل گیا ہے تو ہم نے اس میں سے آدھا اپنے اوپر خرچ کیا آدھا راہ خدا میں خرچ کر دیا۔ جیسے آپ نے دیکھا ہوگا جو لوگ ذرہ زیادہ سوچتے ہیں جب ان کا کو پرائز بانڈ یا انعام نکلتا ہے تو وہ آدھا غریبوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ کیونکہ جو بیٹھے بٹھائے انعام مل جاتا ہے اس میں ہم دوسروں کو بھی شریک کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کی بھی یہی حالت ہوئی کیوں کہ بیٹھے بٹھائے ہمیں دولت ملی دولت جمع کرنا بھی کوئی آسان چیز نہیں ہر ایک کے بس کی بات نہیں' حلال کمانے والی دولت کو چھوڑیں حرام طریقے سے دولت کمانے میں بھی بڑی زحمتیں اٹھانا پڑتی ہیں' یہ تو بہر حال وہی جانتا ہے جس نے یہ زحمتیں اٹھائیں' جب ہی تو اتنی زیادہ محبت ہوتی ہے۔ یہ جو وارث ہیں یہ جو اولاد ہے اس نے کہا جب ہم آئے پتہ چلا کہ جو ہم نے راہ خدا

میں خرچ کیا ہے اور آپ کا ملا ہوا پیسہ خرچ کیا وہ آج ہمیں جنت میں لے جا رہا ہے
۔ جب تک ان پیسے والوں کو اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم میں جانے کا حکم دیا گیا تھا
اس وقت تک ان کو زیادہ پچھتاوا نہ تھا ۔ جو کیا ہے وہ بھرنا پڑے گا' جب یہ پتہ چلا
ارے ہم نے کیسی حماقت و نادانی کی تھی جو پیسہ ہمارا' محنت ہماری' خون پسینہ ہم نے
ایک کیا' اور اسی کی وجہ سے ہم جہنم میں چلے گئے' اور گھر بیٹھے ان لوگوں کو ہمارے
پیسے سے جنت ملی ہے' کاش ہم اپنی زندگی میں اس بات کا خیال کر لیتے تو آج یہ تو نہ
ہوتا کہ ہمارا مال دوسروں کو جنت میں لے جا رہا ہے کہ ہمیں جہنم کے اندر لے جا رہا
ہے' یہ وہی جملہ ہے جو پیغمبر اسلامؑ نے اس وقت ارشاد فرمایا

اپنے ہاتھ سے سخاوت کا فائدہ::

جب ایک بیٹے نے آکر آپؐ سے کہا' کہ میرے بابا نے کہا ہے کہ جب میرا انتقال
ہو جائے تو میں ایک بہت بڑا کھجوروں کا گودام چھوڑ کے جا رہا ہوں یہ راہ خدا میں
خیرات کر دینا اور اگر پیغمبرؐ کے ہاتھ سے یہ خیرات ہو تو کیا کہنا' کتنی بابرکت وہ
خیرات اور انصاف فی سبیل اللہ ہو گا' یہ باپ کی خواہش ہے باپ مومن ہے مومن
کی خواہش کو حتی الامکان پورا کیا جاتا ہے' پیغمبرؐ نے کہا چلو میں تیار ہوں ۔ اچھا
عرب میں کھجور کا مقصد ہے جیسے یہاں کہیں اطلاع ملے کہ فلاں جگہ بریانی تقسیم
ہو رہی ہے ۔ آپ دیکھیں غریب تو غریب اگر کسی مجلس میں بریانی تقسیم ہوتی ہے
وہاں پہ عام صاحبان ایمان کی تعداد بھی کتنی زیادہ بڑھ جاتی ہے بلکہ لوگوں کی

ڈائریوں میں موجود ہوتا ہے کہ فلاں کی مجلس پہ ضرور جانا ہے اس لیے کہ اچھا تبرک ملا کرتا ہے۔ تو عرب کے ماحول میں کھجور ہماری بریانی سے زیادہ قیمتی تھی' ہر جگہ پہ ایک دستور اور طریقہ ہوا کرتا ہے کھجور ایک انتہائی قیمتی چیز ہے' مدینے کے فقراء کو پتہ چلا دوڑ دوڑ کر دور دور سے لوگ آنے لگے' اور ہاتھوں ہاتھ گودام چند منٹوں میں خالی ہوگیا' جب پورا گودام خالی ہوا' بیٹا بڑا مطمئن کہ میرے باپ کو اس وقت قبر میں کتنا ثواب مل رہا ہوگا اور فرشتے لوٹے بھر بھر کے لے جا رہے ہوں گے ثواب کے' کہ اتنا ثواب تمہیں مل رہا ہے' تم نے بہترین چیز راہ خدا میں خرچ کروائی اور پیغمبرؐ کے ذریعے سے' تو بیٹا تو بڑا خوش اور پیغمبرؐ دیکھ رہے ہیں تو یہ واقعہ ایسا ہوگیا کہ سارا مدینہ جمع ہوگیا غریب اپنا حصہ لینے آگئے صاحبان دولت یہ منظر دیکھ کر جمع ہونے لگے' پیغمبرؐ نے دیکھا کہ اچھا مجمعہ ہے اور مومن جب اچھا مجمعہ دیکھتا ہے' دیکھیے ہر آدمی کا اپنا ایک طریقہ ہوتا ہے' کاروباری جب مجمعہ دیکھتا ہے تو سوچتا ہے کہ یہ کاروبار کے لیے بہت اچھا مجمعہ ہے۔ جب کوئی جیب کترنے والا دیکھتا ہے تو کہتا ہے میرے لیے اچھا مجمعہ ہے ہر آدمی اپنے انداز سے سوچتا ہے تو مومن کی بھی ایک فکر ہونی چاہیے جہاں اچھا مجمعہ نظر آتا ہے یہ ایک بہترین موقع ہے تبلیغ دین کے لیے' مومن کو اپنے کاروبار کی فکر کرتا ہے جیسا اپنے کاروبار کی فکر کرتا ہے ایک کاروباری اپنے کاروبار کی فکر کرتا ہے ٹھیلے والا اپنے کاروبار کی فکر کرتا ہے کہ یہاں جا کر ٹھیلا لگاؤ' بھکاری اپنا کاروبار سوچتا ہے یہاں مجمعہ زیادہ ہے یہاں بھیک مانگوں تو مومن کو بھی یہ سوچتا ہے جہاں مجمعہ اسے اتفاق سے مل جائے یہی تو بہترین

موقع ہے دین کے پیغام کو پہنچانے کا چاہے میت پہ مجمع ملے چاہے شادی پہ مجمع ملے چاہے مجلس میں مجمع ملے۔ تو ہر آدمی جو اس کی اہم ترین فکر ہوتی ہے اس سے وہ فائدہ اٹھاتا ہے مجمعے کو دیکھ کر پیغمبرؐ دین کو پھیلانے والے ہیں اتنا بڑا مجمع ہے بہترین موقع ہے تبلیغ کا۔ اب وہ گودام تو خالی ہو گیا جھاڑو لگائی جا رہی ہے ایک کھجور بچی وہ بھی زمین پر گری تھی اور اس پر سارا بوجھ تھا کھجوروں کا چنانچہ آدمی سے تو زیادہ کچلی ہوئی ہے گلی سڑی ہے شکل وصورت کے اعتبار سے بھی خراب ہے مٹی میں ملی ہوئی ہے پیغمبر اسلامؐ نے جھاڑو لگانے والے کو روکا وہ جو کھجور پیغمبر کو نظر آ گئی۔ کھجور اٹھائی بیٹے کو خطاب کیا مگر سنائی پورے مدینے والوں کو کہ تمہارا باپ اگر یہ کھجور اپنے ہاتھ سے خیرات کر کے جاتا تو اس کا ثواب اس بھرے ہوئے گودام کے ثواب سے زیادہ ہو جاتا اگر اپنی زندگی میں دے کے جاتا اگر اپنے ہاتھ سے دے کے جاتا' مثلاً ایک آدمی نے دوسرے کو 2 سو روپے قرض دیئے' اب قرضہ جس نے دیا وہ بار بار مانگتا ہے کہ بھائی لاؤ میرا قرضہ واپس کرو' یہ آدمی ٹال مٹول آج نہیں کل نہیں پرسوں اسی طرح' ایک دفعہ یہ دونوں جا رہے تھے کسی سفر پر راستے میں آ گئے ڈاکو' ایک مرتبہ سب کو لائن میں کھڑا کرا دیا پستول سینوں پہ رکھا اور سب کا مال لوٹنے لگے' اب جس نے قرضہ لیا جیب سے دو سو نکال کے برابر والے کو دیئے کہ تم ہمیشہ قرضہ مانگتے تھے آج بہترین موقع ہے میں تمہیں تمہارا قرضہ دیتا ہوں' اس نے قرضہ دینے کا موقعہ ڈھونڈا ابھی تو کس موقعے کا انتخاب کیا' جب دیکھ رہا ہے میں ویسے ہی لٹ رہا ہوں تو کہا چلو قرضے کے نام پہ واپس کر دوں' یہی فکر جو

ہے اسلام ختم کرنا چاہتا ہے کہ وہ لوگ جو وصیتیں کر کے جاتے ہیں ہمارے مرنے کے بعد اتنا مسجد میں اتنا امام باڑے میں وہ بھی بڑی نیکی ہے لیکن اس میں کم سے کم یہ چانس تو نظر آ رہا ہے کہ یہ آدمی ڈر رہا ہے کہ اگر ہم نے اپنی زندگی میں راہ خدا میں خرچ کر دیا تو ایسا نہ ہو کہ بعد میں ہم غریب رہ جائیں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے۔ اس وقت اللہ کو دو کہا جب ہم قبر میں چلے جائیں۔ ہمارے لیے کوئی پیسے کا مسئلہ نہ ہو تو اس میں سے اللہ کو دے دو۔ تو وہ بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ اللہ قرآن میں کہہ رہا ہے میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں عذاب خدا سے بچانے والی ہے وہ یہی تجارت ہے کہ دنیا میں راہ خدا میں خرچ کرو تو آخرت میں خدا دے گا اس گروہ کی طرح حماقت نہ کرنا جو اپنا پیسہ اس لیے جمع کر رہے ہیں کہ وہ خود جہنم میں جائیں اور دوسرے جنت میں جائیں۔ اور جس کا اپنا پیسہ اپنی محنت اپنی کمائی ہے وہ اس کا حساب کتاب دیتے دیتے جہنم میں چلا جائے تو بہترین موقع ہوتا ہے اپنی زندگی میں راہ خدا میں دینے کا۔ ورنہ قیامت کے دن وہ وقت آ جائے گا کہ پیسے والے افسوس کے عالم میں ہاتھ مل رہے ہوں گے کہ ہم نے کیسی حماقت کی لیکن وہاں اپنی حماقت کو صحیح کرنے کا بھی کوئی طریقہ نہ ہو گا۔

خدا سے کاروبار کرو::

پیغمبرؐ نے حساب کا ایک سوال کیا ایسا سوال کہ اس کا جواب ایک بچہ بھی دے دے گا۔ مگر پیغمبرؐ نے سب کے جواب کو غلط کیا پیغمبرؐ سوال کرتے ہیں کیا کبھی ایک کا عدد مثلاً

ایک ہزار سے بڑا ہو سکتا ہے یہ ممکن ہی نہیں ہے ساری ریاضی کے قوانین کے خلاف ہوگا ایک بھی ہزار سے بڑا نہ ہوگا سب نے کہا اے اللہ کے رسولؐ یہ ناممکن ہے پیغمبرؐ نے کہا نہیں یہ بالکل ممکن ہے اور اللہ کی بارگاہ میں یہ ہو بھی جاتا ہے کب ہوتا ہے ایک آدمی ایک لاکھ اس کا آثاثہ ہے اور ایک ہزار اس نے راہ خدا میں دے دیا ایک غریب کے پاس دو روپے ہیں اس نے ایک روپیہ راہ خدا میں دے دیا اللہ کی بارگاہ میں 2 روپے کے مالک کا ایک روپیہ دینا کیونکہ اس نے اپنے مال کا 50% حصہ دیا ہے یہ ایک روپیہ خدا کے ہاں زیادہ قیمتی مانا جائے گا جس نے ایک لاکھ میں سے ایک ہزار دیا تو اس نے تو سوا حصہ دیا ہے خدا کی بارگاہ میں تو اس کی قیمت کم ہو جائے گی اور یہی تو وہ اس حدیث کا مطلب ہے کہ اللہ تمہارے عمل کو کم دیکھتا ہے۔ اور تمہاری نیت کو زیادہ دیکھتا ہے جو دو میں سے ایک نکال رہا ہے اس کی نیت کتنی بہتر ہے جو لاکھ میں سے ایک ہزار نکال رہا ہے وہ بھی بڑی قربانی دے رہا ہے ان حدیثوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے پیسے ضائع ہو گئے مگر اس کو اتنا ثواب تو نہیں ملے گا لکھ پتی سے اسلام اس کی حیثیت کے مطابق خیرات کی توقع کر رہا ہے مگر پانچ سو والے سے اس کی حیثیت کے مطابق انفاق فی سبیل اللہ کی توقع کی جارہی ہے۔ اور یہی قرآن مجید نے آگے بڑھ کر آواز دی وفی اموالھم حق للسائل والمحروم سورۃ الذریت یہ مت سمجھو کہ تم نے جتنا مال کمایا ہے یہ سب تمہارا ہے اس مال میں حق ہے سوال کرنے والے کا اور محروم کا بھی۔ روایت میں ہے کہ سڑک پر مانگنے والے بھکاری نہیں آتے اس میں وہ لوگ آگئے جو اتنے پریشان

ہوگئے ان کی زبان کھل گئی اور وہ آپ کے پاس اپنی پریشانی لے کے آگئے۔ اور وہ لوگ بھی جو پریشان حال ہیں مگر ان کی شرم ان کی حیاء ان کی غیرت اجازت نہیں دیتی کہ وہ اپنی پریشانی کسی کو ظاہر کریں' مگر مومن کا فریضہ ہے یہاں تک روایت میں آیا ہے کہ اگر محلے میں کوئی بھوکا ہوتا ہے اور تمہیں پتہ نہ چلا کہ وہ بھوکا سوتا ہے یہ خود تمہارے ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے تمہیں اتنا باخبر رہنا ہے' لوگوں کے حالات سے کیوں کہ تمہارے مال میں سوال کرنے والے کا بھی حق ہے اور سوال نہ کرنے والے کا بھی حق ہے۔ جسے قرآن نے محروم کہا ہے اور خصوصیت کے ساتھ کہ جس وقت انسان راہ خدا میں دولت کو اس انداز سے دیتا ہے کہ جس سے کسی طرح بھی دین کو تقویت پہنچ رہی ہو دیکھیں ایک وہ خیرات ہوتی ہے ایک آدمی بھوکا ہے اس کو پیسے دینا تا کہ اس کی جان بچ جائے یہ بھی بہت بڑی نیکی ہے اور ایک نیکی وہ ہوتی ہے کہ کسی ایسے سلسلے میں پیسے خرچ کرنا جس سے دین کو طاقت ملے دین پھیلے طالب علموں کو دینا علماء کو دینا دینی کتابیں چھاپنے والوں کو دینا یہ درس وغیرہ کا انتظام کرنے والوں کو دینا اس اعتبار سے اگر ایک غریب بھوکا ہے اور اسے روٹی نہیں ملی مر جائے گا' اس کی جان جائے گی' اور اگر ایک مومن اس کو علم نہیں ملا تو اس کا ایمان چلا جائے گا' اور جان سے زیادہ قیمتی ایمان ہے یہ جو جتنے مدارس ہیں یہ ہمارے مومنین کے ایمان کو بچانے والی چیزیں ہیں جس سے ہسپتالوں میں جان بچانے والی دواؤں کو خریدنا جس طرح ایدھی کا ادارہ یہ سب انسانوں کی جانوں کو بچانے کے لیے قائم ہیں وہ بھی بہت بڑی نیکی ہے۔ لوگ الفاظ سے غلط مفہوم نکال

لیتے ہیں وہ بھی بہت بڑی نیکی ہے مگر وہ جان بچانے کے لیے تو جب جان بچانے والی نیکی کو انسان اتنا سراہتا ہے اس سے بڑی چیز ہے وہ نیکی جو ایمان بچانے والی ہو ہمارا نجف کا حوزہ ہے اس لیے ان ظاہری ہسپتالوں کے نظام سے کم تر نہیں بلکہ اس سے کئی گنا بہتر ہے وہ اس لیے کیوں کہ وہ لوگوں کا ایمان بچا رہا ہے۔ اور مومن کہتے کسے ہیں کہ کبھی ایمان اور جان میں ٹکراؤ ہو تو جان دے کے ایمان کو بچا لے گا اسی لیے روایتوں میں کثرت کے ساتھ ان لوگوں کو خدا پر احسان کرنے والا کہا گیا ہے اگر دین خدا میں کہیں تمہارا حصہ شامل ہو جاتا ہے دین کے پھیلانے میں کیوں کہ دین کو پھیلانے والا وہ کام ہے جو ایک لاکھ 24 ہزار انبیاء نے کیا بارہ اماموں نے کیا۔ اگر تم اس میں کسی عنوان سے شامل ہو جاتے ہو کسی مدرسے میں تمہاری محنت ہے کسی عالم کے پاس تمہارا حصہ ہے کسی طالب علم کو پرموٹ کرنے میں تمہارا دخل ہے دین کے کسی کام کی سپونسر شپ میں تمہارا حصہ ہے تو گویا تم بھی ان خادموں میں شامل ہو گئے کہ جس کی صف اول میں انبیاء اور آئمہ نظر آ رہے ہیں۔ یہ دین کا کام تو براہ راست خدا کا کام ہوا کرتا ہے۔

طالب علم کی مدد کا اجر::

چنانچہ شہید دستغیب شیرازی اپنی ایک کتاب میں ملا عبدالحسین تہرانی مجتہد ہیں۔ تہران کا ایک واقعہ نقل کر رہے ہیں ملا عبدالحسین تہرانی جو کربلا کے حوزہ کے مدرس ہے ان کا یہ واقعہ ہے انہیں اطلاع ملی ناصر الدین بادشاہ انتہائی ظالم انسان ہے اس

کے ایک وزیر کا انتقال ہو گیا ہے اس کا نام نبی احمد ہے خیر اندازہ ہے کہ ایک ظالم بادشاہ کا ظالم وزیر کیسا ہوگا۔ لیکن یہ کہتے ہیں ایک رات کو میں سویا تو میں نے دیکھا کہ یہی انسان جنت کے باغات میں بیٹھا ہوا ہے اس کو چاروں طرف سے حوریں مل رہی ہیں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں حوران جنت کے نغمے آرہے ہیں اور ایک بہترین محل ہے میں انتہائی حیران و پریشانی میں اس کے قریب گیا اور قریب جانے کے بعد خوب سلام ودعا ہوئی۔ تم یہاں جنت میں' کہا آپ اتنے حیران کیوں ہیں۔ کہا اس لیے اتنا حیران ہوں کہ ظاہری اعتبار سے تمہارے اعمال میں کوئی اتنی خوبی نہیں تھی کہ تم سیدھے جنت میں چلے آتے ٹھیک ہے بہت گمراہ آدمی بھی نہیں تھے ایک ایورج مومن جیسا ہوتا ہے ویسا تھا کیوں کہ ظالم حکمران کے دربار میں رہتا ہے تو کچھ نہ کچھ خرابیاں تو سرایت کر جاتی ہیں' ٹھیک ہے کسی کو قتل نہیں کیا کسی سے زنا نہیں کیا اتنے بڑے بڑے گناہ نہیں کیے لیکن کبھی شراب میں بھی مبتلا ہو گیا کبھی غنا میں بھی مبتلا ہو گیا' یہ رحمت خدا ہے کسی کے ساتھ کس طرح شامل ہو جاتی ہے ملا حسین تہرانی جو مدرس ہیں درس خارج کے کربلا میں خود ایک مجتہد ہیں حیران ہوئے کہ تمہارے ظاہری اعمال ایسے نہ تھے کہ تم یہاں نظر آتے کہا کہ ہاں مجھے خود پتہ چلا بلکہ پروردگار نے دکھایا یہ بھی ایک حدیث ہے کہ جب کسی کو جنت میں بھیجا جائے گا اور جب کسی کو جہنم میں بھیجا جائے گا جنت والے کو جنت مل گئی بہترین انعام جہنم والے کو جہنم ملی بدترین سزا مگر روایتوں میں آیا ہے پھر جنت والے کی نعمتوں کو بڑھانے کے لیے دو چیزیں خدا اور ظاہر کرے گا اور جہنم والے کے عذاب کو

بتانے کے لیے خدا دو چیزیں اور ظاہر کرے گا یہ دو چیزیں کیا ہیں جو نہ جنت میں ہیں اور نہ جہنم میں مگر یہ دو چیزیں پہلی چیز تو یہ کہ انسان جنت میں چلا گیا بہترین نعمتیں اسے مل رہی ہیں یقین نہیں آ رہا اپنی آنکھوں پہ کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا حقیقت ہے کیونکہ ہر چیز دوسرے سے بہتر نظر آ رہی ہے اس کے بعد ایک مرتبہ ایک روایت میں یہ آیا ہے، موت کو بلایا گیا اور بلانے کے بعد اسے پیش کیا گیا تمام جنت والے یہ منظر دیکھ رہے ہیں اور اس کے بعد سب کے سامنے موت کو ذبح کر دیا گیا جنت والوں کی خوشی اور بڑھ گئی موت مر گئی ہے اس کا مطلب ہے اب ہمیں کبھی موت نہیں آئے گی یہ نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہماری ہو گئیں ورنہ شروع میں تو جنت والا نعمتوں کو دیکھ رہا تھا سوچ رہا تھا کہ موت نہ آ جائے اور ان نعمتوں سے محروم نہ ہو جائیں جہنم والے ابھی جہنم کے عذاب کو دیکھ کے آئے اتنا سخت ترین عذاب گھبرا رہے ہیں لیکن ایک امید ہے کہ شاید کبھی ہم مر جائیں اور اس عذاب سے چھٹکارا مل جائے لیکن جب موت کو مرتے دیکھا تو یہ آخری امید بھی چلی گئی اب تو موت آنے کا چانس بھی نہ رہا یعنی ہمیشہ ہمیشہ اس عذاب میں رہنا ہے پھر موت کو مار کے پروردگار جنت والوں کی خوشیوں میں اور اضافہ کر دے گا۔ جہنم والے کے پچھتاوے میں اور اضافہ کر دے گا اور دوسرا کام کیا ہوگا جب پوری طرح جنت کا سروے کر لیا ایک مومن سے کہا گیا ذرا چلو ایک چھوٹا سا وزٹ تمہیں جہنم کا بھی کرنا ہے جنت والوں کو بھی جہنم میں لے جایا جائے گا اور کھڑا کیا گیا دیکھو کہ یہ جگہ تھی تمہیں جہنم میں اگر تم توبہ نہ کر لیتے یا اپنے فلاں گناہ کو دوسری نیکی کے ذریعے

معاف نہ کروا لیتے۔ اس سے تم بچے ہو اب دیکھیے جب انسان کو سامنے مصیبت نظر آرہی ہو اب تو ان جنت کی نعمتوں کی قدر اور بڑھ گئی میرے پروردگار نے کتنا احسان کیا ورنہ یہاں ہمیں آنا پڑ رہا تھا۔ تو یہ جنت والوں کی خوشی بڑھی اب جہنم والوں کو لایا گیا آؤ جہنم سے نکل کے ایک چھوٹا سا وزٹ جنت کا کرلو۔ کیوں کرایا گیا جنت کا وزٹ کے دیکھو اللہ نے تمہارے لیے یہ جنت بنائی تھی تم نے اپنی حماقتوں سے اپنے آپ کو جہنم میں ڈالا۔ اب تو اور زیادہ پچھتاوا اور افسوس ہو جائے گا ارے ہم نے کتنی حماقت اور غلطی کی تو وہی ملا حسین تہرانی کہہ رہے ہیں۔ کہ اس آدمی نے کہا جب میری موت آئے مجھے پہلے تو جہنم میں لایا گیا اور کہا گیا یہ ہے تیرا مقام ارے اب تو جہنم کو دیکھا یہ حقیقت ہے جو کتابوں میں آیا سانپوں کا تذکرہ بچھوؤں کا تذکرہ جلتے ہوئے آگ کے دریا کا تذکرہ کھولتی ہوئی پیپ وہاں کا پانی ہوگا کانٹے دار جھاڑیاں وہاں کا کھانا ہوں گی۔ یہ ساری چیزیں تو قرآن کے اندر تو بہرحال جہنم مجھے دکھائی گئی اور اس کے بعد جس وقت اعمال بتائے گئے کہ یہ فلاں عمل کی سزا ہے یہ فلاں عمل کی سزا ہے داڑھی منڈوا کے انسان خود اپنے آپ کو جہنم میں ڈالتا ہے بے پردگی اختیار کر کے خود انسان اپنے آپ کو جہنم میں ڈالتا ہے گانے کا مزہ لے کے خود انسان اپنے آپ کو جہنم میں ڈالتا ہے آج پتہ نہیں چل رہا مگر ایک دن مرنا تو ہے جانا تو ہے اسی ماحول کے اندر کہ خدا اور رسولؐ نے تو جنت بنائی ہے لیکن ہم خود اپنے آپ کو جہنم میں لے جاتے ہیں۔ تو ملا حسین تہرانی کو ملا۔

ناصر الدین کا شاک کا وزیر تھا کہتا ہے نبی احمد پہلے مجھے جہنم دکھائی گئی۔ یہ

تیری جگہ ہے لیکن پھر کہا گیا کہ تم نے ایک نیکی ایسی کی اس کی وجہ سے تیری یہ ساری سزا معاف اور باقیوں کو تو جنت قیامت کے بعد ملتی ہے دیکھئے عام تفصیل تو یہ ہے کہ مرنے کے بعد ہمیں وادی اسلام میں لے جایا جاتا ہے لیکن کچھ مومن بے شک ایسے ہیں جنہیں مرنے کے بعد وادی اسلام میں نہیں ڈائریکٹ جنت میں لے جایا جاتا ہے اور کہا کہ صرف نہ تمہیں یہ کہ جہنم کا عذاب معاف کیا گیا بلکہ سیدھا تمہیں جنت بھیجا گیا کیوں اس لیے یہ آدمی کہہ رہا ہے کہ میری ایک معدنی کان تھی سالکان کے علاقے میں ایران میں سالکان کا علاقہ ہے جو نمک کے لیے بہت مشہور ہے نمک کی ایک کان تھی جس کو میں نے وقف کردیا تھا۔ وقف ان معنوں میں کہ میں نے اپنے آپ سے یہ عہد کرلیا تھا اس سے جتنی آمدنی آئے گی میں سیدھی نجف کے حوزہ علمیہ میں بھیجوں گا اور نجف کا مدرسہ اس میں میرا اتنا حصہ شامل ہوجائے اور ساری زندگی میں نے اس کو ہاتھ ہی نہ لگایا ایک آدمی کو مقرر کیا جس کا کام یہ تھا مجھ سے بھی نہ پوچھے جو آمدنی آئی تو سیدھا نجف لے کے چلا گیا۔ اور پھر یہاں آکے پتہ چلا کہ بعض اوقات میں نے عبادتوں میں کوتاہی کی بعض اوقات اعمال میں میں نے کوتاہی کی۔ لیکن چونکہ نجف کے حوزہ علمیہ میں میرا حصہ ہوگیا تو اب نجف کا دین جہاں جہاں پھیلا جس جس نے نجف کے عالم سے فائدہ اٹھایا وہ سب کے ثواب میں میں بھی شریک ہوگیا۔ وہ ثواب اتنا زیادہ تھا کہ میرے اعمال کی خرابی پہ غالب آگیا۔ ملاحسین تہرانی نے بڑی پریشانی کے عالم میں آنکھ کھولی اب یہ جو خواب دیکھا اس میں ایک ایسی بات بھی ہے بظاہر بالکل ٹھیک ہے لیکن دوسری طرف بہر

حال اس کے عمل میں کچھ کوتاہیاں تو تھیں۔ خیر اسی پریشانی کے عالم میں تھے اب جو درس دینے گئے ڈبل مائنڈڈ ذہن میں کچھ خیال ہے پوری توجہ بھی درس میں نہیں دے پا رہے ہیں۔ اچھا درس خارج جو ہے ایک تو عام درس ہوتا ہے ایک درس خارج ہوتا ہے اس میں تو سب مجتہدین آ کر بیٹھتے ہیں جو ایک جملے کی کمی بیشی سے پہچان لیتے ہیں کہ ہمارے استاد کی کیا کیفیت و حالت ہے چنانچہ ہمت کر کے ایک شاگرد کھڑا ہوا کہا کہ استاد محترم آج لگ رہا ہے کہ آج آپ کی توجہ درس کی جانب نہیں کیا بات ہے ایک مرتبہ چونکے ملا حسین تہرانی کہا ہاں ایک خواب میں نے ایسا دیکھا ہے کہ مسلسل میرا ذہن مجھے پریشان کر رہا ہے یہ کہہ کر پورا خواب سنایا اسی درس کے اندر جو طالب علم مجتہد بننے کے لیے آئے ہیں مالکان کا ایک طالب علم تھا وہ کھڑا ہو گیا کہا کہ یہ آپ کو کیسے پتہ چلا یہ بات تو سوائے میرے والد کے اور میرے اور اس نبی احمد کے علاوہ کسی اور کو نہیں معلوم ملا حسین تہرانی نے کہا کیا بات ہے بتاؤ تو سہی کہا کہ نبی احمد نے میرے والد ہی کو تو متولی کیا تھا ان کا یہ کام تھا کہ اس معدنی کان سے جو بھی آمدنی ہوتی صرف میرے والد کو پتہ ہے یہ کس کی ہے وہ سیدھی آمدنی میرے والد میرے ذریعے سے نجف اشرف میں بھجوایا کرتے تھے۔ یہ راز تو آج تک ہم نے کسی پر ظاہر نہ کیا تھا کیوں کہ اُن کی طرف سے پابندی تھی کہ یہ بات کسی کو بتانا نہیں اور اس کے اندر دو مصلحتیں ہیں ایک اس لیے کہ ایڈوانٹیج نہیں چاہتا تھا وہ شخص دوسرا اس لیے یہ کان اگرچہ اس کی تھی لیکن خود وہ ظالم کے قریب تھا اس اعتبار سے نجف جس میں ایسے علماء بھی تھے جن کو پتہ چل جاتا تو وہ کبھی اس پیسے کو

نجف میں نہ آنے دیتے۔ صرف احتیاط کی وجہ سے تو یہ بات تو ہم نے بالکل چھپائی ہے ملا حسین تہرانی کہتے ہیں مجھے اب یقین کامل ہو گیا ایک ایسی چھپی ہوئی بات جو خواب میں مجھے بتائی گئی وہ یہ حق ہے اور پھر اس کے بعد ملا حسین تہرانی کہتے ہیں وہی حدیث میرے سامنے آ گئی ایک عالم کو قلم دینے کا اتنا ثواب ہے کہ جتنا میدان احد میں علیؑ کے ہاتھ میں تلوار دینے کا ثواب ہے کیونکہ علیؑ بھی تلوار دین کو بچانے کے لیے چلا رہے تھے عالم بھی اپنا قلم دین کو بچانے اور پھیلانے کے لیے چلاتا ہے" ۔تو غریب کا' چاہے وہ خاموش ہو یا چاہے اپنی پریشانی بیان کرے تمہارے مال میں حق ہے۔ اگر تم صاحب حیثیت ہو تو اس کے مطابق اگر تم غریب ہو تو پانچ روپے اپنے آپ پر باندھ لو کہ کسی نہ کسی ایسے ادارے یا شخص کو دینا ہے جس کا کوئی کام دین کو پھیلانے سے تعلق رکھتا ہو اگر پانچ روپے تمہارے لیے بڑی رقم ہے تو تم ایک روپیہ باندھ لو تا کہ ہزاروں نہ سہی لاکھوں نہ سہی کروڑوں حصہ بھی بہر حال تمہارا ہو جائے اس اسلام کے پھیلنے میں۔

شیطان کی دشمنی امام زمانہؑ کے ساتھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فانتظروا انی معکم من المنتظرین (پارہ ۸ سورہ اعراف)

شیطان کی کوشش::

اس غیبت امامؑ کے زمانے میں جب ہمیں معلوم ہے کہ شیطان سب سے زیادہ فکر مند ہے کہ اس کا براہ راست امام زمانہؑ سے کوئی مقابلہ نہ ہو تو بھی اس کی کوشش یہ ہوگی کہ جب امام آئیں امام کے ظہور کے وقت ہی امام کے مخالفین کو اتنا طاقت ور کردے اور امام کے ماننے والوں کو اتنا کمزور اور کم کردے کہ شیطان اور امام کی جنگ کا موقع ہی نہ آئے۔ اس جنگ سے پہلے ہی شیطان کی فکر یہ ہے کہ امام کو شکست ہو جائے۔ چنانچہ غیبت امام میں شیطان کی ساری کوششیں یہی ہیں کہ امام کے ماننے والے تعداد میں کم بھی ہوں اور جو ہوں وہ بھی اپنے عقیدے میں اتنے کمزور ہوں کہ اپنے آپ کو بے کس و بے بس سمجھنے لگیں۔ اور اس دجال اور سفیانی کے لشکر کو غیبت میں زیادہ سے زیادہ کیا جائے ایسے لوگوں کو بڑھایا جائے کہ جب دجال آئے یہ اس کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو جائیں یہ شیطان کی کوششیں ہیں۔ ایک عام طریقہ جب انسان اپنی زندگی بچانا چاہتا ہے تو یہی کوشش کرتا ہے کہ جو ہمارے حامی ہیں ان کو بڑھایا جائے جو ہمارے مخالف ہیں ان کو کم کیا جائے۔ یہ

شیطان کی پلاننگ غیبت امام کے زمانے میں تاکہ جب امام آکے آواز دیں تو ماننے والے کم ہوں اور دشمنوں کے پاس زیادہ لوگ جمع ہو جائیں۔ جیسے مدینہ کے یہودی جو نبی اکرم کا انتظار کر رہے تھے۔ بعد میں خود ہی نبی کے دشمن بن گے۔ یہودیوں کو پہچان کیسے ہوئی کہ یہ چھ سال یا سات سال کا بچہ رسولؐ ہے خصوصیت کے ساتھ اس لیے کہ یہودی پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ جو بھی سازش کرنا چاہتے تھے پہلے ان کو یقین حاصل کرنا تھا کہ واقعا یہ رسولؐ ہیں یا نہیں یعنی یہودیوں کے دل میں یہ ہے کہ عبدالمطلب کی طرح ہم یہاں بھی دھوکہ نہ کھا جائیں کہ یہ بچہ اگر رسولؐ نہ نکلا اور ہم نے اس کو شہید کر دیا اور گھر میں جا کے اطمینان سے بیٹھ گئے اور بعد میں پتہ چلا کہ غلط آدمی کو ہم نے قتل کیا ہے سچا رسولؐ تو کہیں اور ہے تو ہمیں زیادہ نقصان ہوگا کیوں کہ رسولؐ جوان ہو جائے گا اور وہ طاقت ور ہوگا جو عبدالمطلبؑ کے ساتھ ہوا کہ عبدالمطلبؑ کو نہ پہچان پائے غافل ہو گئے عبدالمطلبؑ جوان ہو کر اتنے طاقت ور ہوئے کہ یہودیوں کو کے کی حد میں سے نکال دیا اور پھر یہودی جناب عبدالمطلبؑ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ تو آج اپنی کتابوں کی ساری نشانیوں سے انہیں یہ تو پتہ چل گیا کہ یہ بچہ رسول لگ رہا ہے مگر انہیں یقین حاصل کرنا ہے تاکہ ہم دھوکہ نہ کھا جائیں۔ یہودیوں نے یقین کیسے حاصل کیا بس اس کے بارے میں مجھے وضاحت کرنا ہے

نبوت کی نشانیاں::

تاریخ کہتی ہے کہ یہودیوں نے یہ دیکھ لیا کہ پیغمبر کی ساری نشانیاں اس بچے میں پائی جاتی ہیں پیغمبر اسلام کو خدا تعالیٰ نے 20 یا 22 جسمانی خصوصیات عطا کی تھیں پیغمبرؐ کے بالوں سے لے کر پاؤں تک جسم کے ایک ایک حصہ کی کوئی نہ کوئی خصوصیت ہے۔ مثلاً آنکھوں کی خصوصیت یہ کہ جس طرح پیغمبر کی آنکھیں سامنے دیکھتی ہیں اسی طرح پیچھے بھی دیکھتی ہیں پیغمبرؐ کے لیے سامنے اور پیچھے کا مسئلہ ہی نہیں پیغمبر کی آنکھ دونوں ڈائریکشن میں دیکھتی ہے اب پیغمبر کی جتنی جسمانی خصوصیات ہیں وہ تو سب اس بچے میں نظر آرہی ہیں چنانچہ یہودیوں کے دل کو 99 پرسنٹ یقین ہے کہ یہ رسولؐ ہے۔ مگر اس کو 100% یقین میں بدلنا ہے اس کے لیے ان کے پاس ایک ہی نشانی تھی کیا نشانی تھی ان کی کتابوں میں لکھا ہے جو آخری رسولؐ ہوگا اس کی بالکل یقینی نشانی ایک ہے وہ کیا علامت ہے وہ شاید علامت یہ ہو یہ لکھا ہے کہ اس رسول کو آگ میں ڈال دو تو آگ اسے نہ جلا پائے گی اگر اس رسول کو پانی میں ڈال دو تو پانی اسے غرق نہیں کر پائے گا یا شاید یہ لکھا ہو کہ اس رسولؐ پر تلواروں سے حملہ کرو تو تلواریں اسے نقصان نہیں پہنچا پائیں گی نہیں ان میں سے کوئی علامت نہیں لکھی ان سے بھی یقینی بات یہودیوں نے اب اس علامت کے ذریعے رسول کو پہچاننا چاہا عبدالمطلبؑ کے پاس آئے اور کہا ہم مہمان ہیں آپ کے آپ خانہ کعبہ کے متولی ہیں آپ کا مقام بلند ہے ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی

خدمت کریں آج بھی عراق ایران میں تو رواج ہے کہ آپ وہاں جائیں یہ جو متولی ہوتے ہیں ان کی خدمت کرنا پڑتی ہے انقلاب سے پہلے ایران میں بھی یہ رواج تھا ۔ جناب عبدالمطلبؑ کو دنیا بھر سے کے آنے والے دعوت اور ہدیے دیتے رہتے ہیں انہوں نے کہا ہم بھی آپ کے ہاں مہمان آئے ہیں خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے اور خانہ کعبہ کے متولی ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ کل ہمارے گھر میں دعوت ہو اور آپ اپنے پورے خاندان کے ساتھ تشریف لائیے ۔ جناب عبدالمطلبؑ نے مان لیا ٹھیک ہے ایک عام دستور ہے ۔ مکے کے یہودیوں نے ایک مرتبہ بات سے بات نکالی یہ بچہ کون ہے جو آپ کے ساتھ بیٹھا ہے جناب عبدالمطلبؑ کا مقام اتنا بلند ہو گیا تھا مکے میں کہ مکے والوں نے ایک خاص فرش بنایا تھا جناب عبدالمطلبؑ کے لیے اور مکے والوں کا آپس میں معاہدہ ہے کہ کوئی شخص اس فرش پر قدم نہیں رکھ سکتا ہے کیوں کہ یہ جناب عبدالمطلبؑ کی توہین ہے یہاں تک کہ جناب عبدالمطلبؑ کی سگی اولاد بھی اس پر قدم نہیں رکھتی حضرت ابو طالبؑ حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ بھی اپنے باپ کے احترام میں اس فرش سے ہٹ کر بیٹھتے ہیں ۔

رزق حرام ایمان کو ختم کرتا ہے ::

یہودیوں نے سوال کیا کہ یہ کون سا بچہ ہے جو آپ کے اتنا قریب بیٹھا ہے عبدالمطلبؑ نے کہا کہ یہ میرا پوتا ہے اور میرے اس بیٹے کی یادگار ہے جو جوانی میں انتقال کر گیا یہودیوں نے کہا ایسا لگتا ہے کہ آپ کو اس سے بہت محبت ہے تو ہماری

خواہش یہ ہے کہ کل اس بچے کو بھی اپنے ساتھ ضرور لائیں اصل مسئلہ اس بچے کو بلانا تھا مگر کس طرح کہیں اس طرح بہانہ نکالا اور جب یہ عبدالمطلبؑ نے کہا یہ تو میری پہلی شرط ہوتی ہے کہ میں جہاں جاؤں گا وہاں پہلے میرے پوتے کو بھی دعوت دی جائے میں اکیلے اس کو چھوڑ کر جاتا ہی نہیں۔ اگلا دن آیا اور پیغمبر اسلامؐ اپنے دادا کے ساتھ یہودیوں کے مکان میں پہنچے کھانے کا وقت آیا تو یہودیوں نے دسترخوان بچھایا تو جناب عبدالمطلبؑ اور ان کا سارا خاندان اس دسترخوان پر بیٹھ گیا خاندان بنو ہاشم کا ایک طریقہ تھا کہ یہ لوگ اس وقت تک کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے جب تک سردار عبدالمطلبؑ کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں اور حضرت عبدالمطلبؑ اس وقت تک پہل نہیں کرتے تھے جب تک پیغمبر اسلامؐ ہاتھ نہ بڑھائیں تو سارا خاندان عبدالمطلب کو دیکھ رہا ہے کہ سردار ہیں پہل ان کو کرنا ہے او عبدالمطلبؑ پیغمبر اسلام کو دیکھ رہے ہیں دیکھا کہ پیغمبر اسلام کا ہاتھ آگے نہیں بڑھ رہا۔ یہودی آیا آکر کہتا ہے کہ آپ ہمارے مہمان بن کر آئے ہیں بسم اللہ کیجیے جناب عبدالمطلبؑ نے کہا جب تک میرا یہ پوتا شروع نہیں کرے گا تو میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اب یہودی پیغمبرؐ کی جانب متوجہ ہوئے اور جس طرح بچوں کو باتوں باتوں میں کھلا کر کھلایا جاتا ہے ایسی باتیں شروع کیں سوال کیا کہ بھائی کیوں نہیں کھا رہے ہو کیا تمہیں یہ کھانا پسند نہیں بتاؤ کیا چاہیے ہم وہ کھانا پکائیں گے۔ پیغمبرؐ نے ایک ہی جواب دیا پیغمبر فرماتے ہیں کہ کھانا تو مجھے پسند ہے ایسی کوئی بات نہیں لیکن یہ کھانا میں کھا نہیں سکتا یہودیوں نے پوچھا کیوں پیغمبرؐ 6,7 سال کی عمر ہے کہا کہ

میں نہیں کھا سکتا یہودیوں نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم کھلائیں پیغمبرؐ نے کہا کہ ذرہ کھلا کے دیکھ لو یہ کھانا میرے ہونٹوں سے مس بھی نہیں ہو گا۔ اب یہودی ذرہ ٹھنڈے دل کے ساتھ کیوں کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ان کی کتابوں میں لکھا ہے اگر سچا رسولؐ ہے تو یہی واقعہ پیش آئے گا انہوں نے ایک مرتبہ نوالہ توڑا سالن میں بھگویا اور پیغمبر کو کھلانا چاہا مگر عجیب بات یہ ہے کہ یہ یہودی باری باری یہ دیکھ رہا ہے کہ وہ آگے بڑھتا ہے اس کا ہاتھ پیغمبرؐ کے ہونٹوں کے قریب آتا ہے ادھر پیغمبرؐ کے داہنے مبارک کے قریب ہاتھ آیا اور ایک مرتبہ نوالہ خود بخود ہاتھ سے گر جاتا ہے سارے یہودی کوشش کر کے حیران ہو گئے مگر خدا معلوم کون سی ایسی طاقت تھی کہ خود بخود یہ لقمہ دستر خوان پر گر جاتا ہے اور پیغمبرؐ اطمینان سے بیٹھے ہیں سارا خاندان بنو ہاشم حیران بیٹھے ہیں یہودیوں کو تو پریشان ہونا چاہئے ان کو معلوم تھا کہ یہ واقعہ پیش آ کے رہے گا اگر یہ سچا رسولؐ ہے اب آخری نشانی رہ گئی تھی کہا کہ شاید اس کھانے میں کوئی خرابی ہو اپنے ساتھیوں سے کہا وہ دوسرا کھانا لے کے آؤ جو ہم نے بعد میں پکوایا ہے وہ دوسرا کھانا لایا گیا۔ دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اس کے بھی نوالے پیغمبر کو کھلانے کی کوشش کی جارہی ہے لیکن ادھر یہودیوں کا ہاتھ پیغمبرؐ کے داہنے کے قریب آتا ہے اب یہ ہاتھ چلتا تو بالکل سیدھے راستے پر ہے پیغمبرؐ کے ہونٹوں کے قریب آ کر یہ دائیں طرف نکل گیا یا بائیں طرف ایک عجیب تماشہ بن گیا دستر خوان پہ ہر یہودی آ کے ٹرائی کر رہا ہے اور ہر ایک کو ناکامی ہو رہی ہے یہاں تک کہ بحیرا ہر بڑی پریشانی کا اظہار کیا اور حضرت عبدالمطلبؑ سے کہا خدا معلوم کیا بات ہے کہ آج

اس دسترخوان پہ عجیب وغریب واقعات پیش آرہے ہیں۔ خیر ہم معذرت خواں ہیں لیکن دل ہی دل میں مطمئن ہو گئے اور ادھر جناب عبدالمطلبؑ واپس گئے فوراً یہودیوں کی میٹنگ ہوئی اور کہا کہ ہم نے پہچان لیا یہ سچا رسولؐ ہے اب یہ کوشش کرو کہ یہ اس بچپنے کی حالت میں مارا جائے جوان ہو گیا تو مشکل ہو جائے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہودیوں کو کیسے پتہ چلا کہ یہ سچا رسولؐ ہے یہودیوں کی ایک کتاب آخری نبی کے بارے میں اس میں ایک علامت لکھی گئی کہ آخری رسول کی نشانی یہ کہ اگر کوئی حرام رزق ہوگا تو وہ پیغمبر اسلامؐ کے ہونٹوں سے مس بھی نہیں ہو سکے گا اور جب بھی ایسا نوالہ لے جایا جائے گا تو نوالہ خود بخود دسترخوان پہ گر جائے گا اور دوسری نشانی یہ لکھی کہ مشتبہ رزق ہو مشکوک جس کے حلال اور حرام ہونے کے بارے میں علم نہ ہو سکے وہ نوالہ کبھی اس کے ہونٹوں کے قریب پہنچے گا تو یا دائیں نکل جائے گا یا بائیں نکل جائے گا حرام رزق وہ تو اتنا بدتر ہے فوراً زمین پہ گر جائے گا اور مشکوک رزق مگر زمین پر بھی نہیں گرے گا اور پیغمبرؐ کے ہونٹوں سے بھی مس نہ ہو پائے گا چنانچہ یہودیوں نے آج کی دعوت اس طرح کی تھی کہ پہلا کھانا وہ کہ حرام کھانے کو لے کر آئے حرام پیسے سے کھانا تیار کیا گیا اور دوسرا کھانا وہ مشکوک تھا کہ کی ایک بیوہ عورت زبیدہ جو مرغی اور انڈے کا کاروبار کرتی تھی اس کے گھر رات کو دیوار پھلانگ کے گئے تھے یہ سامان لے آئے یہ شک کر کے اپنے آپ کو یہ کہہ کر کہ ہم جا کر اگلے دن اس کے پیسے دیں گے مگر ابھی اس کی اجازت نہیں تو یہ مشکوک کھانا ہو گیا۔ اب ذرہ دیکھیے یہ دو نشانیاں ان کی کتابوں میں لکھی

ہیں کہ آخری نبی کی پہچان ہو رہی ہے یہاں پر میں ایک بات اور بتا دوں پیغمبر اسلامؐ کے بارے میں تاریخ یہ بتاتی ہے کہ مدینے کے اندر ایک مرتبہ رسولؐ خدا کو زہر دیا گیا خیبر کی فتح کے بعد اور وہ زہر پیغمبرؐ کے جسم تک پہنچ گیا اور پیغمبرؐ کے جسم کو نقصان پہنچایا یعنی نبیؐ کے جسم میں زہر پہنچ سکتا ہے حرام رزق کوئی اتنی بدترین چیز ہے کہ زہر تو نبیؐ کے جسم میں پہنچے گا لیکن حرام نوالہ نبیؐ کے ہونٹوں کے قریب بھی نہ پہنچنے پائے گا ایک بات اور میں بتا دوں یہ جو موقعہ یہودیوں کے لیے یہ پیغمبر اسلامؐ کی پہچان کا موقع ہے اگر ان کو یقین ہو جائے کہ یہ رسولؐ ہیں تو ساری دشمنیاں رسولؐ کی ذات سے مربوط ہو جائیں گی اور اگر اس امتحان میں یہودی ناکام ہو جاتے تو پھر وہ پیغمبرؐ کو چھوڑ کہیں اور جا کے تلاش کرتے رسول کو یعنی پیغمبرؐ کی جان کی حفاظت کا مسئلہ ہے اور اللہ کا طریقہ کیا ہے حضرت موسیٰؑ کے سرپرست ہیں۔ ایک دن فرعون اپنی بیوی آسیہ کے پاس اس وقت آیا جب وہ موسیٰؑ کو کھلا رہی تھیں اور فقط اس لیے کہ آسیہ اس بچے سے بہت محبت کرتی ہیں فرعون نے موسیٰؑ کو اپنی گود میں لیا موسیٰؑ ایک ایسے دشمن خدا کی گود میں پہنچے جو نبی اور معصوم ہیں تڑپ اٹھے اور فوراً فرعون کی داڑھی میں ہاتھ ڈالا اور اس انداز سے اسے کھینچا کہ فرعون تڑپ اُٹھا اور جلدی سے موسیٰؑ کو گود میں سے اُتارا لیکن گود میں سے اُتارنے کے بعد جناب آسیہ سے کہتا ہے کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ بچہ میرا دشمن ہے آسیہ نے کہا نہیں بچے تو ہر چمکتی ہوئی چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں یہ موتیوں کو دیکھ کہ اس کا ہاتھ تمہاری داڑھی کی طرف گیا تھا فرعون کہتا ہے کہ نہیں مجھے اندازہ ہے بچے کا ہاتھ کسی اور انداز سے بڑھتا ہے

یہ بچے کا ہاتھ نہیں لگ رہا تھا یہ دشمن کا ہاتھ لگ رہا تھا آخر یہ طے پایا کہ یہ دیکھا جائے یہ بچپنے کی ادا ہے یا سوچ سمجھ کر فرعون کو نقصان پہنچایا گیا کس طرح امتحان لیا گیا مشہور واقعہ ہے کہ دھکتے ہوئے انگارے منگوائے گئے موسیٰ نبی جانتے ہیں کہ یہ آگ ہے آگ کو اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہیں مگر پروردگار کا حکم آرہا ہے اے موسیٰ "اگر تم نے اس وقت یہ جلتے ہوئے کوئلے نہ اٹھائے تو تمہارا راز کھل جائے گا یہ پتہ چل جائے گا کہ تم نبی ہو یہ پتہ چل جائے گا کہ تم فرعون کے دشمن ہو اور تمہاری جان خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس وقت تمہاری جان کو بچانا زیادہ اہم ہے موسیٰ" ان جلتے ہوئے انگاروں کو اٹھالو اور اسی طرح اپنے منہ میں رکھ لو جس طرح بچہ ہر چیز اٹھا کے منہ میں رکھتا ہے موسیٰ" کا دل نہیں چاہ رہا مگر حکم خدا آ گیا کہ میرے نبی کی جان کو بچانے کے لیے اس وقت آگ کو بھی ہاتھ میں لیا جا سکتا ہے موسیٰ" نے آگ کو لیا اور اپنے منہ میں رکھا چنانچہ آگ مشہور روایت یہی ہے کہ حضرت موسیٰ" کی زبان ان کوئلوں کی وجہ سے جلی اور اس انداز سے زبان جل گئی کہ ساری زندگی زبان میں لکنت رہی یہی وجہ ہے جب نبوت کا اعلان کیا تو خدا نے کہا فرعون کے پاس جا کے اپنے دین کو پیش کرو تو درخواست کی تھی پروردگار میرے بھائی ہارون کو بھیجا جائے کیونکہ میری زبان میں گرہ ہے" واحلل عقدۃً من لسانی "میری زبان میں گرہ ہے اور میرا بھائی افصح منی مجھ سے زیادہ فصاحت رکھتا ہے پورا واقعہ ہی کہ حضرت موسیٰ" نے آگ کو منہ میں رکھا تو نبی کی جان کو خطرہ ہو جائے تو آگ کو بھی منہ میں رکھا جا سکتا ہے تا کہ نبوت کا راز پوشیدہ رہے لیکن رزق حرام کوئی اتنی

بدترین چیز ہے زہر نبی کے حلق سے اتر سکتی ہے مگر رزق حرام نبی کے ہونٹوں کے قریب نہیں جا سکتا چاہے نبی کی جان کو خطرہ ہی کیوں نہ پیش آ رہا ہو۔ دیکھئے خطرہ تو ایک ہی ہے جو خطرہ موسیٰؑ کو فرعون سے تھا وہی خطرہ رسول کو یہودیوں سے ہے۔ پروردگار عالم کی قدرت اگر ہے تو وہ موسیٰؑ کو بھی بچا سکتی ہے اگر موسیٰؑ کا راز کھل گیا کہا کہ نہیں راز کو چھپاتا ہے پیغمبر اسلام کی نبوت کا راز کھل رہا ہے۔ کہہ دیا خدا نے اے میرے حبیب رزق حرام اتنی بدترین چیز ہے کہ اگر تمہاری جان بھی خطرے میں پڑ جائے تو کوئی بات نہیں تمہاری نبوت ظاہر بھی ہو جائے تو کوئی بات نہیں رزق حرام تمہارے ہونٹوں کے قریب نہیں آنا چاہیے۔ تو پتہ چلا اگر میں سیرت رسولؐ اور سیرت موسیٰؑ کی روشنی میں یہ غلط جملہ نہ ہوگا اگر ہم اپنے گھروں میں حرام رزق لے آتے ہیں اگر ہم اپنے بچوں کو حرام روزی کھلاتے ہیں اگر ہمارے ہاں حرام پیسہ استعمال ہو رہا ہے اسلام کی نگاہ میں یہ زہر کھانے سے زیادہ بدتر ہے یہ آگ کھانے سے زیادہ بدتر ہے آگ کھلائی جا سکتی ہے زہر کھلایا جا سکتا ہے حالت مجبوری میں مصلحت کے تحت مگر رزق حرام کبھی بھی استعمال نہیں کیا جا سکتا اور یہ بات ہے یعنی بالکل واضح کسی بھی مومن سے پوچھیں تمہارے نزدیک سب سے قیمتی چیز کیا ہے کہ زندگی رہی تو دوبارہ کما لیں گے لیکن اگر عزت نہ رہی تو دوبارہ نہیں آسکے گی عزت بڑی اہم ہے لیکن نہیں عزت سے زیادہ جان قیمتی ہوتی ہے اسی لیے شریعت کا بھی حکم ہے اگر کبھی جان کو خطرہ ہے تو اپنی عزت کو جانے دو مگر جان سے زیادہ ایمان قیمتی ہوتا ہے اسی لیے حکم اسلامی ہے کہ اگر کبھی تمہارا ایمان خطرے میں پڑ رہا

ہے تو جان دو اور اپنے ایمان کو بچالو تو زہر ہماری جان کو نقصان پہنچاتا ہے اور رزق حرام ہمارے ایمان کو نقصان پہنچاتا ہے ایمان بچانا زیادہ اہم ہے اسی لیے نبی اور امام کو زہر استعمال کرنے کا حکم دے دیا گیا مگر حرام لقمہ کبھی نبی اور امام کے حلق سے نہ اترا۔ اب یہاں دو پیغام ہیں ہمارے لیے اس واقعے میں پہلا پیغام یہ کہ وہ نبی اور امام جو زہر کو کھانا پسند کرتے ہیں مگر رزق حرام اُن کے ہونٹوں کے قریب نہیں آسکتا جو آگ کھا لیتے ہیں مگر رزق حرام کبھی استعمال نہیں کرتے اگر نبی یا امام منظر دیکھے میرا ماننے والا میرا کلمہ پڑھنے والا میری دعوت کر رہا ہے اور میری دعوت میں وہ بدترین چیز رکھ رہا ہے کہ اگر زہر رکھا تو مجھے اتنی تکلیف نہیں ہوگی اندازہ کریں امام کے دل کو کتنی تکلیف پہنچے گی اگر ہم امام کے سامنے رزق حرام رکھ دیں تو امام سوچیں گے یہ تو وہ چیز ہے جو ہمارے نزدیک زہر سے بدتر ہے یہ آپ میں سے یا ہم میں سے کوئی برداشت کرسکتا ہے کہ امام ہمارے گھر میں مہمان آئیں اور ہم ان کو زہر کھلائیں (معاذ اللہ) ہم امام کو آگ کے انگارے کھلائیں قطعاً نہیں کون مومن اسے برداشت کرے گا مگر عجیب بات یہ ہے کہ زہر کی بات کیلئے تو مومن تڑپ اُٹھتا ہے آگ کھلانے کی بات کیلئے تو مومن گھبرا اُٹھتا ہے لیکن وہ ان سے زیادہ بدتر چیز اپنے معصوم امام کے سامنے لاکر پیش کرتا ہے کیا یہ مسئلہ واضح نہیں کہ انسان کی کمائی رشوت کی نہیں انسان کی کمائی سود کی ہے انسان کی کمائی جھوٹ کی کمائی ہے انسان کی کمائی ملاوٹ کے مال کو بیچنے سے ہے رزق حرام کی اسلام میں جتنی بھی صورتیں ہیں چار صورتیں اسلام نے بتائی ہیں رزق حرام کی بالکل واضح پہلا تو یہ کہ وہ چیز ہی حرام

ہے جیسے شراب شراب کو بیچ کے جو پیسہ ملے وہ سارا کا سارا حرام ہے جیسے سود کا کاروبار کرے یا سودی ادارے کا حساب کتاب رکھے جو تنخواہ ملے وہ ساری کی ساری حرام ہے جیسے گانا گانے والے یا گانا گانے والی کی اُجرت ہے جتنا پیسہ وہ کمارہے ہے وہ حرام ہے جیسے میوزک سنٹر کھول کر ویڈیو کیسٹ یا آڈیو کیسٹ وہ کرائے پر دینا یا بیچنا جس میں گانے بھرے ہوئے ہیں یہ ایک ایک پیسہ اس کے گھر میں آرہا ہے یہ سب کا سب حرام ہے یہ حرام نمبر ایک ہے یہ سارا کا سارا حرام ہے اس کے بعد نمبر 2 حرام آتا ہے جہاں حلال اور حرام ملا ہوا ہوتا ہے یہ بھی حرام ہے اسلام کی نگاہ میں اگر حرام وحلال مل جائے تو سارا کا سارا حرام ہو جاتا ہے جیسے پانی کے مٹکے میں اگر پورا صاف پانی بھرا ہوا ہے اور دو قطرے اس میں پیشاب کے گر جائیں تو پاک اور نجس پانی مل گیا لیکن سارا کا سارا پانی نجس ہو گیا اسی طرح وہ بھی رزق حرام ہے جہاں انسان حلال وحرام کو ملا دیتا ہے اس کی بہترین مثال نائی کا پیشہ اور حجام کی دکان ہے بال بنائے جاتے ہیں یہ حلال ہے خط بنایا جاتا ہے اس کی اُجرت حلال ہے شیو بنایا جاتا ہے اسکی اجرت حرام ہے اب یہ حلال وحرام مل کے آرہا ہے کہ حلال وحرام ایک ساتھ استعمال ہو رہا ہے یہ بھی اسلام کی نگاہ میں حرام ہے اور حرام میں وہ بھی آجاتا ہے۔ انسان کا اصل کام تو حلال ہے لیکن حلال کام کی خاطر اسے حرام کرنا پڑ رہا ہے ایک عورت بالکل جائز اور حلال پیشے میں کام کر رہی ہے ٹیچر ہے لیڈی ڈاکٹر ہے کسی دفتر میں کام کر رہی ہے مگر کوئی حرام کام نہیں البتہ اس جائز کام کے لیے اسے پردہ اُتارنا پڑ رہا ہے اور بے پردہ ہو کے اسے نوکری مل

رہی ہے اب کام حلال تھا مگر ایک حرام کرنا پڑا اس لیے اس کی خاطر یہ بھی حرام کے زمرے میں آگیا ایک مرد ہے جو کہتا ہے مجھے نوکری ملتی ہے مگر ایک شرط ہے کہ مجھے داڑھی کو صاف کرنا پڑے گا کچھ ایسے پیشے بھی ہوتے ہیں سیلز مین کو بڑا اسمارٹ ہونا چاہئے پبلک ڈیلنگ والے آدمیوں کو بڑا اسمارٹ ہونا چاہئے بینک کے اندر لوگوں کو بڑا اسمارٹ ہونا چاہئے اور اسمارٹ کی ایک نشانی ہے کہ انسان گناہ کرے اور داڑھی کو منڈوائے اب وہ اپنی مرضی سے داڑھی صاف کرواتا ہے وہ تو ایک الگ مسئلہ ہے اگر یہ کہہ کہ اس کے بغیر میں نوکری نہیں کرسکتا تو یہ حلال نوکری بھی حرام میں تبدیل ہوگئی اس اعتبار سے کہ اس کی خاطر ایک حرام کام کرنا پڑ رہا ہے جیسے وہ چوڑیاں بیچنے والا چوڑی بیچنا اسلام میں حلال پیشہ ہے لیکن اگر نامحرم کا ہاتھ پکڑ کر یہ چوڑی پہنانا پڑے تو یہ حلال حرام میں بدل گیا یہ بھی رزق حرام میں آتا ہے۔ آج امام کو زہر دیجئے اس سے زیادہ افسوس ہوگا اگر آپ رزق حرام دیجئے مگر آپ یہ منظر میں دیکھتے ہیں کہ حرام رزق ہے اور اس حرام سے ۲۲ رجب کی نیاز ہو رہی ہے یہ آخر کس کے لیے کونڈے کئے جا رہے ہیں یہ امام کے لیے نیاز پیش کر رہے ہیں دستر خوان مگر حرام پیسے کا دستر خوان ہے تو امام کو لگتا ہے کہ زہر یا اس سے بھی بدتر چیز مجھے پیش کی گئی امام کے نام پہ انسان ہو اور خرچ کرتا رہتا ہے سبیل میں چندہ دے دیجئے مسجد میں چندہ دے دیجئے دستر خوان کیا بکرہ عید کی قربانی کی 15 شعبان کی نذر و نیاز مسجد میں افطاری بھجوائی مگر سب رزق حرام کے ذریعے سے تو گویا یہ ایسا ہے کہ آدمی زہر سے زیادہ بدتر چیز امام کی خدمت میں پیش کر رہا ہے ہاں اتنا ضرور ہے

چونکہ اس کی نیت یہ نہیں ہے اس لیے امام اس کو اپنا دشمن نہیں سمجھیں گے مگر ناراض ضرور ہوں گے ایک ایسا گروہ پیدا ہوتا ہے ہمارے ہاں جو بعض اوقات ان چیزوں سے اتنا گھبرا جاتا ہے یہ کہتا ہے کہ پھر یہ نیکی کا کام ہی کیوں کروں ایک تو نیکی کا کام بھی کرو اور اوپر سے ڈنڈے بھی کھاؤ اس سے اچھا یہ ہے کہ کچھ کرو بھی نہیں جیسی زندگی گزر رہی ہے گزر جائے گی اسی لیے مجھے یہ جملہ کہنا پڑا کیونکہ نیت ہماری خراب نہیں اس لیے امام ہمیں اپنا دشمن نہیں سمجھیں گے امام ہمارے جذبے کو ضرور دیکھیں گے کہ ہمارے نام پہ یہ اتنی قربانی دے رہا ہے ہماری خاطر یہ اتنا خرچہ کر رہا ہے اس سے شاید امام راضی اور خوش بھی ہو جائیں مگر سوچنے کی بات ہے امام اگر ناراض نہ ہوں تب بھی ہمیں تو اپنے آپ سے پوچھنا ہے کہ اتنا مہربان امام کہ ہم نے غلط چیز بھی پیش کی تو انہوں نے قبول کر لی مگر کیا ہمارا یہ طریقہ صحیح ہے کیوں کہ امام ہم پر کوئی اعتراض نہیں کر رہے اس لیے ہم غلطی پہ غلطی کرتے چلے جائیں کم سے کم ان مقامات پر تو ہم رزق حلال استعمال کریں کیونکہ امام کی نگاہ میں یہ بدترین تحفہ ہے جو کہ رزق حرام کی صورت میں دیا جاتا ہے۔

رزق حرام دشمنی اہلبیت پیدا کرتا ہے::

یہ دوسرا پیغام اور فقط امام ہی کا مسئلہ نہیں آپ جا کر اپنے بچوں کو اگر رزق حرام دیں آپ اگر اپنے گھر والوں کو جا کر یہ رزق حرام دیں یہ بھی بڑی خرابی ہے اس لیے یہ شیطان کا بار بار اعلان ہے کہ امام کے ماننے والوں پر میں آسانی سے

قابو نہیں پا سکتا ہوں بس مجھے بہترین موقع ملتا ہے جب وہ اپنے رزق کی جانب سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں اس لیے کہ رزق حرام دشمنی اہلبیتؑ کی بنیاد ہے یہ دشمنی اہل بیتؑ کہاں سے آگے بڑھتی ہے یہ رزق حرام کا نتیجہ ہوتا ہے اور ذہن میں رکھئے میرا موضوع کیا ہے امام زمانہؑ دشمن پیدا ہو جائیں گے ماننے والو میں شیطان امام کے دشمن بڑھائے گا تو آخر کس طرح رزق حرام کے ذریعے سے تب ہی تو معصوم نے آخری زمانے کی نشانی یہ ہے اگر کہہ دو کہ تمہیں ایک درہم حلال کا کما کے لاتا ہے تو شیطان نے آخری زمانے میں رزق حلال کو اتنا مشکل بنا دیا ہو گا کہ ستر درہم حرام کے آسانی سے مل جائیں گے ایک درہم حلال کا مومن کو نہیں مل پائے گا۔ تو شیطان کی یہ کوشش ہے کہ آخری زمانے میں رزق حرام کو بڑھا دو جب رزق حرام بڑھائے گا خود بخود امام کے دشمن بڑھ جائیں گے۔ چنانچہ سفیانی اور دجال کا لشکر بڑا ہو جائے گا اور امام کا لشکر چھوٹا ہو جائے گا۔ میں ایک واقعہ پیش کر دو کہ دشمنی اہل بیتؑ کہاں سے پیدا ہوتی ہے۔ کربلا کا میدان ہے عاشور کی صبح ہے۔ امام مظلومؑ نے نماز صبح کے بعد لشکر یزید کی تیاری کو دیکھ کر اپنے لشکر کو بھی تیار کرایا۔ میمنہ، میسرہ، قلب لشکر، مقدمۃ الجیش پورا لشکر تیار ہو گیا مگر تمام حجت کے لیے حسینؑ ایک مرتبہ آگے بڑھے اور کہا کہ میرے ساتھیوں تم یہاں ٹھہرو میں جنگ کرنے نہیں جا رہا ہوں ایک مرتبہ اور انہیں بتانے جا رہا ہوں کہ یہ کون سا گناہ کر رہے ہیں۔ حسینؑ آگے بڑھے اور ایسے مقام پر جا کے رکے کہ اپنے لشکر سے دور اور عمر سعد کے لشکر کے قریب آ گئے ہیں۔ سارا لشکر اور عمر سعد حیران ہو گیا۔ اکیلے حسینؑ یہاں کیوں

آ رہے ہیں اور جب سارا لشکر حسینؑ کو دیکھ رہا ہے حسینؑ نے عین اس وقت سواری کے جانور کو منگوایا حسینؑ گھوڑے پہ سوار ہیں اونٹ منگوایا گھوڑے سے اترے اور اونٹ پر سوار ہو گئے۔ یہ تیاری حسینؑ اپنے لشکر میں بھی کر سکتے تھے مگر نہیں فوج یزید کو بتانا ہے کیونکہ عرب میں گھوڑا جنگ کی نشانی ہے اونٹ امن اور صلح کی نشانی ہے۔ حسینؑ اونٹ پر بیٹھے۔ بتایا نہ ہم پہل کرنا چاہتے ہیں نہ مقابلہ اور اس کے بعد ایک عظیم خطبہ دیا کربلا کے میدان میں اے لشکر یزید کیا تم نہیں جانتے کہ میں کون ہوں مجھے پہچانو جو جانتا ہے وہ جانتا ہے جو نہیں جانتا وہ جان لے۔ میں محمد مصطفیٰؐ کا نواسہ ہوں علیؑ اور فاطمہؑ کا بیٹا ہوں میری نانی خدیجۃ الکبریٰؑ ہے میرے چچا جعفر طیارؑ ہیں ہمارے خاندان میں سید الشہداء حمزہؑ گزرے باپ، ماں، نانا، نانی، چچا سب کے ذریعے اپنا تعارف کروایا۔ حسینؑ نے کہا کل کوئی یہ نہ کہ ہم دھوکے میں کربلا آ گئے ہمیں تو کسی نے بتایا ہی نہیں کہ یہ حسینؑ ہے۔ اور پھر کہا اے لشکر یزید میں دیکھ رہا ہوں تم میرے نانا کے زمانے کے صحابی تھے کیا تمہیں پتہ نہیں کہ میرا نانا مجھ سے کتنی محبت کرتا تھا۔ میرا نانا مجھے دیکھتا تو منبر سے اُتر آتا میرا نانا میری خواہش سنتا تھا تو عید گاہ میں میرے لیے سواری بن کے مجھے اپنی کمر اور پشت پر سوار کراتا تھا۔ کیا تمہیں یاد نہیں میں نانا کی پشت پہ سوار ہو جاتا تھا تو میرا نانا سجدے سے سر نہیں اُٹھاتا تھا ایک ایک واقعہ یاد دلا رہے ہیں تا کہ اگر کوئی بھول گیا ہے تو اسے یاد آ جائے اور دیکھو میرے سر کے عمامے کو دیکھو یہ میرا عمامہ نہیں ہے یہ میرے نانا کا عمامہ ہے۔ یہ عباء میرے نانا کی عباء ہے یہ عصاء میرے نانا کا عصاء ہے یہ موزے

میرے نانا کے موزے ہیں یہ نعلین میرے نانا کی نعلین ہے یہ سواری میرے نانا کی سواری ہے۔ تبرکات رسولؐ کے ذریعے اپنا تعارف کروایا حسینؑ نے ہر طرح سے اپنا تعارف کرادیا اپنی راشتے داری بتائی اپنے فضائل بتائے تبرکات رسولؐ دیکھائے اور آخر میں ایک عجیب بات کہی کہ اگر میری ان باتوں پہ تمھیں یقین نہیں آرہا تو مجھے ایک عام مسلمان سمجھو۔ نہ مانو۔ رسولؐ کا نواسہ ایک عام مسلمان سمجھو ایک عام مسلمان کو کب قتل کیا جاسکتا ہے جو تم میرے قتل کے در پے ہو۔ کیا میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے کوئی مقتول کا وارث جو آکر اپنے مقتول کا مجھ پہ دعوی کرتا ہے۔ بتاؤ میں نے کون سی غلطی کی ہے جس کی وجہ سے میں واجب القتل ہوں۔ کیا میں نے معاشرے میں کوئی فساد برپا کیا ہے کیا میں نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا ہے ایک عام مسلمان کے حقوق جو اسلامی معاشرے میں ہیں مجھے عام مسلمان سمجھ کے بتاؤ میں نے کون سا ایسا جرم کیا ہے۔ سارا لشکر خاموش ہے مگر یہ ساری گفتگو کرنے کے بعد ایک آخری جملہ کہا اور میرے مولا واپس آگئے جواب نہیں سنا میرے مولا نے کہا کہ میں نے وہ کہہ دیا کہ میدان قیامت میں میری حجت تم پہ تمام ہوئی لیکن مجھے یہ معلوم ہے تم پہ اثر کچھ نہ ہوگا مولا کیوں اثر نہیں ہوگا امام نے کہا "ولقد مولیت بطونکم من الحرام" تمہاری خرابی یہ ہے کہ تمہارا پیٹ حرام رزق اور حرام روزی سے بھرا ہوا ہے اور جب انسان کے پیٹ میں حرام لقمے ہوتے ہیں اور اس کے جسم کی ساری طاقت حرام سے آتی ہے تو اگر حسینؑ جیسا امام معصوم بھی نصیحت کرے تو بھی انسان قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور دشمن

حسینؑ بن جاتا ہے۔ تو کربلا کے میدان میں حسینؑ کے دشمنوں کی اتنی بڑی تعداد کیوں آ گئی حرام رزق کی وجہ سے حرام روزی کی وجہ سے کیا شیطان کو یہ معلوم نہیں ہو گا کہ اگر دشمن اہل بیتؑ بنانا ہیں اور ایسا دشمن اہل بیتؑ جو امام کے خلاف تلوار نکال لے۔ کربلا کے دشمن کوئی معمولی دشمن نہیں یہ وہ تھے جو امام کے خلاف تلوار بھی بے جھجک نکال لیتے تھے ایسا دشمن بنانا ہے تو مسلمان اور مومن کے رزق کو حرام میں تبدیل کر دو۔ اس کے بعد شیطان کہتا ہے میرا آدھا کام ہو گیا جو یہ کھائیں گے حرام رزق ان کے ایمان کو خراب کرتا چلا جائے گا۔ چنانچہ کربلا کے واقعے کے بعد امام زمانہؑ کے خلاف بھی شیطان کے پاس بھی طریقہ بھی ہے کہ امام کے آنے سے پہلے رزق حرام کو دنیا میں اتنا پھیلا دو کہ امام کے ماننے والے بھی اس دنیا کے رنگ میں رنگ کے رہ جائیں اور ان کو کچھ پتہ نہ چلے کہ ہم کتنی بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ بعض ایسی غلطیاں ہوتی ہیں کہ خود انسان کو احساس نہیں ہوتا آپ ڈاکٹروں سے جا کے پوچھیں وہ بتاتے ہیں کہ آجکل غذا میں لوگ کچھ ایسی چیزیں استعمال کرتے ہیں ان کو اندازہ نہیں ہوتا بڑھاپے میں جا کر پچھتاتے ہیں مگر اس وقت معاملہ ان کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے چکنائی کا حد سے زیادہ استعمال بعد میں دل پکڑ کے بیٹھ جاتے ہیں مگر اس وقت معاملہ ان کے ہاتھ نکل جاتا یہی مسئلہ رزق حرام کا بھی ہے کہ آج مزہ آ رہا ہے رزق حرام میں جس طرح شکر کے استعمال سے مزہ آتا ہے چکنائی کے استعمال سے کھانے کا مزہ آتا ہے ذائقہ بڑھ جاتا ہے تیز قسم کے مصالحے خاص قسم کا مزہ انسان کو دیتے ہیں مگر پتہ نہیں اس عارضی مزے کے بعد تکلیف کتنی ہے یہی

رزق حرام کا مسئلہ ہے کیونکہ آج مزہ بہت آتا ہے یہ سہولت ہمارے ہاتھ میں ہے ہمارے بچے کی ہر خواہش پوری ہو جائے گی ہمارے گھر کے ہر کمرے میں ایئر کنڈیشن لگا ہو گا حلال وحرام کے مسئلے میں کان بند کر لو مگر میدان قیامت میں اس کا نقصان جو ہے وہ تو ہے اس سے بڑا نقصان یہ ہے کہ امام زمانہ کی دشمنی ہمارے دلوں میں آجائے گی آج ہمیں کچھ پتہ نہ ہو گا جیسے شکر کھانے والے کو یہ نہیں پتہ کہ کل میرے ساتھ کیا ہو گا چکنائی کھانے والے کو کیا پتہ کہ کل میرے ساتھ کیا ہو گا سگریٹ پینے والے کو آج نہیں پتہ کہ کل کیا ہونے والا ہے اسی طرح رزق حرام کھانے والے کو بڑا اطمینان ہے جی نہیں میں سارے گناہ کروں گا مگر محبت اہل بیت کو کبھی نہیں چھوڑوں گا لیکن اسے کیا پتہ وہ ایک ایسی چیز استعمال کر رہا ہے کہ ایک دن معاملہ بھی اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا یہی وجہ ہے کہ شیطان کا سب سے زیادہ زور رزق حرام کے بارے میں ہے ایک دفعہ لقمہ حرام کھالو تو خود بخود دشمن امام بنتے جاؤ۔

تربیت اولاد (کب ' کیسے اور کیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک ھذا القرآن ۔

والدین کی ذمہ داریاں ::

پروردگار عالم نے ایک اور حکم جو ہر ایک شخصیت کو دیا ہے ۔ جو اپنے خاندان میں سربراہ ہے جو اپنے خاندان کا بڑا ہے مجھے یا تمہیں اپنی اولاد یا چھوٹوں کے درمیان عدالت کو برقرار رکھنا ہے ۔ اسلام میں توحید کے بعد جو سب سے اہم حکم ہے وہ عدالت کا ہے کسی پہ ظلم نہ ہونے پائے کسی سے زیادتی نہ ہونے پائے اور خصوصیت کے ساتھ والدین کے لیے یہ مسئلہ اسلام نے بہت اہم بنایا ہے کہ تمہیں اپنی اولاد کے درمیان فرق نہیں کرنا ہے ۔ تمہیں اپنی اولاد کے درمیان ظلم نہیں کرنا ہے اور ایسا نہ ہو کہ تمہیں کسی کی محبت غافل واندھا کردے تو باپ ہونے کے باوجود تم بیٹے کے مجرم قرار پاؤ ۔ ماں ہونے کے باوجود تم اولاد کی مجرمہ قرار پاؤ ۔ البتہ صرف ایک مقام پہ یہ اجازت دی گئی ہے کہ اولاد میں فرق کیا جاسکتا ہے ۔ یہ وہ مرحلہ ہے جب اولاد سمجھدار ہوگئی ' باشعور ہوگئی اچھائی اور برائی کو سمجھنے لگی ' تو والدین نے اپنی اس ذمہ داری کو شروع کیا کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کررہے ہیں ۔ باپ اور ماں کا فریضہ ہے ' صرف یہ نہیں ہے کہ وہ اولاد کے پیدا کرنے کے بعد یہ سمجھیں

کہ اب ہماری ذمہ داری ختم ہے اب ہمارے بیٹے اور بیٹی کی ذمہ داری شروع ہے کہ وہ ہمارا احترام کریں اور وہ ہماری عزت کریں اور وہ قرآن کی ساری آیتیں معصومین کی ڈھونڈ کے لائی جائیں کہ جس میں والدین کی عزت واحترام کا حکم دیا گیا یہ تو بعد کا مسئلہ ابتداء میں والدین پہ یہ ذمہ داری عائد کی جاتی ہے کہ تمہیں اپنی اولاد کی تربیت کرنا ہے اور تربیت کچھ اس انداز سے کرنا ہے کہ تمہاری اولاد دنیا میں کامیاب ہو یا نہ ہو مگر آخرت میں اسے کامیاب ہونا ہے۔ دنیا والوں کو خوش کر سکے یا نہ کر سکے' مگر پروردگار کو خوش کرنے کا راستہ اسے اختیار کرنا ہے ہاں دین کی تربیت کے ساتھ اگر اولاد کی دنیا بنانے کی کوشش کی جائے کوئی حرج نہیں بلکہ یہ بھی ایک عبادت ہے لیکن دین کو نظر انداز کر کے اولاد کی دنیا بنانا یہ وہ بدترین جرم ہے۔ اگر باپ اور ماں بھی کریں تو انہیں معاف نہیں کیا جائے گا تو اب اسلام نے اس کا ایک طریقہ بھی بتایا ہے کہ تمہیں اپنی اولاد کی تربیت کس طرح شروع کرنا ہے ایک مہینے اور سال کے تعین کے اعتبار سے کہ جب تمہارا بیٹا اتنے مہینے یا اتنے دن کا ہو جائے تو تمہیں اسے سب سے پہلا لفظ کون سا سکھانا ہے۔ اس کے بعد اسے کیا جملہ یاد کرانا ہے کس عمر میں اسے قرآن پڑھانا ہے کس عمر میں جا کر اسے نماز کی عادت ڈلوانا ہے کس عمر میں جا کر اسے روزہ رکھوانا ہے وہ سارے مراحل وہ سارے سٹیج عمر کے لحاظ سے اسلام نے بیان کیے ہیں' اور پھر یہ بھی ایک حکم اسلامی ہے کہ یہ بھی بتایا گیا کہ جب تک تمہاری اولاد مثلاً تین یا چار سال کی عمر تک پہنچے اس پر زیادہ زور بھی نہ ڈالو۔ زیادہ اسے مجبور بھی نہ کرو یہ نہ ہو کہ ایک یا ڈیڑھ سال کا

بچہ ہو تم اس پر سارا قرآن اور ساری فقہ مسلط کر دو۔ نہیں یہ روایت ہے کہ معصومین کی کہ بچہ ایک عمر میں بادشاہ ہوتا ہے نہ اس سے کوئی پوچھ گچھ ہے اور نہ اس کے اوپر سختی ہے۔ لیکن ایک عمر کے بعد والدین کی ذمہ داری شروع ہو جاتی ہے۔ والدین اپنی اولاد کی تربیت شروع کریں گے تو اس کے بعد ایک مرحلہ آئے گا کہ اولاد سمجھ دار ہو گی اچھائی اور برائی کو سمجھنے لگے گی اس کے بعد جو بیٹا دین کی طرف زیادہ ہے حکم پروردگار کو زیادہ خوشی سے قبول کر رہا ہے دین کی باتوں کو سمجھ رہا ہے اس کو ترجیح دینا اس سے ظاہری اعتبار سے دوسروں سے زیادہ اچھا سلوک کرنا اور وہ جو ذرہ دین کی باتوں سے دور ہے اور شریعت کی باتوں سے نفرت کر رہا ہے اور دین کی باتوں پر عمل کرنے کو تیار نہیں اسے مارنا نہیں پیٹنا نہیں نفرت نہیں کرنا۔ لیکن یہ احساس دلانا کہ اگر تم نے دین پر عمل نہ کیا تو ہمارے پاس سے تمہیں احترام و عزت نہیں ملے گی۔ دین داری کی وجہ سے شریعت پر عمل کرنے کی وجہ سے اس عمر پر جا کر جب بچہ اچھائی اور برائی سمجھنے لگتا ہے تو وہاں پہ والدین بس ایک چیز ذہن میں رکھتے ہوئے ایک بیٹے کو ترجیح دیں اور دوسرے کو ترجیح نہ دیں تو اسلام میں یہ چیز نہ صرف بری ہے بلکہ بعض مقام پر معصومین کی زبان سے یہ جملہ نکلا ہے چنانچہ مشہور روایت ہے کہ ہمارے چھٹے امام صادق آل محمدؑ امام جعفر صادقؑ یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ مجھے اپنی تمام اولادوں میں سے اپنے سب سے بڑے بیٹے اسماعیل سے زیادہ محبت ہے اب ساتویں امام کے ذکر کی تو ضرورت ہی نہیں۔ یہ کئی روایتوں میں آیا ہے جب امام نے اولاد کے بارے میں کوئی مسئلہ بتایا۔ اپنی اولاد کا کوئی

امتحان لیا تو اگر امام کی اولاد میں سے کوئی آزمائش میں آگے بڑھا تو اسے روک دیا گیا ''انت منی وانا من '' کہ اے میرے بیٹے یہ تجھ سے میرا خطاب نہیں ہے تم تو میں ہوں اور میں تو تم ہوں تو معصوم کو چھوڑ کر باقی اولادیں جو ہیں چھٹے امام کی خود امام کہہ رہے ہیں مجھے اپنی اولادوں میں سب سے زیادہ محبت اسماعیل سے ہے وہ اس لیے کہ وہ خدا کے سب سے زیادہ اطاعت گزار مجھ سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں۔ اب امام نے علی الاعلان بتایا کہ دوسرے بیٹوں کے مقابلے میں اسماعیل سے زیادہ محبت کر رہا ہوں۔ مگر اس لیے کہ وہ دین کے معاملے میں دوسروں سے بہتر ہے۔ شریعت کے معاملے میں دوسروں سے بہتر ہے۔ تب اس کو ترجیح دی جائے گی تو صرف اس ایک مقام پر جو اولاد دین کی جانب زیادہ ہے تو اگر اس سے زیادہ محبت کی جائے تو اسلام میں بری نہیں۔ اولاد میں فرق کرنا یہ اسلام میں خود ایک جرم ہے یہ گناہ ہے اولاد کے درمیان فرق کرنا یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ میدان قیامت میں پیغمبر اسلامؐ وکیل بن کے آئیں گے اس اولاد کی طرف سے اور مقدمہ لڑیں گے اس باپ کے خلاف۔ مگر اس تمام تر ماحول میں باپ کی ایک ذمہ داری قرار باقی ہے کہ بہر حال تمہیں اپنی اولاد سے برابری تو کرنا ہے لیکن اس ایک بات کو یاد رکھو کہ تمہارے ہر ایک لمحے کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کو جہاں تک ہو سکے دین کی تربیت دو۔

شادی کرنے میں احتیاط::

اور اسی لیے بیٹے کی پیدائش سے پہلے یہ حکم آ گیا کہ جب تم شادی کرنے جا رہے ہو تو دیکھ کے شادی کرو کہ جس خاندان میں شادی کی جا رہی ہے وہاں شادی کرنے سے کیا تمہاری اولاد دین دار بن سکتی ہے کہ نہیں' یہ حکم لڑکے کے لیے بھی ہے لڑکی کے لیے بھی ہے۔ دونوں کو بتایا گیا لڑکے کے والدین کے لیے بھی حکم ہے' اور لڑکی کے والدین کے لیے بھی' کہ جب تم اپنی بیٹی کا رشتہ کرو تو یہ مت دیکھو کہ تم جہاں رشتہ کر رہے ہو وہ دولت مند ہیں یا نہیں بااثر ہیں یا نہیں یہاں تمہاری بیٹی کو یہ سہولت ملے گی یا نہیں۔ پہلے یہ دیکھو کہ اس گھر میں دین ہے کہ نہیں' اب جو تمہاری اولاد کا سلسلہ آگے چلے گا بیٹی کے ذریعے سے ہی کیا وہ اولاد دین دار ہو گی یا نہیں' اس لیے جب کہ باپ اور ماں دونوں دین دار نہ ہوں اولاد پہ دین کا اثر آنا بڑا مشکل ہے اور یہ وہی چیز ہے جس کو مولائے کائنات نے اس وقت سمجھایا تھا کہ جب جناب عقیلؑ کو بلایا تھا کہ میں اپنی بہادری کا وارث چاہتا ہوں تو آپ بتائیے عرب کا سب سے بہادر قبیلہ کون ہے اور علیؑ جیسا بہادر یہ بتا رہا ہے کہ بہادری کی آخری منزل پہ پہنچنے کے بعد بھی جب تک لڑکے کی ماں کا تعلق بھی شجاع قبیلے سے نہ ہو بیٹے کے اندر مکمل بہادری کا آنا مشکل ہے۔ علیؑ اصول بتا رہے ہیں باپ اور ماں دونوں سے مل کے خصوصیت اولاد میں آتی ہے اور لڑکی کے والدین کے لیے حکم ہے اور ان کے لیے سنت جناب خدیجہؑ ہے کہ جب خدیجہؑ کے سامنے سینکڑوں رشتے آئے

'بادشاہوں کے' سرداروں کے' قبیلے کے حاکموں کے' مالداروں کے' تاجروں کے' سب رشتوں کو ٹھکرایا گیا اور رسولؐ کے رشتے کا انتخاب کیا گیا۔ فقط اس دین کی وجہ سے ورقہ ابن نوفل جو اس رشتے کے درمیان میں تھے انہوں نے بھی تو کہا تھا کہ اگر تم نے اس سے شادی کر لی تو آخرت کے دن تم ساری کائنات کی عورتوں کی سردار ہو گی' اس لیے کہ یہ اللہ کا رسولؐ ہے اور جو اس سے متوسط ہو گیا میدان قیامت میں وہ نجات پائے گا ورقہ ابن نوفل نے جناب خدیجہؑ کو دنیا کے بارے میں کچھ نہیں بتایا کہ مدینے کا حاکم بنے گا مدینے کی حکومت اس کے ہاتھ میں آئے گی۔ آخرت کی بات کی جناب خدیجہؑ نے اس رشتے کا انتخاب کیا تو لڑکیوں کے لیے سنت خدیجہؑ ہے' کہ سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ دین ہو تو دین دار ہونے کے بعد دنیاوی چیزو ں کو دیکھا جائے تو فلاں نہیں' لیکن پہلے یہ دیکھنا ہے کہ جس خاندان میں بیٹی کا رشتہ کیا جا رہا ہے اس کے پاس دین ہے کہ نہیں خصوصیت کے ساتھ لڑکا دین دار ہے کہ نہیں ' کہ جس کا انتخاب کیا ہے کیا وہ دین دار ہے کہ نہیں اسی لیے لڑکے والوں کی بھی ایک ذمہ داری ہے کہ بیٹے کے رشتے کو تلاش کرنے کے لیے نکلو تو شکل صورت کی ضرورت نہیں مال و دولت تلاش کرنے کی ضرورت نہیں اس کے خاندان کی بڑھائی کو دیکھنے کی ضرورت نہیں فقط یہ دیکھو کہ جو امانت اس لڑکی کے پیٹ میں محفوظ رہے گی۔ کیا یہ اس قابل ہے کہ ہماری امانت صحیح طور پر رہے کیونکہ ماں کے خیالات و عادات اولاد پر پورے طریقے سے اثر انداز ہوتے ہیں' جو مثال آپ نے پڑھی ام المصائبؑ کی' اب یہاں سے اندازہ ہو گیا کہ ساری تیاری کس کے لیے' کہ لڑکی والوں

سے یہ کیوں کہا جارہا ہے کہ 'جس لڑکے کا انتخاب کرو تو وہ دین دار ہونا چاہئے' لڑکے والوں سے کیوں کہا جارہا ہے کہ 'جس لڑکی کا انتخاب کرو اس پابند شریعت ہونا چاہئے۔ سب سے زیادہ زور اولاد کے لیے دیا گیا ہے کہ تمہاری اولاد خراب نہ ہونے پائے۔ کہ تمہاری اولاد صحیح طور پر پابند شریعت ہو اور بعض مقامات پر یہ جملے آتے ہیں کہ کسی کی اولاد نے کوئی غلطی اور گناہ کیا تو یہی جواب دیا معصوم نے کہ یا اس کے باپ میں کوئی خرابی ہے یا اس کی ماں میں کوئی خرابی ہے۔ کئی ایسی روایتیں ہیں کہ ماں اور باپ کا بے دین ہونا اولاد کو تباہ کردیتا ہے۔ تو اب اولاد کی دینی تربیت والدین کے لیے اتنا اہم فریضہ ہے کہ اولاد کی پیدائش سے بھی پہلے شادی کی تیاری کرائی جارہی ہے اور جس وقت بیٹا شکم مادر میں آیا 'بیٹی ماں کے پیٹ میں آئی 'وہاں پہ اسلام نے پھر سختی کے ساتھ زور دیا 'کہ اب اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ جو کچھ اس کی ماں سوچے گی جو کچھ اس ماں کی تمنا ہوگی وہ سب اثرات اس بیٹے یا بیٹی پر پڑیں گے 'چنانچہ یہیں سے احتیاط شروع کردو کہ کوئی حرام اور گناہ تمہارے گھر میں نہیں ہونا چاہئے 'اور پھر جس وقت تمہاری اولاد پیدا ہوگی تمہیں اس پر شریعت کی پابندیاں ٹھونسنا نہیں 'معصوم نے 4,3 سال کی عمر بتائی کہ تم کو اپنی اولاد پر شریعت کی پابندیاں ان پر عائد نہیں کرنا ہے مگر خود تمہیں اپنے آپ کو مکمل پابند شریعت بنانا ہے کیونکہ امام کا ایک جملہ ہے کہ جس وقت کوئی بھی بچہ دنیا میں آتا ہے اس وقت تم سمجھتے ہو کہ اس کے دیکھنے کی طاقت نہیں مگر دونوں آنکھوں سے صحیح دیکھتا ہے 'اس کا اثر ساری زندگی رہتا ہے 'تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کے کانوں میں بھی آواز کے سمجھنے کی

صلاحیت نہیں ہے' مگر وہ آوازیں جو اس وقت سنتا ہے۔ مرتے دم تک کوئی نہ کوئی اثر باقی رہتا ہے' اور اس کی زبان میں بولنے کی طاقت نہیں ہے لیکن جو لقمہ تم اس کے منہ میں دیتے ہو اس کا کوئی نہ کوئی اثر باقی رہتا ہے' تو خبردار اپنی اولاد کی آنکھوں کے سامنے کوئی عمل نہ کرنا جو حرام اور گناہ ہے' ایسا نہ ہو کہ آنکھ کے ذریعے یہ چیز اسکی تربیت میں داخل نہ ہو جائے' اپنی اولاد کے کانوں میں کوئی حرام چیز داخل نہ کرنا' ایسا نہ ہو کوئی چیز اس کی فطرت میں نہ بس جائے' اور اپنی اولاد کے منہ میں کوئی حرام لقمہ داخل نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ یہ حرام کا اثر مرتے دم تک اس کے اوپر رہے' اور یہی وجہ اور یہی سبب ہے کہ اسلام نے ایک ایسا حکم دیا ہے اور اگر آپ ظاہری اعتبار سے دیکھیے تو اس کا کوئی فائدہ ہی نظر نہیں آ رہا ہے۔ یہ ایک دن کا بچہ جو نہ بول سکے اور نہ سن سکے نہ دیکھ سکے مگر اسلام کیا کہہ رہا ہے اٹھاؤ اسے ایک کان میں اذان دو ایک کان میں اقامت دو۔ اذان اور اقامت دی جا رہی ہے اور وہ بھی عربی زبان میں ایسے بچے کے کان میں کہ ہمارے خیال کے مطابق ابھی اس کے کان کسی چیز کو سمجھ ہی نہیں سکتے ہیں۔ یہ درحقیقت اولاد کے لیے جو فائدہ وہ تو ہے ہی۔ لیکن ہمیں بھی ایک وارننگ ہے کہ اپنے بیٹے کے کان کی' آنکھ کی' اور پیٹ کی قوتوں کو بیکار نہ سمجھنا ار پہلی آواز اس کے کان میں اذان کی پہنچی دوسری آواز اقامت کی اس کے کان میں پہنچی۔ تو یہ آوازیں ساری زندگی اسے دین کے راستے پر قائم رکھ سکتی ہیں۔ بشرطیکہ بعد میں والدین کی تربیت بھی ایسی ہو تو۔ اب آغاز ہی سے بیٹا پیدا ہونے سے پہلے باپ کو پابند شریعت بننا ہے یہ خیال رکھنا ہے کہ ایسا نہ ہو

ہماری ذرہ سی لاپرواہی اور غفلت ہماری اولاد کو بے دین نہ بنادے۔ کچھ ایسی روایتیں بھی ہیں کہ جنہیں میں مکمل کے بیان نہیں کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جائز اور حلال کام بھی جن کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے مگر ایسے بیٹے یا بیٹی کے سامنے انجام نہ پائے جو اچھائی برائی کو نہیں سمجھ سکتا ہے۔ ہمارے خیال میں بالکل معصوم ہے مگر اس کے سامنے بھی یہ تمام اعمال انجام نہ دیئے جائیں کہ اس پر ان کا غلط اثر پڑے۔ تو اسلام میں تو بچہ دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے سمجھتا بھی ہے اب جو کچھ اسے والدین بتا رہے ہیں اس کا اثر ہوگا۔ چنانچہ یہ غلطی اکثر والدین سے ہوجایا کرتی ہے تو لڑکا جب بارہ سال کا ہوجاتا ہے تو یہ کوشش کی جاتی ہے کہ اسے مدرسے میں بھیجا جائے اسے دین کے راستے پر چلایا جائے اور اس وقت جب وہ ان باتوں پر عمل کرنے کو تیار نہیں ہوتا تو والدین پریشان ہوجاتے ہیں کہ ہم نے ایسی کیا غلطی کرلی ہمارا بیٹا کیوں اتنا نافرمان نکل رہا ہے۔ غلطی آج کی نہیں جب یہ لڑکا بارہ گھنٹے کا تھا اس وقت سے ہماری غلطیوں کا آغاز ہوگیا تھا۔ جس کا آج نتیجہ ہمارے سامنے آرہا ہے۔ اہلبیتؑ رسالت ان مواقعوں پر تربیت اولاد کے بارے میں ایسے جملے استعمال کیے، کہ اگر ہم اس نقطے کو ذہن میں رکھیں تو وہ روایتیں سمجھ میں آتی ہیں، کہ آخر اس کا مطلب کیا ہے مگر اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ جب آل محمدؐ اپنی معصوم اولاد کے لیے کیا احتیاط کررہے ہیں تو ہم اپنی غیر معصوم اولاد کے لیے اتنے لاپرواہ و غافل کیوں ہوگئے

امام حسنؑ کی ولادت ::

چنانچہ تاریخ بتاتی ہے کہ جب یہ 15 رمضان کی تاریخ مدینے میں قریب آ رہی تھی اور یہ تاریخ ایک ایسی تاریخ تھی کہ جس کا انتظار سارے مسلمانوں کو بھی عرصہ دراز سے تھا۔ اس لیے مکے کی زندگی میں رسول کو طعنہ کثرت کے ساتھ دیا جا رہا تھا اور جس کی وجہ سے بعض مسلمان بھی پریشان ہو گئے تھے یہی پریشانی تو تھی جو جنگ احد میں ظاہر ہوئی تھی وہ یہ کہ اے عبداللہ کے یتیم تم نے (معاذ اللہ) رسالت کا ایک ڈھونگ رچا کے اور ہمارے نوجوانوں کو بہکا کے ایک نیا مذہب تو بنا لیا ہے مگر یہ کتنا عرصہ چلے گا تیرا یہ مذہب بوڑھے ہو چکے ہو انتقال کر جاؤ گے کوئی اولاد تمہاری نہیں جو تمہارے پیغام کو باقی رکھنے والی اس کے بعد تو اسے مٹنا ہی مٹنا ہے۔ اور عربوں کے قبائل کا نظام ایسا ہے کہ واقعاً اگر کوئی شخص بغیر لڑکے کے اس دنیا سے چلا جاتا تھا تو اس کا نام ونشان مٹ کے رہ جاتا تھا۔ یہ طعنہ ایسا تھا کہ کافر تو یہ طعنہ دے ہی رہے تھے۔ مسلمان بھی پریشان ہو گئے کہ واقعاً رسولؐ کے ہاں اولاد تو کوئی نہیں ہے اگر رسولؐ اسی حالت میں اس دنیا سے چلے گئے تو اس دین کا فائدہ کیا ہوگا۔ اور پھر اسلام لانے سے ہمیں ملے گا کیا' جنگ احد میں بھاگنے والوں نے یہی تو کہا کہ جب ہم نے سنا کہ رسولؐ مارے گئے تو یہ سوچا کہ اب اسلام کا فائدہ کیا۔ اب مسلمان بننے سے حاصل کیا ہوگا۔ جاؤ اور اپنے پرانے دوستوں سے مل جاؤ تو یہ خیال مسلمانوں

کے ذہن میں بھی بیٹھ چکا تھا۔ 15 رمضان کی تاریخ بھی قریب آرہی ہے اور جیسے جیسے یہ تاریخ قریب آرہی ہے تو پیغمبر اسلامؐ بار بار اعلان فرما رہے ہیں کہ عن قریب تمہیں خوش خبری ملنے والی ہے۔ سارے اسلامی معاشرے سے کہہ رہے ہیں، بلکہ یہاں پر تو ایک مشہور روایت بھی ہے بعض علماء نے کہا کہ اس کا تعلق 3 شعبان سے ہے بعض نے کہا کہ 15 رمضان سے ہے کہ پیغمبرؐ اسلام کے پاس مدینے کے کچھ لوگ بڑی پریشانی کے عالم میں آئے، یہ روایت بھی سورہ یوسف کے ایک اہم مطلب کو بیان کرنے والی ہے کہ خواب میں کیا حقیقت ہوتی ہے حضرت یوسفؑ نے ایک خواب دیکھا اور یہی سے بھائیوں کی لڑائی شروع ہوئی تو خواب میں کیا حقیقت ہوتی ہے۔ چنانچہ جناب عباسؑ کی بیوی ام فضل جناب عباس رسولؐ خدا کے چچا حضرت ابو طالب کے بھائی ان کی بیوی ام فضل کے بارے میں لوگ پریشان ہو کر رسول خداؐ کے پاس آتے ہیں اللہ کے رسول تین راتیں گذر گئیں ام فضل دن کو بھی روتی ہیں اور رات کو بھی، جتنا ہم ان سے پوچھیں وہ نہیں بتاتی ہیں کہتی ہے کہ بات ایسی ہے کہ میں زبان میں اس کو ادا نہیں کرسکتی۔ پیغمبر اسلامؐ نے اپنے چچا عباس کو بلایا اور پوچھا کہ میری چچی کی کیا حالت ہے جناب عباسؑ نے بھی وہی بات کہی اے میرے بھتیجے تین راتیں اور دن ہو گئے ہیں میری بیوی ام فضل نے ابھی رونا بند ہی نہیں کیا یہاں تک کہ میں نے قسم دے کر پوچھا کہتی ایسی بات ہے کہ میں کیسے بیان کروں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا جایئے اور میری چچی کو لے آیئے ام فضل کو پیغمبرؐ کا پیغام ملا آنے پر مجبور تھیں، پیغمبرؐ کو سلام کیا سلام جواب کے بعد رسولؐ خدا کہتے ہیں چچی

آپ اتنی پریشان کیوں ہیں رو کیوں رہی ہیں' کہا کہ بس اتنا کہہ سکتی ہوں کہ تین دن پہلے میں نے خواب دیکھا بہت ڈراؤنا خواب' بڑا وحشت ناک خواب' اور اس خواب کے دیکھنے کے بعد میں بے حد شرمندہ بھی ہوں اور گھبرائے ہوئے بھی ہوں' اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کروں' پیغمبرؐ نے کہا بتایئے تو سہی وہ خواب کیا ہے کہا میرے بھتیجے' خواب ایسا ہے کہ مجھ میں ہمت نہیں کہ میں بیان کروں' پیغمبرؐ نے پوچھا یہ خواب آپ نے کس وقت دیکھا تھا' کہا کہ یہ خواب میں نے ظہر کے وقت دیکھا ہے ایک حدیث رسول بھی ہے کہ پانچ وقت ایسے ہیں جب انسان سو جاتا ہے ان پانچ میں ایک وقت ظہر کا پیغمبرؐ نے ام فضل سے پوچھا یہ خواب آپ نے کب دیکھا ام فضل نے کہا ظہر کے وقت پیغمبرؐ نے کہا یہ تو وہ گھڑی ہے جس کا خواب تو جھوٹا ہوتا ہی نہیں ہے جو کچھ آپ نے دیکھا وہ بالکل صحیح اور سچا خواب ہے اب ام فضل کی پریشانی اور بڑھ گئی ایک مرتبہ گھبرا کے کہا پھر تو یہ خواب بیان کرنے کی ہمت ہی نہیں رہی پیغمبرؐ نے کہا لیکن ہر خواب کی ایک تعبیر بھی ہوا کرتی ہے آپ بتایئے تو سہی' شاید اس کی تعبیر آپ کے حق میں بہتر ہو' ام فضل نے ڈرتے ڈرتے کہا اے میرے بھتیجے میں نے رات خواب میں ایک منظر دیکھا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کٹ گیا ہے اور کٹنے کے بعد میری گود میں آ کر گر گیا' اب بظاہر اتنا ڈراؤنا خواب دین اور ایمان کے خلاف خواب کہ ام فضل پریشان ہیں' میں' رسول' کا کلمہ پڑھتی ہوں رسالت رسولؐ کو مانتی ہوں اور پھر یہ خواب دیکھنا کہ رسولؐ کے جسم کا ایک ٹکڑا کٹ کر میری گود میں آ جائے' یہ کیسے ممکن ہے اس کا مطلب توہین

رسالت تو نہیں ہے اس میں یہ تو نہیں کہ میرے ذہن رسولؐ کے خلاف کوئی سازش ومنصوبہ ہو' پیغمبر مسکرائے کہا اے میری چچی ام فضل یہ تو مبارک ترین خواب ہے جو آپ نے دیکھا' پریشان نہ ہوں انتظار کریں میں آپ کو بتاؤں گا کہ اس خواب کا مطلب کیا ہے اب ام فضل الگ انتظار کر رہی ہیں کہ بظاہر جو اتنا ڈراؤنا خواب لیکن ایمان کے خلاف کے رسولؐ یا امام کے جسم کو کاٹا جائے تو پیغمبرؐ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ مبارک ترین خواب' چنانچہ اس میں کیا برکت ہے ادھر مدینے کے مسلمان الگ انتظار کر رہے ہیں پیغمبرؐ متواتر فرمار ہے ہیں کہ عنقریب تمہیں ایک خوش خبری ملنے والی ہے اور ادھر مکے کے کافر انتظار میں بیٹھے ہیں کہ اب یہ رسولؐ پچپن سال کے قریب ہو گیا اور عرب کے اعتبار سے بڑھاپا آ گیا ہے اور اب اس کا کسی بھی وقت انتقال ہو سکتا ہے اگر انتقال نہ بھی ہو کہ مدینے کے اندر جاسوس اب ایسے مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ اب ان کو کسی وقت بھی قتل کروا سکتے ہیں۔ اور ان کی نسل میں کوئی لڑکا ہے ہی نہیں چنانچہ پیغام رسالتؐ مٹنے والا ہے نام رسالتؐ مٹنے والا ہے سب اپنی اپنی جگہ انتظار کر رہے ہیں' جب 15 رمضان کی تاریخ آ گئی کہ شب پندرہ رمضان 3 یا 4 ہجری علماء میں اختلاف ہے مگر زیادہ روایتوں میں ہے کہ تین ہجری تھی 15 رمضان کی تاریخ کہ پروردگار کا بھی وہ وعدہ پورا ہونے والا تھا کہ ''مرج البحرین یلتقیان'' ہم نے ان دو دریاؤں کو ملایا ہے عنقریب ان سے موتی نکلنے والے ہیں اور یہی وہ شب تھی اور آنے والا دن وہ دن تھا کہ جب مکے کے کافروں کی امیدوں پر اوس پڑ گئی تھی مدینے کے مسلمانوں کی ہمت بڑھ گئی اور ام فضل کو پتہ

چل گیا کہ ان کے خواب کا مطلب کیا ہے کہ جب خانہ فاطمہؑ میں علیؑ اور فاطمہؑ کی شادی کے بعد شہزادہ حسن کی ولادت ہوتی ہے' (صلوات) اب روایتوں میں یہ بتایا جاتا ہے کہ مدینے کے لیے یہ پہلا موقع ہے خوشی اس شادی کے بعد بلکہ شادی بھی ان حالات میں ہوئی تھی کہ مسلمان جنگ بدر کی تیاریوں میں مصروف ومشغول تھے یہ پہلا ایسا خوشی کا موقع آیا کہ خانہ رسالتؐ میں خوشی کے نعرے بجنے لگے' پیغمبرؐ نے ام فضل کو بلایا اور اپنے بیٹے حسنؑ کو اٹھا کر ام فضل کی گود میں ڈالا اور کہا کہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ میرے بیٹے کے امور کی نگرانی کرتے رہنا اور یہی تمہارے اس خواب کا مطلب ہے۔ اس لیے کہ حسنؑ میرا ٹکڑا ہے کہ جو اب تمہاری گود میں آیا۔ روایتوں کے اندر موجود ہے کہ امام حسنؑ کا خاص طریقہ ہے جو اہل بیتؑ کا ہے کہ ایک دن میں اتنا بڑھتے ہیں جتنے عام بچے ایک ماہ میں بڑھتے ہیں اور ایک مہینے میں اتنا بڑھتے ہیں جتنا عام بچے ایک سال میں بڑھتے ہیں۔ چنانچہ ابھی امام کی عمر ایک سال تھی کہ سارے مدینے نے یہ عجیب وغریب واقعہ بھی دیکھا کہ اللہ کے رسولؐ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں' اور حسنؑ رسولؐ کی گود میں بیٹھے ہیں' امام حسنؑ کے دیگر فضائل میں اگر ایک ہی جملہ کہہ دیا جائے تو غالباً کافی ہوگا' امام حسنؑ اس کائنات کی پہلی مخلوق ہیں کہ جن کے باپ بھی معصوم ہیں اور ان کی ماں بھی معصوم ہیں پہلی شخصیت جو باپ کی طرف سے بھی عصمت کی ذمہ دار ہیں اور ماں کی طرف سے بھی عصمت کی حصے دار ہیں۔ اگر عیسیٰؑ کی ماں معصومہ ہیں تو باپ معصوم نہیں ہے اسماعیلؑ کے باپ معصوم ہیں تو ماں نہیں حتی یہ کہ پیغمبر اسلامؐ مولائے

کائنات اور جناب فاطمہؑ کے حالات میں دیکھیں تو نظر آتا ہے کہ یہ سعادت پہلی مرتبہ حسنؑ کو ملی کہ باپ بھی معصوم ماں بھی معصومہ پوری کائنات میں حسنؑ سے پہلے کوئی مخلوق نہ تھی اور عصمت ہی نہیں ہے بلکہ عصمت کے ساتھ یہ منزلت بھی ہے کہ ایک سال کے حسنؑ نانا کی گود میں بیٹھے ہیں مسجد نبوی اصحاب رسول کا حلقہ ہے کہ اتنے میں ایک بزرگ مسجد میں داخل ہوئے اور آنے والی شخصیت ایسی تھی کہ آج سے پہلے ان کو کسی مسلمان نے نہیں دیکھا تھا آنے والا ظاہری اعتبار سے 60,70 سال کا بزرگ پیغمبر کو سلام کیا پیغمبرؐ نے سلام کا جواب دیا' کہا اللہ کے رسول کچھ مسئلے ہیں جو پوچھنے آیا ہوں' پیغمبرؐ نے ایک مرتبہ حسنؑ کو گود سے اٹھا کر کھڑا کیا اور کہا کہ میرا یہ بیٹا ہے اس سے پوچھ لیجئے مسئلے' تاریخ یہ بتاتی ہے کہ وہ بزرگ نہ غصہ آیا نہ حیران ہوئے نہ پریشان بلکہ آگے بڑھے' اتنا ادب واحترام کے ساتھ بیٹھے کہ جس طرح سے شاگرد استاد کے سامنے بیٹھتا ہے' اور حسنؑ سے مسئلے پوچھنا شروع کر دیئے ۔مگر آنے والے بزرگ نہ ناراض ہیں اور نہ حیران و پریشان ہیں ایسا لگ رہا ہے کہ آنے والا بھی جانتا تھا کہ خاندان اہل بیتؑ میں چھوٹے اور بڑے کا کوئی فرق نہیں ہوتا پورے احترام کے ساتھ بیٹھ گئے اور حسنؑ سے مسئلے پوچھنے لگے۔ اب ساری مسجد حیران' جو سوال کیا جا رہا ہے ایک سال کا بچہ جواب دے رہا ہے۔ یہاں تک کہ سارے سوال پوچھے گئے بہت سے ایسے مسئلے کہ مسجد والوں کی سمجھ میں بھی نہ آئے مگر حسنؑ نے جواب دے دیا۔ روایت میں ہے کہ آخر میں وہ بزرگ پیغمبر کا سلام کر کے اٹھنے لگے' پیغمبرؐ نے کہا آپ مطمئن ہو گئے جوابات سے۔ انہوں نے کہا

ہاں اللہ کے رسولؐ مجھے اطمینان بخش جواب ملے ہیں۔ اللہ کے رسول آپ مطمئن یہ بزرگ بھی مطمئن تو یہ سوال کیوں کیا تھا غالباً رسولؐ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں خود مطمئن ہوں مجھے پتہ ہے کہ آنے والا بھی مطمئن ہے لیکن مجھے مسجد میں بیٹھنے والوں کو بھی مطمئن کرنا تھا۔ کہ میرے حسنؑ کو ایک سال کا بچہ نہ سمجھنا اب دیکھئے تاریخ میں ہے کہ تمام مسجد میں صحابیوں نے ان بزرگ کے جانے کے بعد کہا اے اللہ کے رسولؐ یہ آنے والا کون تھا اس کو آج تک نہیں دیکھا اور یہ اس طرح سوال کر کے گیا ہے پیغمبرؐ نے بڑا عجیب جواب دیا کہ اگر سورہ کہف کسی کے سامنے ہے تو اس جواب کی عظمت واضح ہو جائے گی پیغمبرؐ نے کہا تم نے نہیں پہچانا آنے والے خضر نبیؑ ہیں۔ خضرؑ کون ہیں قرآن کہہ رہا ہے کہ موسیٰؑ جیسا صاحب شریعت نبی ایک مرتبہ دل میں خیال آیا کہ آج مجھ سے بڑا کوئی عالم نہیں حکم پروردگار ہوا کہ جا کر خضرؑ کے شاگرد بنو موسیٰؑ آئے آکر کہا کہ میں آپ کا شاگرد بننا چاہتا ہوں۔ ایک مرتبہ شرط رکھی کہ خاموش رہو گے تو شاگرد بناؤں گا۔ تین مرتبہ حضرت موسیٰؑ کی خاموشی ٹوٹی تو قرآن میں یہ جملہ ہے سورہ کہف میں "ھذا فراق بینی و بینک" کہ خضرؑ کہہ رہے ہیں اے موسیٰؑ تم شاگرد نہیں بن سکتے ہو اب تم جاؤ۔ اب تمہارا ہمارا راستہ الگ۔ نبی خضرؑ کا مقام وہ کہ موسیٰؑ جیسے نبی خضرؑ کے شاگرد نہ بن سکے اور وہ خضرؑ آکر ایک سال کے امام حسنؑ کے شاگرد بن رہے ہیں۔ یہ علم کا مقام ہے اور وہ مرتبہ شجاعت ہے عام طور پر ہمارے ماحول اور معاشرے میں پابند شریعت آدمی کمزور بزدل نہ طاقت اور قوت قبضہ سے محروم سمجھا جاتا ہے۔ کہ بھئی بیچارہ بڑا سیدھا سادہ ہے کہ نہ کہیں

بولتا ہے نہ کہیں کوئی اس سے حق چھینے تو جھگڑا کرتا ہے۔ مگر کتنے تعجب کی بات ہے کہ آگے جا کر یہ الزام امام معصوم پر لگا دیا جاتا ہے ۔ چنانچہ امام حسنؑ کے بارے میں غیر تو غیر اپنوں کا بھی یہی تصور ہے کہ جب کبھی جنگ کرنے کی ہمت نہ ہو بھئی یہ کہہ دو کہ سیرت حسنؑ بھی ہے کہ گھر میں بیٹھ جاؤ شجاعت حسنؑ کو دیکھیں پھر سیرت حسنؑ کا اندازہ ہو سکے گا جنگ صفین اپنے عروج پر ہے مولا محمد حنیفہ کو بلاتے ہیں اور بلانے کے بعد کہتے ہیں بیٹا محمد حنیفہ جنگ پورے عروج پر ہے دشمن کا دباؤ بڑھ چکا ہے تیروں کی بوچھاڑ آ رہی ہے "تقدم بها بنی" "اے میرے بیٹے اب آگے بڑھو نہج البلاغہ کا پورا خطبہ ہے آگے بڑھو اور دیکھو پیچھے نہ ہٹنا دشمن کی آخری صفوں پر نگاہ ڈالنا اگلی صف کو نہیں دیکھنا کہ ان کو شکست دے دی تو دے دی نہیں آخری صف پر نگاہ رکھنا۔ دیکھو جبڑے پر جبڑہ جما کے رکھنا اور اپنے سر کو عاریتاً راہ خدا میں دینے سے گھبرانا نہیں کتنی وضاحت ہے اس جملے میں عاریتاً وہ چیز دی جاتی ہے جو کبھی واپس لی جاتی ہے اپنے سر کو عاریتاً راہ خدا میں دینے سے گھبرانا نہیں دباؤ جتنا بڑھے اتنا تم آگے بڑھتے چلے جانا یہ کہہ کے پرچم دیا تلوار دی اور آگے بڑھایا محمد حنیفہ آگے بڑھ رہے ہیں ایک مرتبہ تلوار چلانا چاہتے ہیں مگر جیسے ہی محمد حنیفہ کو آتے دیکھا دشمن کے لشکر نے دباؤ بڑھا دیا محمد حنیفہ نے بڑی کوشش کی مگر واپس آنا پڑا۔ مولا نے ایک مرتبہ پھر پیٹھ پہ ہاتھ رکھا پھر بیٹے کو آگے بڑھایا پھر بیٹا آگے بڑھا پھر دباؤ بڑھا محمد حنیفہ کو پھر واپس آنا پڑا۔ تین مرتبہ یہ ماجرہ پیش آیا' جب تیسری مرتبہ محمد حنیفہ پیچھے آئے۔ پھر ایک مرتبہ شہزادہ حسنؑ آگے بڑھتے ہیں بھائی کے ہاتھ سے علم بھی لیا

بھائی کے ہاتھ سے تلوار بھی لی اور آگے بڑھ کر مقابلہ شروع کیا اور اب جیسے ہی فوج نے حسنؑ کو آتے دیکھا فوج کا دباؤ بڑھا لیکن جیسے جیسے فوج کا دباؤ بڑھتا جا رہا ہے اس طرح حضرت حسنؑ صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں یہاں تک کہ ایک ہی لمحے میں آخری صف کو پلٹ کے رکھ دیا اور مولا کے پاس واپس آگئے' جس وقت حسنؑ علیؑ کے پاس واپس آئے تو علیؑ کی نگاہ محمد حنیفہ پر پڑیں دیکھا کہ نگاہیں زمین پر ہیں چہرے کا رنگ زرد ہے جسم کانپ رہا ہے پسینے کے قطرے تمام جسم پر موجود ہیں۔علیؑ ایک مرتبہ سمجھ گئے آگے بڑھے محمد حنیفہ کے شانے پر ہاتھ رکھا بیٹا محمد حنیفہ شاید تو نادم ہے شاید تو شرمندہ ہے شاید تو سوچ رہا ہے کہ تو وہ نہ کر سکا جو حسنؑ نے کر دکھایا' لیکن بیٹا شرمندگی کی کوئی بات ہی نہیں ہے تیرا اور حسنؑ کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے شرمندگی وہاں ہوتی ہے جہاں دو برابر کی شخصیتوں میں مقابلہ ہو۔تیرا اور حسنؑ کا کوئی مقابلہ نہیں تو میرا بیٹا ہے اور حسنؑ رسولؐ خدا کا بیٹا ہے۔اب اس ایک جملے میں حسنؑ کی یہ عظمت آگئی کہ حسنؑ نے ایک جہاد لڑ کے دو طاقتیں دیکھا دیں اپنی طاقت کا مظاہرہ بھی دیکھا دیا اور رسولؐ خدا کی طاقت کا بھی مظاہرہ دیکھا دیا۔ ایک امام حسنؑ کے بارے میں یہ کہا جائے کہ حسنؑ میدان میں نکل کر مقابلہ نہ کر سکے (معاذ اللہ) اور دشمن سے صلح کر لی تو اس سے بڑھ کر توہین امامت اور کیا ہو سکتی ہے۔جب کبھی اہل بیتؑ کے دشمنوں کا مقابلہ کیا جائے تو صرف ایک جملے کو ذہن میں رکھیے جو مولا کو بار بار کہنا پڑ رہا تھا وہی جملہ علیؑ کے لیے بھی ہے وہی جملہ حسنؑ کے لیے بھی بار بار کہنا پڑ رہا تھا مولا یہ حاکم شام آپ سے زیادہ بہادر تو

نہیں ہے پھر یہ کامیاب کیوں ہو رہا ہے اب کہنے والا اسی پہ رک گیا' مگر اس کا جملہ بتا رہا ہے کہ مولا اپنا کام کیوں ہو رہے ہیں بہادری آپ کے پاس حق آپ کے پاس پھر آپ ناکام کیوں ہیں اور وہ کامیاب کیوں ہے۔ اگر ہم اس اصول کو نکال دیں اور عام دنیا کے اصول ذہن میں رکھیں۔ حسنؑ و حسینؑ کی جہاد کا جائزہ لیں تو کبھی سمجھ میں نہ آئے گا مولا نے ایک اصول بتایا تم حاکم شام کی بات کرتے ہو میں کہتا ہوں کہ سارے عرب میں مجھ جیسا سیاست دان کوئی نہ ہوتا اگر خوف خدا بیچ میں نہ ہوتا یہ خوف خدا ہے جس کی وجہ سے حسنؑ کو قدم پیچھے ہٹانے پڑ رہے ہیں' حاکم شام کے پاس تو کوئی خوف خدا نہیں یہ خوف خدا ہے کہ علیؑ کو ایک حد پر جا کر رک جانا پڑ رہا ہے' حاکم شام کے لیے تو ایسا کوئی مسئلہ نہیں تو یہ جملہ ذہن میں رکھیے گا۔ امام حسنؑ نے جو صلح کی اس کا کوئی اور فائدہ مسلمانوں کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے بس ایک چیز ہے جس پر بدترین سے بدترین اہل بیتؑ بھی متفق ہے کہ اس صلح کا اتنا بڑا فائدہ ہوا کہ حسنؑ کے بعد خلافت راشدہ کا خاتمہ حسنؑ پر ہو گیا صلح حسنؑ کا اتنا بڑا کارنامہ ہے صلح حسنؑ کے ذریعے سے وہ خلافت جسے راشدہ قرار دیا جا رہا تھا وہ آ کے ختم ہو گئی اور یہ ماننا پڑا آج سے خلافت غیر راشدہ کا آغاز ہو گیا ہے صرف یہ ایک فائدہ صلح کا اتنا بڑا ہے تو آپ تاریخ اسلام پہ نگاہ ڈالیں کو اور جانشینی رسولؐ کا دعویٰ کرنے والوں کو دیکھیں تو عظمت امام حسن ماننا پڑتی ہے کہ کتنا بڑا کارنامہ خلافت کے سلسلہ میں انجام دیا۔

مقصد آل محمدؑ اور ہمارا کردار

آل محمدؑ کے شیعہ عمل کے اعتبار سے ::

آل محمدؑ کے شیعہ کو عمل کے اعتبار سے کیسا ہونا چاہیے۔ اور اس بات کو قبول کرنے کے لیے لوگوں کو جو سب سے بڑی دشواری اور پریشانی پیش آتی ہے وہ یہ کہ اکثر کا عقیدہ یہ رہا ہے کہ ہمارا مطلب ہندوستان پاکستان کے ایک خاص حصے کا کہ جب ہم نے آل محمدؑ کو تسلیم کرلیا اور اپنے عقیدے کو درست کرلیا تو ہمارا عمل کیسا ہی کیوں نہ ہو ہماری نجات یقینی ہے۔ نہ ہم پہ عذاب آسکتا ہے اور نہ ہی خدا ہم سے سوال و جواب کرسکتا ہے۔ تو کم از کم جہنم کی آگ میں تو ہمیں جلایا نہیں جاسکتا یہ تو یقینی بات ہے۔ عقیدہ آپ کا بالکل صحیح ہے بالکل کامل بھی ہے کبھی بغیر عمل کے عقیدہ اکیلا آپ کو نجات دلا نہیں سکتا۔ چلیں یہ مان بھی لیا جائے کہ آل محمدؑ کے بارے میں آپ کا عقیدہ کامل ہے کہ آل محمدؑ کس انداز سے اپنے آپ کو پیش کررہے تھے اسی انداز سے آپ نے ان کو مانا۔ ہم یہ مان بھی لیں اس کے بعد آل محمدؑ کو ماننے کے بعد پھر آپ کو عمل

کے بغیر بھی جنت مل جائے گی اور عذاب سے آپ بچ جائیں گے تب بھی بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ کیا آپ نے آل محمدؑ کو صحیح طرح سے مانا بھی ہے یا نہیں مانا ۔ یہ مسئلہ خود بحث کا موضوع بن سکتا ہے۔ کہ اب تک لوگ یہی سوچ کر آرام سے بیٹھ جایا کرتے ہیں کہ چلو ہم نے عمل نہیں کیا تھوڑی بہت ہم میں کمی رہ گئی تو کیا ہوا آل محمدؑ کو تو ہم نے مانا ہے۔ حقیقت میں آل محمدؑ کو مانا گیا ہے یا زمانہ اس انداز پہ پہنچ گیا ہے کہ اب آل محمدؑ کے نام لینے والے آل محمدؑ کو مان نہیں رہے ہیں ۔ بلکہ نام لینا اور چیز ہے اور ماننا اور چیز ہے خالی نام لینے سے تو آپ کے نزدیک بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے ال محمدؑ کو مانا ہے تو پھر مسلمانوں کے سارے فرقے سوائے خارجیوں کے جنہیں مسلمان کہنا بھی اسلام کے اوپر ظلم ہے سوائے خارجیوں کے ناصبیوں کے مسلمانوں کے تمام فرقے آل محمدؑ کو کم ازکم نام کی حد تک تو مانتے ہیں۔آل محمدؑ کس انداز سے اپنے آپ کو آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں" ال محمدؑ کا اپنے زمانے کے جن جن لوگوں سے اختلاف ہوا اس اختلاف کی دو قسمیں ہیں دو نوعتیں ہیں ایک اختلاف تو ہوتا تھا حکومت وقت کا اور وہ اختلاف اس لیے ہوتا تھا کہ حکومت وقت احساس جرم کا شکار تھی ابتداء سے امیر المومنینؑ کے زمانے سے 11 ویں امام کے زمانہ تک کہ جب بھی کوئی حاکم بطور اقتدار آیا اس کو اپنے جرم کا احساس ہوا اس کا جرم کیا تھا اس کو معلوم تھا کہ یہ حکومت ہمارا حق نہیں ہے آل

محمدؐ کا حق ہے' اس لیے وہ ہر وقت احساس جرم کا شکار رہتا تھا یہ آل محمدؐ کے خلاف دشمنی کرتے تھے اور آل محمدؐ کے خلاف اختلاف ظاہر کرتے تھے' یہ اختلاف کی ایک نوعیت اس میں آل محمدؐ کو تو کسی سے اختلاف نہیں دشمن حکومت کے تخت پر بیٹھنے والا اپنے جرم کی وجہ سے آل محمدؐ کو دبانا چاہتا ہے'۱

اسلام کو بدلنے کے تین بڑے منصوبے::

ور آل محمدؐ کا اصل سے جو اختلاف تھا امت مسلمہ کے ایک گروہ سے وہ یہ تھا کہ رسولؐ جو چیزیں بتا کے گئے ہیں انھیں تبدیل کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ حکومت لینا ہے لے لے تخت پر قبضہ کرنا ہے کرلے طاقت دکھانا ہے دکھاؤ تمھیں عیاشیاں کرنی ہیں کرو لیکن ہم یہ اجازت تمھیں دینے کو تیار نہیں کہ تم اسلام کو بدلنے کی کوشش کرو۔ جو رسولؐ اس دنیا کے سامنے پیش کر گئے ہیں اور یہی سب سے اہم مقصد تھا آل محمدؐ کے نزدیک۔ کہ آل محمدؐ نے تمام زندگی کون سا جہاد کیا ہے ایک فکر آج کل ہمارے ماحول میں پھیلائی جارہی ہے کہ آل محمدؐ کا اصلی مقصد حکومت کو حاصل کرنا ہے' آقائے صدر نے جو شیعہ تاریخ پر ایک کتابچہ لکھا ہے ۔کہ حکومت حاصل کرنا یا حکومت کے لیے جدوجہد کرنا یہ کبھی بھی آل محمدؐ کا مقصد نہیں رہا ہے۔ان کا سب سے بنیادی مقصد یہ تھا کہ جتنے بھی طریقے ہیں اسلام کو تبدیل کرنے کی اجازت کبھی نہیں دیئے جائے گی اور تین

بڑی چیزیں آل محمدؑ کے سامنے ہیں۔ تین تحریکیں ہیں' تین منصوبے بنائے گئے' رسولؐ کے اسلام کو بدلنے کے۔ پہلا منصوبہ تو یہ تھا کہ حرام محمدؐ کو حلال کیا جائے' اور حلال محمدؐ کو حرام کیا جائے' آل محمدؑ کی موجودگی میں منصوبے بنائے جارہے ہیں تین بہت واضح منصوبے نظر آتے ہیں ہمیں مسلمانوں کے پاس' حرام محمدؐ کو حلال کیا جائے حلال محمدؐ کو حرام کیا جائے دوسری چیز کہ سارا زور اس پہ لگایا جائے کہ قرآن ہماری ہدایت اور رہنمائی کے لیے اکیلا کافی ہے۔ سب کچھ ہمیں قرآن سے لینا ہے جو قرآن میں مل گیا وہ ہمارے لیے قابل قبول جو چیز قرآن میں نہیں ملی ہم اس کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اور تیسری چیز یہ تھی کہ عقل کے تحت مسائل شریعت کو حل کیا جائے۔ شرعی مسائل کو دین کے مسائل کو اپنی ناقص عقل کے تحت حل کیا جائے۔ یہ تین بڑی چیزیں داخل کی گئیں مسلمانوں کے اندر۔ اگرچہ یہ تیسری چیز اس لیے داخل کی گئی کہ انہوں نے جب دوسرے منصوبے پہ عمل کرنا شروع کیا کہ ہر چیز ہمیں قرآن سے لینا ہے تو انہیں پتہ چلا کہ قرآن ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تمام مسائل قرآن انکو حل کر کے نہیں دے رہا تو مجبوراً ایک تیسری تحریک داخل کی گئی کہ پھر قرآن جہاں ہمارے مسئلے کا واضح حل پیش نہ کرے وہاں پہ ہم اپنی عقل سے اس مسئلے کو حل کریں۔ ہمیں غیروں سے کوئی غرض نہیں کہ انہوں نے کیا کیا۔ اور جب اپنی عقل کے مطابق اپنے ذہن کے مطابق اپنے دین کی خاطر وہ جو کر رہا ہے وہ

جانے اور اس کا خدا جانے۔ ہمیں تو اپنوں سے گفتگو کرنا ہے لیکن تین باتیں یاد رکھیں کہ آل محمدؐ کی مخالفت کرنے والوں نے یہ تین کام ضرور کیے ہیں۔ چنانچہ آل محمدؐ کے تقریباً اپنے تمام حقوق کو نظرانداز کر دیا ہمارا حق چھنا جائے گا ہم صبر کرلیں گے صرف اس لیے کہ یہ تین منصوبے جو مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لیے بنائے جارہے ہیں ہمیں ان کا مقابلہ کرنا ہے اس کے بعد دیکھیں امیر المومنینؑ سے لے کر گیارہویں امام تک پوری جدوجہد کی کہ حلال محمدؐ حرام اور حرام محمدؐ حلال نہ ہونے پائے۔ خالی قرآن پر امت اکتفا نہ کرے۔ اور تیسری چیز کہ اپنی عقل کو دین کے معاملے میں دخل دینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ یہ تو تھا آل محمدؐ کا طریقہ اور باحمد للہ ایک بات کو ماننا پڑے گا کہ مسلسل ہمارے علماء کرام اور ذاکرین عظام اپنی مجلسوں کے اندر یہ تینوں چیزیں ہمارے سامنے پیش کیں اور بتایا کہ آل محمدؐ کے دشمنوں نے یہ تین چیزیں رائج کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ شیعوں کا بچہ بچہ جانتا ہے یہ تینوں چیزیں غلط اور خلاف شریعت ہیں۔ لیکن بڑی عجیب بات یہ ہے بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ گزشتہ پچاس سال یا 60 سال سے رفتہ رفتہ بلکہ کسی سازش کے تحت یا ہماری جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم میں یعنی آل محمدؐ کے ماننے والوں میں اس انداز سے یہ عقائد داخل کیے گئے کہ اب یہی تین چیزیں آل محمدؐ کے ماننے والوں میں آ گئی ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر آل محمدؐ کے لیے صدمے اور تکلیف کی بات کیا ہوسکتی ہے کہ

ہمارے گیارہ اماموں نے تمام زندگی یہ کوشش کر کے ان چیزوں کا خاتمہ کرنا چاہا اور پوری ایک قوم ایک فرقہ ایک جماعت تیار کر دی جس کا نام ہے شیعہ جو ان تین چیزوں کی دشمن ہے رفتہ رفتہ یہ حالت ہو گئی کہ آج شیعان آل محمدؐ ان تین چیزوں پہ عمل کرنے لگے ہیں۔ یعنی حلال محمدؐ کو حرام اور حرام محمدؐ کو حلال سمجھا جانے لگا۔ جس کے خلاف آل محمدؐ نے جہاد کیا آج شیعیان اہل بیت کی وہ حالت ہو گئی جو رسولؐ کی اس حدیث کو کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا اور ایک اپنی عترت کہ آل محمدؐ کے ماننے والے ایک مرتبہ اس حدیث کو بھلا بیٹھے ہیں۔ بس سارا ان کا یہی زور ہے کہ قرآن ہی ہمارے لیے کافی ہے اور قرآن ہی ہمارا سب کچھ ہے اور تیسری چیز ہر مقام پر اپنی عقل کے تحت شریعت کے مسئلے حل کیے جانے لگے ہیں۔ حلال محمدؐ حرام نہ ہونے پائے حرام محمدؐ حلال نہ ہونے پائے یہ ہے آل محمدؐ کی پہلی جدو جہد۔ جب تقیہ کو حرام قرار دیا گیا تو آل محمدؐ تمام زندگی اپنے ماننے والوں سے کہتے رہے کہ میرا اور میرے باپ دادا کا دین تقیہ ہے جو اس کو مانتا ہے وہ ہمارا ہے جو نہیں مانتا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ حکومت وقت نے خمس کو حرام قرار دیا' آل محمدؐ ساری زندگی اپنے ماننے والوں کو خمس کا سبق دیتے رہے۔

متعہ کے متعلق واقعہ ::

متعہ جس کو حرام قرار دیا گیا تھا آل محمدؐ نے تمام زندگی اس متعہ کے مسئلے کو اپنے ماننے والوں کے ذہن میں راسخ کرنا چاہا۔ یہ آل محمدؐ کی کوشش ہے اور آج کیا حالت ہے کہ آل محمدؐ کے ماننے والے ان چیزوں کو حلال ماننے پر تیار نہیں۔ مثلاً متعہ کا مسئلہ یہ ہے کہ میں زیادہ یقین کے ساتھ اس لیے کہہ سکتا ہوں کہ اس دور میں زیادہ کثرت کے ساتھ اس مسئلے کو میں نے لوگوں کے سامنے پیش کیا تو جیسی جیسی باتیں سننے میں آتی ہیں جیسی جیسی مخالفت ہوتی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ لوگ کس طرح سے دشمنان آل محمدؐ کے پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے ہیں۔ آج اگرچہ ہر مومن آل محمدؐ کو مانتا ہے اور یہ بھی مانتا ہے کہ آل محمدؐ کو بہت بڑا اختلاف تھا متعہ کے مسئلے میں حکومتیں حرام قرار دے رہی تھیں آل محمدؐ اسے حلال قرار دے رہے تھے۔ اور اس لیے کہ یہ مسئلہ کہ یہ حلال خدا حرام نہ ہونے پائے آل محمدؐ نے اس کے فضائل بیان کیے اس کا ثواب بیان کیا اس کی ترغیب لوگوں کو بتلائی۔ لیکن آج جب میں نے ایک مرتبہ اس متعہ کے مسئلے کو لوگوں کے سامنے پیش کیا تو لوگوں نے یقین کرنے سے انکار کر دیا لوگ سمجھنے لگے کہ یہ حرام چیز ہے جس کو ہمارے درمیان پھیلایا جا رہا ہے۔ یہ کیا لوگوں کے سامنے نتیجہ آیا کہ آل محمدؐ جس چیز کے لیے تمام زندگی جدوجہد کر رہے ہیں ان کے ماننے والے آج ان کے دشمنوں کا ساتھ دے رہے ہیں پلٹ کر کہنے والے یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ایسا ہی حلال یہ مسئلہ اگر ایسا ہی یہ جائز مسئلہ

بلکہ جائز نہیں بعض حالتوں میں تو یہ واجب ہے تو آخر علماء کیوں نہیں کرتے ہم کسی عالم سے جا کے کہیں کہ ہم تمہاری بیٹی سے متعہ کرنا چاہتے ہیں کیا وہ راضی ہو جائے گا میں آپ کو بتا دوں یہ جملہ شاید آپ نے نہ کہا ہو لیکن جن لوگوں نے سنا یہاں تک کہہ بیٹھتے ہیں کہ یہ علماء جو یہ پڑھ پڑھ کر باتیں کرتے ہیں کہ اگر ہم ان کی بیٹیوں سے متعہ کرنا چاہیں تو کیا یہ راضی ہو جائیں گے یہ جملہ کس نے پہلی مرتبہ بیان کیا میں اس مقام پر کھل کے بیان تو نہیں کر سکتا لیکن میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ جب چھٹے اور پانچویں امام نے اس مسئلے کو خاص طور پر بیان کیا تو ایک مرتبہ اس زمانے کے بڑے فقیہ نے پانچویں امام سے پلٹ کر یہی کہا۔ یا بن رسول اللہ آپ متعہ پر اتنا زور دے رہے ہیں اگر میں یہ کہوں کہ میں آپ کی بیٹی سے متعہ کرنا چاہوں تو کیا آپ راضی ہو جائیں گے پہلی مرتبہ یہ جملہ پانچویں امام کے خلاف استعمال کیا گیا اور ان کی بیٹیوں کے حوالے سے درحقیقت شریعت کو نا سمجھنے کا یہی مسئلہ ہوتا ہے امام نے اس وقت یہ کہتے ہوئے منہ پھیر لیا کہ جائز ہونے کا یہی مقصد نہیں ہے کہ اس پر عمل ہی کیا جائے مثلاً خود تمہارا فتویٰ یہ ہے کہ شراب کو بیچنا حلال ہے شراب کا بیچنا حلال ہے تو تم اپنی بیٹیوں اور بیویوں سے شراب کی دکان کیوں نہیں کھلواتے اس نے بھی یہ جواب دیا کہ یا بن رسول اللہ جائز ہونے کا مقصد یہی نہیں کہ وہ کام کیا جائے امام نے کہا بس یہی مسئلہ ہمارے ساتھ ہے کہ ایک فقہی یہ کہتا ہے کہ مثلاً نائی کا

پیشہ اختیار کرنا جائز ہے اس پر یہ اعتراض تو نہیں ہوسکتا ہے کہ اگر جائز ہے تو تم اس پر عمل کیوں نہیں کرتے ہو اگر وہ یہ کہتا ہے کہ قصائی کا پیشہ جائز ہے نائی کا پیشہ جائز ہے تو یہ اعتراض تو نہیں کیا جاسکتا اگر جائز ہے تو تم اس پر عمل کیوں نہیں کرتے جائز ہونا ایک الگ چیز ہے اور عمل کرنا ایک الگ چیز ہے۔ چنانچہ متعہ کے سلسلے میں جو ہاتھ بلند اٹھتے ہیں اور ان کے تن بدن میں آگ لگ اٹھتی ہے میں ان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہی تو آل محمدؐ کے دشمنوں کا منصوبہ ہے' کہ حرام محمدؐ کو حلال کر دو' اور حلال محمدؐ کو حرام کر دو' حرام محمدؐ کی ایک مثال میں نے ضمناً پیش کر دی شراب حرام ہے مگر اس کو حلال کر دیا گیا' کچھ حاکمان وقت کی خوشنودی کے لیے متعہ حلال ہے اس کو حرام کر دیا گیا' تمام زندگی آل محمدؐ نے اس کے خلاف جدو جہد کی مگر آج آل محمدؐ کے ماننے والے آل محمدؐ کے کیمپ میں آنے کو تیار نہیں' ان کی بات نہیں مانتے ان کے دشمنوں کی بات مان رہے ہیں'

قرآن فہمی اہلبیتؑ سے سیکھو::

دوسری چیز آج کل شور مچا ہوا ہے کہ قرآن کو پکڑو قرآن کو پکڑو قرآن کو مانو قرآن فہمی حاصل کرو قرآن سے ہر چیز کا تجزیہ نکالو' اور کہ قرآن تمہاری سمجھ میں نہیں آسکتا کہ جب تک تم اہل بیتؑ رسالت سے نہ پوچھو کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ بالکل واضح چیز ہے ہمارا عقیدہ کہ قرآن میں 2=2 چار کا مسئلہ بھی قرآن

میں آیا تو یہ آیت ہم پہلے آل محمدؐ سے پوچھیں گے کہ اس کا مقصد کیا ہے اس کا مطلب کیا ہے' قرآن ہمارے لیے اس وقت تک فائدے مند نہیں کہ جب تک آل محمدؐ کے اقوال کو ہم اس کے ساتھ نہ ملائیں' یہ تو اتنی مشہور چیز ہے کہ بچہ بچہ جانتا ہے کہ آل محمدؐ نے ساری زندگی اسی انسان کے لیے جدوجہد کی کہ قرآن کے ساتھ اہل بیتؑ کو ہونا چاہیے۔ پانچویں امام کا مدرسہ چھٹے امام کا مدرسہ' اس کی کیفیت کیا ہے' قرآن کو ہر عرب جانتا ہے آپ کے لیے مسئلہ ہوگا عربوں کے لیے تو کوئی مسئلہ نہیں' ان کی مادری زبان ہے عربی ان سے بہتر قرآن کو کون سمجھ سکتا ہے۔ پھر بھی یہ حالت کہ آل محمدؐ کہہ رہے ہیں کہ جب تک کہ تم ہمارے پاس نہیں آؤ گے قرآن تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا۔ تاریخ کے اوراق پلٹئے تو کتنے واقعات نظر آتے ہیں' کہ دن رات پڑھی جانے والی آیت بھی ہے لیکن جب امام نے پیش کیا اس کے مطلب کو تو لوگ حیران رہ گئے' کہ اچھا بھلا اس کا مطلب یہ ہے یہ تو معلوم ہی نہ تھا کہ اس کا مطلب یہ بھی نکل سکتا ہے' ہمارا تمام اختلاف اسی پر کہ حسبنا کتاب اللہ کہ اللہ کی کتاب ہمارے لیے کافی ہے ۔ ہمارے نزدیک یہ تصور غلط بلکہ کتاب خدا کے ساتھ نبیؐ کی عترت کے اقوال کو لینا پڑے گا' لیکن کیا آپ کا شیعہ اس عقیدے کو مانتا ہے ہرگز نہیں مانتا ہے ۔ اسے کہئے کہ داڑھی کا رکھنا واجب' تو پہلے وہ سوال یہ کرتا ہے کہ دکھاؤ قرآن میں کہاں لکھا ہے' کبھی نہیں کہتا ہے کہ کس معصوم نے داڑھی رکھی' ہمیں

ثابت کر کے دکھاؤ کبھی وہ نہیں کہتا کہ امام نے اس کا کہاں پہ حکم دیا۔ پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ قرآن میں کہاں لکھا ہے' یعنی اس کے نزدیک جو چیز قرآن میں نہ ملتی ہو تو اس کے نزدیک وہ قابل عمل نہیں۔ تا کہ اہل بیتؑ کتنا ہی اس کے بارے میں تاکید کر کے کیوں نہ گئے ہوں۔ کہا گیا کہ خمس واجب' جواب دیا کہ کہاں لکھا ہے قرآن میں' کہ خمس واجب وہ تو ایک جگہ اس کا ذکر آیا وہ بھی مال غنیمت میں اس کا تذکرہ آیا زکوۃ کا تذکرہ تو 5 سو مقامات پر خمس کا تذکرہ تو ایک جگہ پر' وہ بھی مال غنیمت کے بارے میں ہے۔ قرآن تو اس کے بارے میں زور ہی نہیں دیتا۔ یعنی آل محمدؐ کی کوئی اہمیت نہیں ان کی ہزاروں حدیثیں ہوں تو بیکار لیکن قرآن کی ایک آیت ہو تو اس پر عمل کیا جائے یہ کیسا عقیدہ ہے ۔آل محمدؐ کے بارے میں تمام زندگی تو آل محمدؐ اس کے لیے لڑے اور آپ بھی تمام زندگی مجالس میں سنتے رہے کہ قرآن کی وہی تشریح قابل قبول ہے جو اہل بیتؑ رسالت نے بتائی۔ لیکن جب آپ سے کوئی سوال کیا جاتا ہے تو آپ پلٹ کے کہتے ہیں قرآن میں یہ کہاں لکھا ہے قرآن سے ثابت کرو بس آپ کا یہ کہنا کہ فلاں چیز قرآن سے ثابت کرو۔

قیاس اور عقل اسلام میں ::

تو یہ دشمنان اہل بیتؑ کا طریقہ تھا جسے آج آل محمدؐ کے ماننے والے رفتہ رفتہ

اپنے ذہن میں بٹھا چکے ہیں۔ ہر مقام پر اپنی عقل لگائی جو چیز ہماری عقل میں آتی ہے اسے ہم قبول کریں گے جو ہماری عقل میں نہیں آتی اسے ہم قبول نہیں کریں گے۔ اسی عقل کو استعمال کرنے کا دوسرا نام قیاس ہے۔ جس کے بارے میں آپ میں سے ہر ایک کو پتہ ہے کہ شریعت آل محمدؐ میں قیاس حرام ہے اور تمام زندگی چھٹے امام نے قیاس کے خلاف جدوجہد کی۔ جب کوئی قیاس کرنے والا چھٹے امام کے پاس آتا تو امام پہلا سوال اس پہ یہی کرتے ہیں کہ تم قیاس سے مسائل حل کرتے ہو۔ چلو اس مسئلے کا حل تو بتاؤ چلو اس مسئلے کو حل تو کرو۔ قیاس کا لفظ آجکل ذرہ استعمال نہیں ہوتا۔ آل محمدؐ کے ماننے والوں میں مثلاً قیاس کی جگہ وہ عقل کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ہماری عقل میں نہیں آرہا تو عقل سے تعبیر کیا جائے' آج جو انتشار پھیلایا جارہا ہے۔ اس کی بنیاد یہی ہے کہ ہر آدمی اپنی عقل کی مدد سے دین کے مسائل کو حل کررہا ہے' کسی کو اس چیز کی فکر ہی نہیں کہ مجتہد کا فتویٰ کیا ہے کسی کے نزدیک اس بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی عالم وقت کیا کہہ رہا ہے آج تو بات عقل کی چل رہی ہے اور آج تو بات گزشتہ لوگوں کے تجربے کی کی جارہی ہے وہاں پوری زندگی آل محمدؐ اس عقل کے خلاف جدوجہد کرتے رہے۔ عقل تو شریعت کی بنیاد ہے لیکن کون سی عقل اصول کافی کی روایت سب سے پہلی روایت اصول کافی ہماری سب سے مستند اور سب سے معتبر کتاب اور اس کی سب سے پہلی روایت کہ لما خلق

اللہ عزوجل العقل جب خدا نے عقل کو پیدا کیا اس سے کہا آگے آؤ عقل آگے آ گئی اس سے کہا پیچھے جاؤ عقل پیچھے چلی گئی۔ بس خدا نے کہا تم ہی سب سے بہترین مخلوق ہو عقل کی یہ تعریف کہ جہاں خدا کہے آگے تو بغیر وہاں سوال کیے بغیر وجہ دریافت کیے بغیر علت پوچھے آگے بڑھ آئی' جہاں کہا جائے پیچھے ہٹ جاؤ تو وہ پیچھے ہٹ جائے' یہ ہے عقل جس کے بارے میں امام نے فرمایا کما اقام به العقل اقام به الشرع کما اقام به الشرع اقام به العقل جو شریعت کہتی ہے وہی عقل کہتی ہے جو عقل کہتی ہے وہ شریعت کہتی ہے لیکن عقل سے مراد کیا ہے کہ جو حکم اس کو دیا جائے فوراً اس کی پابندی کرے معصوم نے دوسرے مقام پر عقل کی تعریف کی کہ عقل وہ چیز ہے کہ جس سے خدا کو پہچانا جاتا ہے (ما عرف به الرحمان) وحمل به الجنان اس سے جنت کو حاصل کیا جاتا ہے پوچھا گیا مولا وہ کیا چیز ہے جو آپ کے دشمنوں کے پاس ہے میرے مولا سے پوچھا جا رہا ہے وہ جو آپ کے دشمنوں کے پاس ہے جس کی وجہ سے وہ فتوحات حاصل کر رہے ہیں ان کو حکومت مل رہی ہے لوگ ان کی تعریف کر رہے ہیں ان کا لشکر بڑھتا چلا جا رہا ہے وہ چیز شیطانیت ہے وہ فریب ہے وہ دھوکہ دہی ہے وہ عقل نہیں تو وہ عقل جس سے انسان دنیا میں فتح حاصل کرتا ہے یہ شرعاً عقل نہیں شرعاً عقل وہ ہے کہ جہاں خدا کہے آگے آ جاؤ آگے آ جائے پیچھے ہٹ جاؤ پیچھے ہٹ جائے۔ اور یہی عقل تو ہے جو شریعت کے

مترادف ہے تو اب ہمیشہ آل محمدؐ نے عقل کی مذمت کی تو بہت ہی مشہور و معروف واقعہ ہے۔ جب وہ شخص آیا کہ تمام زندگی جو عقل سے فتوے دیتا رہا وہ تمام زندگی اپنی عقل سے شریعت کو حل کرتا رہا تو ایک مرتبہ معصوم نے اس سے پوچھا آج تک تم عقل کی مدد سے قیاس کی مدد سے فتوے دیتے تھے تو یہ بتاؤ تمہاری عقل کیا کہتی ہے قتل بڑا گناہ ہے یا زنا بڑا گناہ ہے۔ اس نے کہا قتل بڑا گناہ ہے تو امام نے فرمایا اچھا تو پھر قتل میں دو گواہ اور زنا میں چار گواہ کیوں طلب کیے جاتے ہیں۔ اس مقام پر ایک بات میں کہہ دوں کہ امام کا ایک جواب بھی اس کے سلسلے کے بارے میں موجود ہے اور اس جواب کو جب لوگ سنتے ہیں تو کہتے ہیں دیکھیے یہ بالکل مطابق عقل ہے جواب کہ قتل میں کیوں کہ ایک آدمی ملزم ہے اس لیے دو گواہ مانگے جاتے ہیں زنا میں دو آدمی ملزم اس لیے چار گواہ مانگے جاتے ہیں اگرچہ یہ جواب جو ہے روایت سے ثابت نہیں یہ بات بھی بالکل غلط ہے اگر کوئی یہ کہے کہ یہ بات بالکل مطابق عقل ہے کیوں کہ اصل میں ایک آدمی گناہ کر رہا ہے جو گردن اڑا رہا ہے اور ہر مجرم کے جرم کو بتانے کے لیے دو آدمی چاہئیں چنانچہ ایک قاتل ہے دو گواہ چاہئیں۔ زنا کے اندر دو آدمی ملوث ہیں اس لیے چار آدمی چاہئیں مجتہد اس جواب کو تسلیم نہیں کرتے کہتے ہیں۔ یہ جواب امام سے ثابت نہیں سوال امام نے کیا جواب امام نے نہیں دیا۔ کیوں اس لیے کہ شریعت کے کتنے ہی ایسے مسئلے ہیں مثلاً اگر عورت

کو مجبور کر کے زنا کیا جائے اور ثابت یہ ہو جائے کہ عورت مجبور ہے۔ اب تو مجرم ایک رہا' لیکن پھر بھی گواہ چار چاہئیں پاگل عورت جس کے بارے میں تو یقین ہے کہ اگر وہ خوشی سے بھی زنا کرے تو پاگل عورت پر تو کوئی جرم نہیں' وہ اگر زنا کر رہی ہے تب بھی گواہ چار چاہئیں۔ تب بھی ملزم ایک رہ گیا۔ تو غرض یہ ہے کہ وہ جو جواب آپ سنتے ہیں اس جواب کو چھوڑیں اس لیے کہ وہ جواب امام سے ثابت نہیں بس اتنا سنیں امام نے کہا زنا چھوٹا جرم اس کے لیے چار گواہ قتل بڑا جرم دو گواہ کیوں چاہئیں۔ دوسرا مسئلہ امام نے پوچھا عورت کمزور ہے یا مرد۔ کہا مولا عورت کمزور ہے امام نے کہا جو کمزور ہے اس کا زیادہ تحفظ کیا جاتا ہے' پھر کیا وجہ ہے کہ شریعت میراث میں لڑکے کو دوگنا حصہ دلوا رہی ہے اور اس کے مقابلے میں لڑکی کو ایک حصہ دلوایا جا رہا ہے' تیسرا سوال پوچھا کہ یہ بتا پیشاب کی نجاست زیادہ ہے یا منی کی' کہا پیشاب کی نجاست زیادہ ہے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ پیشاب سے وضو واجب ہوتا ہے اور منی سے غسل واجب ہوتا ہے' امام نے ایک مرتبہ کئی سوال اس پہ کیے پانچ یا چھ سوال تو ان پانچ یا چھ سوالات پر اگر آپ غور کریں تو پتہ چلا کہ معصوم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ تمہاری عقل بالکل بیکار ہے تمہاری عقل کہتی ہے کہ قتل بڑا گناہ ہے نہیں شریعت کہتی ہے کہ قتل میں دو گواہ چاہئیں چھوٹے گناہ میں چار گواہ چاہئیں تمہاری عقل کہتی ہے کہ عورت کمزور ہے اسے زیادہ حصہ ملنا چاہیے۔ شریعت کہتی ہے کہ کم نجاست

میں غسل واجب ہے اور زیادہ نجاست میں وضو واجب ۔ یا بہت مشہور فقہ کا مسئلہ ہے جسے تمام علماء قیاس کے خلاف استعمال کرتے ہیں تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی چور چوری کرے چور چوری کرے گا ایک دینار تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے ۔ لیکن کوئی ڈاکہ ڈال کر اتنا مال لے کر چلا جائے چوری چھپ کر کی جائے چھپ کر مال کو لے جائے ۔ سزا کیا ہے ہاتھ کاٹا جائے ۔ لیکن کوئی شخص ڈاکہ ڈالے آپ کے سامنے حملہ کر کے وہ چیز لے جائے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے' اس کا جرم تو ثابت ہو گیا جب عقل بھی کہتی ہے کہ ڈاکہ ڈالنے والا آنکھوں کے سامنے چھیننے والا ہے آپ پر حملہ کر کے آپ کو زخمی کر کے آپ کا مال چوری کر کے لے جانے والا اس کا گناہ تو زیادہ بڑا ہے ۔ اس کے تو دو ہاتھ کٹنے چاہئیں ۔ مگر شریعت یہ کہتی ہے کہ اس کا ہاتھ تو کاٹا ہی نہیں جائے گا ۔ بلکہ جو سزا ہم اسے شریعت سے دیں 30 کوڑے 40 کوڑے اس کے بعد ختم معاملہ ۔ اور وہ جس نے چھپ کر چوری کی آپ سے ڈر کر چوری کی آپ کی غیر موجودگی میں چوری کی اس کا پورا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا ۔ تو پتہ چلا کہ شریعت کبھی عقل سے حل نہیں ہوا کرتی' بہت سے لوگ سب سے بڑی غلطی یہ کرتے ہیں کہ جو آج کے دور میں بھی یہ کہتے ہیں کہ یہ فلاں مسئلہ ہمیں سمجھا دیا جائے عقل میں آ جائے ہم فوراً اسے قبول کر لیں گے' اور اسی کی ایک مثال یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا کہ جب دین ایک ہے تو جس

ایک ہے آل محمدؑ کا ایک ہی کہا رسولؐ کا ایک ہی فرمان تو آخر فتوے کیوں دو ہو گئے' مجتہدین میں اختلاف کیوں ہو گیا آخر یہ اتحاد ملت کے لیے ایک جگہ بیٹھ کیوں نہیں جاتے ہیں' آپ کو یہ چیز سراسر خلاف عقل لگتی ہے کہ جب ایک قرآن ایک سنت اور ایک ہی قول امام ایک ہی قول رسولؐ ایک ہی حکم خدا تو فتوے دو کیسے ہو گئے۔ یہ چیز آپ کی عقل میں نہیں آتی بس یہی تو میری تمام گفتگو کا خلاصہ ہے کہ عقل کو استعمال کر کے شریعت کے مسائل کو حل کروانے والا درحقیقت یہ آل محمدؑ کے مقصد کا دشمن ہے۔ آل محمدؑ کی ساری زندگی کوشش اور جدوجہد یہ تھی کہ کسی طریقے سے عقل کا نعرہ لگانے والوں کو خاموش کیا جائے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ آل محمدؑ کے ماننے والوں کا تو عقیدہ ہی بگڑ گیا آل محمدؑ جس کو حرام کہہ رہے ہیں اس کو ہم حلال سمجھ رہے ہیں اور حلال کہہ رہے ہیں تو ہم حرام سمجھ رہے ہیں۔ عمل کو چھوڑیں عقیدے کی بات ہو رہی ہے آل محمدؑ کہہ رہے ہیں کہ قرآن تب تک تمہارے کوئی کام نہیں آسکتا جب تک تم ہماری احادیث سے مدد نہ لو۔ اور آل محمدؑ کے ماننے والے کہہ رہے ہیں کہ ہم تو نہیں مانیں گے جب تک تم قرآن سے نہ دکھا دو کہ کیا حکم خدا نے نازل کیا۔ آل محمدؑ کہہ رہے ہیں کہ تمہاری عقل دین میں کام نہیں آسکتی اپنی عقل کو استعمال مت کیا کرو اور اس کے لیے آل محمدؑ جواب دینے کا طریقہ بھی یہی استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ہارون الرشید کے زمانے کا واقعہ قاضی ابو یونس کو

ہارون نے پکڑا اور کہا جاؤ کہ جا کر تم ساتویں امام سے یہ پوچھو یعنی اس نے تو ساتواں امام استعمال نہیں کیا یہ تو میں کہہ رہا ہوں کہ جاؤ جا کر موسیٰ ابن جعفرؑ سے پوچھو کہ یہ کیا فتویٰ دیا کرتے ہیں کہ اگر ایک شخص حج کے دوران حالت احرام میں ہے یہ تو مشہور مسئلہ ہے کہ ہمارے حاجی یعنی شیعہ حاجی حالت احرام میں اپنے سر کو چھپا نہیں سکتے ہیں۔ سائے کے نیچے نہیں بیٹھ سکتے ہیں کسی ایسی گاڑی میں سفر نہیں کر سکتے ہیں جس کے اوپر سایہ ہو تو آپ کے علم میں ہوگا کہ شیعہ حاجی ہمیشہ کھلی گاڑی کے اندر جایا کرتے ہیں۔ مردوں کے لیے یہ مسئلہ ہے عورتوں کے لیے نہیں لیکن دوسری طرف ہمیں اجازت ہے کہ اگر ہم اپنے گھر میں بیٹھنا چاہیں تو بیٹھ سکتے ہیں خیمے میں بیٹھنا چاہیں تو بیٹھ سکتے ہیں اور ساتویں امام کے دور میں تو کعبہ کھلا رہا کرتا تھا کعبے میں جانا چاہیں تو کعبے کے اندر جا سکتے ہیں اس نے کہا کہ جاؤ موسیٰ ابن جعفرؑ کے پاس اور پوچھو کہ وہ کیا مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ اگر گاڑی میں جانا ہے تو کھلی ہو تو اگر خیمے کے اندر بیٹھنا ہے گھر کے اندر بیٹھنا ہے تو بے شک چھت پڑی ہو تو اس کے اندر انسان جا کے بیٹھ سکتا ہے آخر یہ فرق کہ اگر کھلے میں بیٹھنے کا حکم ہے تو ہر جگہ کھلے میں بیٹھو اگر بند میں بیٹھنے کا حکم ہے تو وہ بند گاڑی میں بیٹھنے کا حکم کیوں نہیں دیتے وہ آیا قاضی ابو یوسف امام کے پاس امام نے خود اس سے نہیں کہا اور نہ ہی سمجھایا بلکہ الٹ اس پہ ایک سوال کر دیا فرمایا کہ بے شک تم صحیح کہہ رہے ہو ذرہ یہ تو بتاؤ

کہ تمہارے نزدیک عورت جب حیض کی حالت میں ہوتی ہے اس میں جو روزے اس نے چھوڑے ہیں اس کے بعد ان کی قضا ہوتی ہے یا قضا نہیں ہوتی کہا کہ روزوں کی قضا تو واجب تو امام نے کہا کہ اگر اس نے نماز چھوڑی ہو تو نماز کی قضا واجب ہے یا نہیں اس نے کہا نماز کی قضا واجب نہیں ہے کہا کہ یہ فرق کیوں اگر واجب ہے تو تمام عبادتوں کی قضا واجب ہے واجب نہیں تو کسی عبادت کی قضا واجب نہیں کہا یا بن رسول اللہؐ یہ تو حکم شریعت ہے اس کو ماننا پڑے گا امام نے کہا بس وہ بھی حکم شریعت ہے جیسے میں بیان کر رہا ہوں یہ امام کا جملہ یہ بتا رہا ہے کہ جہاں حکم شریعت آ جائے چاہے مطابق عقل ہو یا مخالف عقل ہو یہ بات میں بہت احتیاط سے کہہ رہا ہوں کہ شاید میں کوئی ایک اس بات کو قبول کرے کہ شریعت کوئی عقل کے خلاف فتویٰ دے سکتی ہے لیکن دے سکتی ہے عقل کے خِلاف ہماری اور آپ کی عقلوں کے خلاف عقل کامل کے خلاف نہیں دے سکتی۔ ہماری اور آپ کی عقلوں کے خلاف دے سکتی ہے تو چاہے خلاف عقل ہی مسئلہ کیوں نہ ہو ہمیں ہر صورت میں اسے ماننا ہے جو حکم امام ہے۔ جیسا کہ باقی تمام مقامات پر آپ تسلیم کرتے ہیں کہ عقل کے خلاف ہمیں شریعت کا مسئلہ ماننا پڑے گا مجتہدین کا اختلاف بھی آپ کو ماننا پڑے گا جب خلاف عقل بات ہو تب بھی ہمیں ماننا ہے۔ اگرچہ میں اس کو خلاف عقل مانتا ہی نہیں ہوں علمی اختلاف کبھی خلاف عقل نہیں ہوا کرتا اگر علمی اختلاف

خلاف عقل ہوتا تو قرآن میں جو طب کے اصول بتائے گئے اس کے بعد اختلاف کوئی اس سے نہ کرتا بلکہ آج تک وہی طب چلی آرہی ہوتی اور نتیجے میں جو میڈیکل سائنس نے اتنی ترقی کی ہے یہ ترقی ممکن ہوتی آپ کے علم میں ہوگا کہ طب کی تاریخ میں کچھ ایسے طبیبوں کے نام آتے ہیں جو اس کے خلاف تھے کہ کوئی ان سے اختلاف کرے وہ ایسے آدمی کو علم طب پڑھانے پر تیار نہیں تھے 9 ویں صدی عیسوی کا ایک بہت بڑا طبیب۔

علمی اختلاف خلاف عقل نہیں ہوتا::

ذرہ سی اس کی بات سے کسی نے اختلاف کیا وہ سختی کے ساتھ اس چیز کا قائل تھا کہ خون جو ہے وہ جسم کے اندر گردش نہیں کیا کرتا' اور اس اصول پر وہ قائم تھا کہ خون ساقط اور ٹھہرا ہوا ہے چنانچہ اس نے آپریشن سر وے میں پتہ نہیں کتنے لوگوں کو اپنی اسی حماقت کی وجہ سے ہلاک کر دیا' کیوں کہ اس کے نزدیک خون گردش نہیں کر رہا. چنانچہ وہ احتیاط بھی نہیں کرتا تھا۔ وہ مریض جس کا وہ آپریشن کیا کرتا تھا اس کے دو یا تین شاگردوں نے اس سے اختلاف کرنا چاہا اس نے انہیں علم طب پڑھانے سے انکار کر دیا اور دھکے دے کر اپنے مدرسے سے نکال دیا۔ہم سے اختلاف کرتے ہو تو نتیجے میں تاریخ نے بتایا کہ پانچ سو سال تک لوگوں کی جانیں ضائع ہوتی رہیں. یہ تو یورپ میں یہ تحریک

چلی تو اس کے نظریات کو باطل قرار دیا گیا۔ جہاں اختلاف فکر اور اختلاف علم ہو بلکہ مجتہدین کا اختلاف رحمت ہے. خود معصوم بعض اوقات اختلاف ڈالا کرتے تھے اپنے ماننے والوں میں تو امام اختلاف کو رکھا کرتے تھے اپنے ماننے والوں میں اس کی مصلحتیں اس کے مقاصد ہوتے تھے تو مجتہدین کے اختلاف پر آپ کو کبھی ناراض ہونا ہی نہیں۔ یہاں بگڑنے کی یا چونکنے کی ضرورت نہیں اگر آپ کی عقل اس کو نہ بھی مانے اور کہے کہ ایک قرآن ایک سیرت کے ماننے والوں متحدہ ہونا چاہیے۔ پھر یہ مختلف کیوں تب بھی آپ سمجھ لیں کہ یہ وہ خلاف عقل حکم ہے جو شریعت ہم سے کہہ رہی ہے مانو۔ اور اگر شریعت کہہ رہی ہے تو آگے کسی کو بولنے کی اجازت نہیں۔ درحقیقت مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ ہم میں سے نہ' آپ نے اور نہ ہم نے دین کے مسائل کو پڑھا ہوتا ہے اور اپنے ناقص عقل کی بنیاد پر سوچتے ہیں کہ دین اتنا سادہ ہوگا کہ 2-2 چار کی طرح' تو جو مجتہد کے فرمان اور حدیث پہ غور کرے اس کے ہاتھ میں ایک ہی نتیجہ آئے گا مگر دین اتنا سادہ نہیں بڑے اس کے مسائل ہیں بڑی اس پیچیدگیاں ہیں اور بڑی تفصیل ہے اس کے اندر سوچے سمجھے بغیر کسی کو حق نہیں' کہ دین کے مسئلے میں دخل دے یہ جو آج آپ دیکھ رہے چند دنوں پہلے کہ جس طرح ہمارا ایک ایک بچہ مجتہد بن گیا اور مسائل فقہ کو اپنی عقل سے حل کر رہا تھا خاص طور پر یہ جان کا مسئلہ مورد بحث بن چکا تھا ہر آدمی اپنا اجتہاد داخل

کر رہا تھا ہر آدمی اپنی عقل سے اس مسئلے کو حل کر رہا تھا۔ یہ بہت بڑی غلطی تھی میں تو یہاں تک کہہ دیتا ہوں کہ اگر قرآن کے بعد آپ پوری احادیث کی کتابیں بھی پڑھ لیں تب بھی آپ دین کو سمجھ نہیں سکتے۔ ایک چھوٹی سی مثال بہت مشہور ہے یہ چیز اور علمائے اعلام بھی ہم سے بیان کیا کرتے ہیں کہ قول امام، فعل امام اور سکوت امام بھی ہمارے لیے حجت ہے بات ذرہ مشکل ہے مجتہد فتویٰ کسی طرح دیتا ہے میں بات واضح کر دوں رسولؐ یا امام جو کہیں یہ کرو یہ نہ کرو یہ حلال یہ حرام ہمارے نزدیک وہ حجت ہے ہم نے اس پہ عمل کرنا ہے یہ بات تو بالکل واضح ہے دوسرا مسئلہ یہی آتا کہ رسولؐ و امام جو کام کریں گے وہ بھی حجت ہے۔ ہم نے مثلاً دیکھا کہ امام کس طرح نماز پڑھ رہے ہیں اب چاہے امام نہ بھی بتائیں ہمارے نزدیک وہ نماز ثابت ہے نماز غلط ہوتی تو امام اس طرح نماز نہ پڑھتے۔ یہاں تک تو صحیح ہے کہ جو امام نے کہا وہ تو ہمارے نزدیک قابل عمل ہے اس پہ عمل کرنا ہے لیکن وہ امام نے کیا کیا وہ بھی ہمارے نزدیک قابل عمل ہے' مثلاً اس کی ایک مثال جو تمام فقہاء اپنی کتاب میں دیتے ہیں آپ کے سامنے ایک حدیث آئی ایک روایت آئی کہ امام کے ساتھ ایک آدمی جا رہا تھا دونوں چل رہے ہیں مثال میں دے رہا ہوں چلتے چلتے ایک عورت سامنے نظر آئی آتے ہوئے امام نے ایک مرتبہ اس عورت کو دیکھنا شروع کر دیا امام عورت کو ایک مرتبہ دیکھ رہے ہیں بڑے اطمینان کے ساتھ

اور دیکھتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ عمل امام ہمارے سامنے آ گیا کہ ایک عورت امام کو راستے میں ملی امام نے اسے دیکھا' اب جو امام کا ساتھی ہے وہ کیا نتیجہ نکالے گا' وہ تو نتیجہ نکالے گا کہ دیکھا جا سکتا ہے عورت کو' امام خود یہ کام کر رہے ہیں اس سے زیادہ مستند اور کام کون سا ہو گا' اب بتایئے کہ آپ امام کے ساتھ چل رہے ہوتے اور آپ یہ منظر دیکھتے تو آپ بھی تجزیہ تو نکالتے کہ جب امام یہ کام کر رہے ہیں یہ کام بالکل صحیح ہے' اس کے اندر کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ تجزیہ جو آپ نے نکالا یہ بالکل غلط ہے اب اپنی جگہ مسئلہ یہ ثابت ہے کہ جو کچھ امام کریں وہ صحیح اور تمام امت کے لیے وہ حکم ہے' اور میں اس کی آپ کو مثال دے رہا ہوں بہت واضح مثال کہ کیا آپ اس امام کو دیکھیں گے جو عورت کو دیکھ رہے ہیں تو کیا آپ کے نزدیک یہ ثابت ہے آپ کے نزدیک کیا عورت کو دیکھنا جائز ہے یا جائز نہیں حدیث آ گئی اب آپ کے سامنے اب آپ کیا کریں' لیکن اب دیکھئے یہاں پر ہو گیا ہے اختلاف اور وہ یہ کہ امام کا جو عمل ہے وہ ہو سکتا ہے کہ امام کے لیے یہ کام جائز ہے اور آپ کے لیے ناجائز ہو عمل امام حجت ہے' جو کچھ امام کرے وہ ساری امت کے لیے حجت ہے' لیکن یہ مسئلہ سامنے آ گیا کہ امام ایک عورت کو دیکھ رہے ہیں ہو سکتا ہے امام کے لیے جائز ہو آپ کے لیے ناجائز ہو وہ کیسے جیسے علماء اس کی مثال دیتے ہیں ہو سکتا ہے وہ امام کی خالہ ہو وہ امام کی پھوپھی ہو وہ امام کی بہن ہو وہ امام کی پھوپھی

ہو راستے میں آئی محرم ہے امام اس کو دیکھ سکتے ہیں ہو سکتا ہے کسی سسرالی حساب سے محرم ہو سکتا ہے رضاعت کے رشتے سے امام کی محرم ہو۔ اب اگر وہ امام کی محرم ہے امام تو کسی کو نہیں بتاتے کون کس کو بتاتا ہے امام نے اسے دیکھا لیکن آپ کے لیے حرام ہو گئی اب فرض کیجئے یہی چیز حدیث میں آگئی آپ نے اس حدیث کو پڑھا اور سوچا کہ اگر امام نے راستے میں ایک عورت کو دیکھا تو ہمارے لیے یہ دیکھانا جائز نہیں ہے۔ ٹھوکر کھائی تو پتہ چلا کہ ساری حدیثیں بھی پڑھ لیں تو وہ آپ کے لیے بیکار ہیں جب تک ساتھ ساتھ دوسرے حقوق شریعت کے آپ کو معلوم نہ ہوں' اب میں اسی چیز کو مجتہد کی جانب پلٹا تا ہوں اب ایک مجتہد کے سامنے یہ روایت اس انداز میں آگئی اور ایک مجتہد کے سامنے تفصیل کے ساتھ آئی کہ وہ عورت امام کی رشتہ دار تھی روایت تو ایک ہے راوی ایک نے ہی بیان کیا مگر کسی دوسرے قول سے ایک مجتہد کو پتہ چل گیا کہ یہ امام کی رشتہ دار ہے ایک مجتہد کو پتہ نہ چل سکا فتویٰ میں اختلاف ہوگا اصل میں اپنے مقام پر بالکل مطابق رہے گا یہ میں ایک آپ کے سامنے نقطہ پیش کر رہا ہوں کہ مجتہد میں اختلاف کس طرح ہوتا ہے۔ میری گزارشات کا مقصد یہ کہ جب بھی آپ آل محمدؐ کو ماننے کا دعویٰ کریں تو ضرور ذہن میں رکھیں کہ جس مقصد کے لیے اہل بیتؑ نے ساری زندگی جدوجہد کی' وہ مقصد بھی آپ مانیں' یعنی جس چیز کو آل محمد حلال کر گئے ہیں آپ اس کو حلال سمجھیں عمل نہ

کریں تو دوسری بات کہ حلال چیز پر عمل کرنا آپ کی مرضی ہے' مگر اس کو حلال کرو اور جس کو وہ حرام کہہ گئے ہیں آپ اس کو حرام سمجھیں دوسری بات کہ کبھی آج کے بعد یہ دعویٰ کریں کہ جو چیز قرآن میں ملے گی ہم اس کو مانیں گے اور جو چیز قرآن میں نہیں وہ ہم ماننے سے انکار کر دیں' اور تیسری بات کہ کبھی آپ یہ نہ کہیں کہ یہ مسئلہ مجھے صحیح لگتا ہے کیوں کہ یہ عقل کے مطابق ہے اور یہ مسئلہ مجھے صحیح نہیں لگتا کیوں کہ یہ عقل کے مطابق نہیں ہے' کبھی یہ نہ کہیں کہ مجتہد کا یہ فتویٰ خلاف عقل ہے اس لیے میں اس کو نہیں مانتا آپ کو اس اختلاف کو ماننا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے۔ یہ تو آپ کے علم میں ہے کہ تقلید کے بغیر کیا جانے والا عمل باطل ہے۔

موسن کا امتحان کیوں اور کس طرح ہوتا ہے

قرآن کی آیات میں تضاد::

قرآن کی ان دو آیتوں میں تضاد ہے ٹکراؤ ہے دو آیتیں ایک ہی چیز کے بارے میں بالکل مختلف نظریہ پیش کررہی ہیں۔اگر انسان معصوم کی فکر سے استفادہ کرتے ہوئے غور کرے تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دو آیتیں درحقیقت ایک ہی مسئلے کے دو پہلوؤں کو واضح کررہی ہیں۔پہلی آیت سورۃ المبارکہ کہف کی ہے۔سورہ کہف قرآن کریم کا اٹھارواں سورہ ہے اس اعتبار سے انتہائی اہم ویسے تو ہر سورہ اہم ہے لیکن سورہ کہف اس اعتبار سے انتہائی اہم سورہ ہے کہ بازار کوفہ میں امام مظلوم کے کٹے ہوئے سر نے اسی سورے کی تلاوت کی۔ یقیناً اس میں کوئی خاص پیغام ہے ایک خصوصیت ہے اس سورہ میں کہ امام مظلوم نے پورے قرآن کے ایک سو چودہ سوروں میں سے انتخاب کیا تو اسی سورے کی تلاوت کا انتخاب کیا۔اس سورہ کے بارے میں ایک چیز اور واضح رہے کہ قرآن کا یہ وہ سورہ ہے جو اس وقت نازل ہوا جب مکے کے کافروں نے یہ دیکھنے کے بعد کہ ہم کوڑے مارکر' جلتی ریت پر لٹا کر' پتھروں سے سنگ باری کرکے' اسلام کی تبلیغ کو نہیں روک پارہے ہیں تو یہودیوں سے مدد مانگی' یہودیوں نے مکے کے کافروں سے کہا ایسا کرو اس رسول کو بحث اور

مباحثے میں اتنا الجھا دو کہ اس کے بعد اس کے لیے اپنے ماننے والوں کے سامنے اپنی عزت بچانا مشکل ہو جائے (معاذ اللہ)۔ چنانچہ تین سوال یہودیوں نے لکھ کر دیے کہ یہ سوال اس رسولؐ سے کرو ان کا جواب یہ کبھی نہیں دے پائے گا اور تین سوالوں کے جواب میں سورہ کہف نازل ہوا اس کی آخری آیتوں میں سے ایک آیت ہے "المال و البنون زینة الحیاة الدنیا" انسان کا مال اور اولاد یہ دو چیزیں ہیں دنیا کی زندگی میں زینت ہیں "والباقیات الصالحات" اور ہمیشہ رہنے والی نیکیاں ہیں مال اور اولاد زینت بھی قرار دیا اور نیکی بھی قرار دیا۔ سورہ تغابن قرآن کریم کا 64 واں سورہ ہے اس کے بعد آیت آئی انما اموالکم واولادکم فتنة اے مسلمانوں تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں۔ ایک ہی قرآن وہی دو چیزیں وہی مال وہی اولاد ایک مقام پر دونوں کو دنیا کی زینت اور آخرت کی نیکی قرار دیا جا رہا ہے۔ اور دوسرا مقام پر اسی قرآن میں انہی دو چیزوں کو فتنہ قرار دیا جا رہا ہے۔ ایک ہی قرآن وہی کلام پروردگار وہی دو چیزیں اور فرق آ گیا اور اتنا بڑا فرق ایک چیز اور واضح کر دی جائے کہ پہلی آیت مکے میں نازل ہوئی، دوسری آیت مدینے میں نازل ہوئی یعنی پہلی آیت اس وقت نازل ہوئی جب اسلام کی تبلیغ کا آغاز تھا دوسری آیت اس وقت نازل ہوئی جب مسلمان کامیاب ہو چکے تھے، دولت بھی بڑھتی جا رہی تھی اولاد بھی کنٹرول میں تھی، حکومت اسلام قائم ہو چکی تھی۔ منافقین کا گروہ پیدا ہو چکا تھا۔

مال اور اولاد فتنہ ہے کیوں::

قرآن کریم کا یہ سورہ جس کی آیت ہے مال اور اولاد فتنہ ہے۔ یہ 64 نمبر والا سورہ ہے اور اس سے پہلے کی سورہ منافقین ہے' بعض علماء کہتے ہیں یہ دونوں سورتیں ایک ساتھ نازل ہوئیں سورہ منافقین کے فوراً بعد مال اور اولاد کو فتنہ قرار دیا گیا۔اب دیکھنا یہ ہے کہ دونوں چیزیں فتنہ ہیں یا نیکیاں ہیں' اور اگر فتنہ ہیں تو اس کا مقصد کیا ہے' قرآن نے جو یہ کہا ہے کہ مال اور اولاد فتنہ ہیں تو فتنہ کہتے کسے ہیں۔فتنہ کس چیز کا نام ہے۔ ہماری اردو زبان میں فتنہ غلط معنوں یا خراب معنوں میں استعمال ہوتا ہے قرآن پر مسلمانوں نے جو ظلم کیے ہیں ان میں ایک یہ بھی ظلم ہے کہ قرآن کا کوئی لفظ اگر ہماری زبان میں استعمال ہوتا ہے' یا گجراتی میں کوئی عربی کا لفظ آ گیا' اردو میں کوئی عربی کا لفظ آ گیا' سندھی میں کوئی عربی کا لفظ آ گیا' تو ہم یہ سمجھے کہ یہ لفظ جو ہماری زبان میں معنی دے رہا ہے وہی قرآن کے معنی ہوں گے اس وجہ سے لوگ تقلید سے گھبرا گئے ہیں کیونکہ اردو میں تقلید کا معنی ہے آنکھیں بند کر کے کسی کے پیچھے چلنا یہ تو فقط معصوم کی تقلید ہو سکتی ہے۔عربی میں تو یہ تقلید کے معنی نہیں یا جیسے خمس لوگ گھبرا گئے کیوں قرآن میں آیا کہ غنیمت میں سے خمس دو' گجراتی اور اردو میں غنیمت اسے کہتے ہیں جو میدان جنگ سے مال ملے' ہم نے کہا کہ خمس تو مال غنیمت پر ہے یہ روپے پیسے پر یہ گھر کے سامان آٹا چاول اس کے اوپر کہاں سے آ گیا'

قرآن میں دیکھیے قرآن عربی میں نازل ہوا عربی میں قیمت کسے کہتے ہیں اور بھی چیز فتنے کے بارے میں ہوگی اردو میں فتنہ کہتے ہیں شریر آدمی کو ہنگامی آدمی کو تو ہم نے کہا کہ قرآن کہہ رہا ہے کہ مال اور اولاد فتنہ ہیں تو ہم نے کہا کہ مال جمع نہ کرو نہیں یہ تو اردو میں معنی ہیں عربی میں فتنے کا معنی ہے بڑی توجہ کا مرحلہ ہے وہ چیز جس کی مدد سے خالص کو اور ناخالص کو الگ کیا جاتا ہے کھوٹے کو اور کھرے کو الگ کیا جاتا ہے اس کا نام ہے عربی میں فتنہ۔ دودھ میں پانی ملایا گیا یا آج کل پاکستان میں پانی میں دودھ ملایا جاتا ہے اب یہ دیکھنا ہے کہ اس میں دودھ کتنا ہے اور پانی کتنا ہے اس کے لیے آپ جو چیز بنائیں گے اسے عربی میں کہیں گے فتنہ جو بتا دے گی اتنا دودھ ہے اتنا پانی۔ سنار کی دکان پر آپ پہنچے کہ بھائی ذرہ یہ مصیبت اور پریشانی آ گئی ہم یہ زیور بیچنا چاہتے ہیں یہ انگوٹھی بیچنا چاہتے ہیں یہ بیوی کے گلے کا ہار بیچنا چاہتے ہیں اس نے ہار لیا اور فوراً اپنی کسوٹی پہ اسے گھسا کیوں اس لیے یہ دیکھنے کے لیے کہ اس میں سونا کتنا ہے اور کھوٹ کتنا ہے جتنا سونا ہوگا اتنے پیسے ملیں گے کھوٹ ضائع گیا اس کو پرانی عربی میں کہتے ہیں فتنہ وہ کسوٹی جس پہ سنار گھس کے دیکھتا ہے کہ سونے میں کھرا سونا کتنا ہے اور کھوٹا سونا کتنا اچھا اب جب دنیا کی ہر چیز میں ملاوٹ کو دیکھنے کے لیے ایک آلا بنایا جاتا ہے دودھ میں پانی کے لیے، پیٹرول میں پانی کے لیے یا سونے میں ملاوٹ کے لیے ایک چیز تو پروردگار نے اعلان کیا کہ لوگ اسلام میں بھی ملاوٹ کریں گے اور ایمان میں بھی ہر ایک کہے گا کہ ہم ہیں مومن ہر ایک کہے گا ہم ہیں مسلم' آپ کے گھر میں دودھ بیچنے والا دودھ دے کر جاتا

ہے یہ کبھی نہیں بتایا کہ میں نے پانی ملایا ہے وہ تو کہتا ہے کہ خالص دودھ ہے۔ سنار کی دکان پہ انسان زیور لے کر جاتا ہے سوائے اس کے جو زیادہ دیانتدار ہیں ورنہ تو کہتے ہیں خالص سونا ہے۔ سنار کی دکان پہ آپ بنواتے ہیں زیور وہ کہتا ہے خالص سونا ہے مگر ایک ایسی چیز چاہیے جس سے پتہ چلے کہ کھرا اور کھوٹا کیا ہے تو ایمان میں بھی لوگوں نے ملاوٹ کر دی اب کہے گا تو ہر شخص کہ ہمارا ایمان خالص ہے لیکن قرآن کہہ رہا ہے ہم ایسے تو قبول نہیں کریں گے (معاذ اللہ) پروردگار عالم اتنا سادہ تو نہیں ہے کہ ایک سنار قبول نہیں کرتا جب تک دیکھ نہ لے تو خدا کیسے ایمان کو قبول کرے گا ہم بھی تو خدا کے پاس ایمان کو بیچنے جا رہے ہیں۔ اگر آپ کو عجیب لگے کہ یہ ایمان کو بیچنا ہے سورہ توبہ پڑھیے ان اللہ اشعر من المومنین انفسھم والموالھم بان لھم الجنۃ سورہ التوبہ خدا نے مومن کو جنت دی ہے مگر پہلے پیسے مانگے ہیں قیمت مانگی ہے قیمت ہے اس کا نفس اس کا مال اور اس کا ایمان یا یھا الذین امنو ھل ادلکم علی التجلۃ سورہ الصف اے ایمان والوں کیا ہم تمہیں ایسا بزنس نہ بتائیں جس میں تمہاری نجات اور جنت ہو جہاد فی سبیل اللہ یہ لفظ تو خدا استعمال کر رہا ہے قرآن میں کہ جب ہم اپنا ایمان لے کر گئے خداوند ہم ہیں مومن ہم ہیں ایمان لانے والے۔ خدا کہے گا لاؤ ایمان آ گیا اب ہم پہلے دیکھیں گے کہ یہ خالص ایمان ہے یا ملاوٹی ایمان جیسا ایمان ہوگا ویسا اجر ملے گا خالص ایمان ہے تو میری پوری جنت تمہارے لیے اگر ملاوٹ والا ایمان ہے تو تمہیں اس کے بدلے سزا یا عذاب برداشت کرنا پڑے گا ملاوٹ کے حساب

ہے۔ مکے کی زندگی میں یہ نہیں آیا کہ ہم تمہارا امتحان لے رہے ہیں' آیا دوسرے الفاظ میں یہ آیت جو مال اور اولاد کے لیے آئی یہ مدنی آیت ہے کہ جب مدینے میں تو ہر ایک کہہ رہا تھا کہ ہم ہیں مومن جب کوئی تحریک کامیاب ہو جاتی ہے جب کوئی پارٹی اختیارات میں آتی ہے تو اس کے دشمن بھی ساتھی بن کے آجاتے ہیں 'بھئی ہم تو ہمیشہ سے آپ کے دوست رہے ہیں لیکن ہر ایک کا دعویٰ تو قبول نہیں ہوگا مدینے میں لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ ہم بھی مسلمان ہیں کے میں کوئی سامنے نہیں آرہا کیونکہ کوڑے کھانا پڑیں گے کیونکہ ریت پر لٹایا جائے گا کیونکہ پتھروں سے مارا جائے گا اب مدینے میں اتنے آگئے ہم بھی مومن ہم بھی مومن ۔خدا نے کہا میں دیکھوں تو سہی کون ملاوٹی ایمان لے کر آرہا ہے کون خالص ایمان لے کر آرہا ہے ۔اور خود قرآن سورہ عنکبوت آیت نمبر 3 آیت نمبر 2 یہ دوسری آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ پہلی آیت احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ سورہ العنکبوت کیا یہ غلط خیال کرنے لگے ہیں کہ وہ کہیں گے ہم مومن ہیں اور ہم ان کی بات مان لیں گے اور ان کے ایمان کو جانچیں گے نہیں ان کے ایمان کو پہچانے گے نہیں اور ان کے ایمان کی آزمائش نہیں کریں گے۔ جیسے دکان دار کہتا ہے یا آپ کہتے ہیں دودھ والے سے کہ اجی تم کہہ رہے ہو کہ دودھ خالص ہے ہم تمہاری بات تھوڑی مانیں گے ہم تو خود استعمال کر کے دیکھیں گے یا آپ جاتے ہیں دکان پر کپڑا لینے کے لیے دکان دار کہتا ہے جی یہ ہے جاپانی کپڑا۔ہم کہیں گے ہم تمہاری بات کیسے مانیں ہم تو خود دیکھیں گے دکھاؤ تو صحیح ذرہ ہاتھ لگا

کر دیکھیں جاپانی ہے یا پاکستانی۔

ایمان میں ملاوٹ::

یہی قرآن کہہ رہا ہے کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تم کہو گے کہ ہم مومن ہیں خداوندہ ہمارا ایمان لے لو تو ہم لے لیں گے۔ لا یفتنون کیا تمہارے ایمان کی آزمائش نہیں کریں گے اور پھر قرآن کہہ رہا ہے ولقد فتنا الذین ہم ضرور پہلے تمہارا ایمان چیک کریں گے پہلے آزمائش کریں گے کیوں دیکھیں وجہ بھی قرآن بتا رہا ہے ولقد فتنا الذین من قبلهم فلیعلمن الله الذین صدقوا ولیعلمن الکذبین ۔سورہ العنکبوت تا کہ ہمیں پتہ چلے سچا ایمان کس کا ہے اور جھوٹا ایمان کس کا ہے خالص کس کا ہے اور ملاوٹ والا ایمان کس کا ہے یہ دیکھنا ہے خدا کو کہ کس کے پاس خالص ایمان ہے اور کس کے پاس ملاوٹ والا ہے اس کے لیے قرآن نے کہا ہم نے دو چیزیں رکھیں ان دو چیزوں کی مدد سے ہم دیکھتے ہیں کس کا ایمان خالص ہے کس کا ایمان ملاوٹ والا ہے اور میں مزید ایک چیز کی وضاحت کر دوں کہ ایمان میں ملاوٹ کیسے ہوتی ہے بھئی دودھ میں ملاوٹ یہ ہے کہ آپ نے پانی ملا دیا چائے کی پتی میں ملاوٹ تو یہ ہے کہ آپ نے چھلکے ملا دیئے کپڑے کی ملاوٹ یہ ہے کہ پاکستانی کپڑے پر مہر جاپان کی لگا دی سونے کی ملاوٹ یہ ہے کہ آپ نے کھوٹ ملا دیا۔ ایمان کی ملاوٹ کیا ہوگی ایمان میں کیا چیز ملائی جاتی ہے ایمان کی ذرہ ملاوٹ دیکھیے لا الہ الا اللہ کیا کہا ہم نے ہم مانتے ہیں تجھے خدا۔ کیا

کہا ہم نے لا الہ ہمارا کوئی معبود نہیں الا اللہ سوائے تیرے یہ ہم نے دعویٰ کیا جیسے دکاندار کہتے ہیں یہ جاپانی کپڑا اور ہم کہتے ہیں یہ ہے خالص سونا یہ ہم نے دعویٰ کیا اب کیا کہا لا الہ الا اللہ یہ ہم نے خالص دعویٰ کیا یا ملاوٹی دعویٰ خالص دعویٰ کسے کہتے ہیں اگر اللہ کے علاوہ کسی کے سامنے سر نہ جھکائیں تو یہ ہو گیا خالص ایمان کلمہ خالص کلمہ ہو گیا اور اگر ہم لا الہ الا اللہ تو کہیں مگر ہمارے اور بھی بہت سے خدا ہوں ہم ادھر تو کہہ رہے ہیں اسے خدا تو ہمارا ہے اور تو کوئی نہیں ہے مگر ساتھ میں اور بہت سارے خدا بنا رکھے ہیں اس کا مطلب یہ ہو گیا کہ ملاوٹی ایمان ہے۔ مکے کے کافر اسلام کے مخالف

تھے مگر کیوں مکے کے کافروں کو اسلام سے اتنا کیوں جھگڑا تھا جس سے پوچھے وہ کہے گا کہ وہ اللہ کو نہیں مانتے تھے۔ مکے کے کافروں میں اتنی بات تھی کہ ہم کافر ہیں گے دھوکا نہیں دیں گے دیکھیں وہ اللہ کا انکار نہیں کر رہے بالکل غلط خیال ہے' مکے کے کافر اللہ کو بالکل مانتے ہیں ماننے کو تیار ہیں ۔دلیل کیا ہے' ایک دن مکے کے کافر رسولؐ اکرم کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں ہم آج جھگڑا ختم کر دیں گے دیکھو جس اللہ کی بات تم کر رہے ہو ہم اس کو مان لیتے ہیں اور ہمارے خداؤں کو تم مان لو۔ بات ختم ہو گئی یہ نہیں کہہ رہے کہ ہم اللہ کو نہیں مانیں گے پہلے انہوں نے کہا ایک سال تم ہمارے خدا کو مانو اور دوسرے سال ہم تمہارے خدا کو مانیں گے۔ یہ نہیں تو ایک دن تم ہمارے خدا کو مانو دوسرے دن ہم تمہارے خدا کو مانیں گے۔ پھر قرآن کا سورہ نازل ہوا قل یا یہا الکفرون لا اعبد ما تعبدون ولا انتم

عابدون ما اعبد و لا انا عابد ما عبدتم و لا انتم عابدون ما اعبد لکم دینکم ولی دین اے رسول کہہ دیجئے ان لوگوں سے کہ یہ سلسلہ نہیں چلے گا میں اس کی عبادت نہیں کروں گا جس کی تم کرتے ہو تم اس کی نہیں کرو گے جس کی میں کر رہا ہوں تمہارا تمہارے لیے راستہ، میرے لیے میرا راستہ، مگر خود یہ سورہ بتا رہا ہے کہ مکے کے کافر اللہ کو ماننے پر تیار ہو گئے ان کا کوئی جھگڑا نہیں تھا مان رہے تھے پھر کیوں جھگڑا ہے سارا جھگڑا کس بات کا ہے اچھا میں ایک اور واضح دلیل پیش کر دوں قرآن کریم میں مسلسل آیتیں ہیں ایک آیت تو آپ کو یاد ہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء سورۃ النمل اس آیت کا ترجمہ کیا ہے کہ پوچھو رسولؐ ان سے کہ کون ہے وہ آدمی جب اسے پریشان حال پکارتا ہے وہ سنتا ہے اور یکشف السوء اور پریشانی کو دور کرتا ہے آیت بیسویں سپارے کی تیسری یا چوتھی آیت ہے بیسواں سپارہ شروع ہوتا ہے امن خلق السموات سے اس کی تیسری یا چوتھی آیت شروع کی جو آٹھ آیتیں ہیں پارہ نمبر بیس وہ ساری آیتیں کیا ہیں اے رسولؐ ان سے پوچھو امن کون ہے امن کے معنی کون ہے جس نے زمین اور آسمان پیدا کیے کون ہے جس نے دریا بہائے کون ہے جو چاند اور سورج چلاتا ہے کون ہے جو پریشان حال کی پریشانی دور کرتا ہے کون ہے جس نے زمین کو بچھایا پھر آخری آیت کیا ہے لا یقولون اللہ اگر تم ان سے سوال کرو تو یہ کہیں گے یہ سب تو اللہ کرتا ہے' یعنی خود قرآن گواہی دے رہا ہے کہ مکے کے کافر مانتے ہیں کہ زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والا اللہ ہے' سورج یا چاند کو چلانے والا اللہ ہے' مصیبتوں کو

دور کرنے والا اللہ ہے' خود قرآن کہہ رہا ہے کہ مان رہے ہیں پھر جھگڑا کیسا دیکھئے یہاں پر مکے کے کافروں کی تعریف کرنا پڑے گی ان معنوں میں کہ جھگڑا کس بات کا ہے وہ کیا کہہ رہے ہیں اے محمدؐ اللہ کو ہم مان رہے ہیں مگر یہ جو تم کہہ رہے ہو لا الہ پہلے کہو اور الا اللہ بعد میں کہو یہ جو تم کہہ رہے ہو تو باقی خداؤں کا انکار کریں یہ ہمارے لیے ممکن نہیں۔360 خدا کو ہم نہیں چھوڑ سکتے 361 نمبر کا خدا لے کر آؤ ہم ماننے کو تیار ہیں۔لیکن 360 خدا باقی رہیں گے اور پھر تمہارا خدا آئے گا اور قرآن کہہ رہا ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ایک خدا کو ماننا ہے تو پہلے جھوٹے خداؤں کو چھوڑو پھر سچے خدا کو مانو۔خلاصہ کروں کہ مکے کے کافروں کو خدا کے ماننے پر کوئی اعتراض نہیں' لیکن اپنے خدا کو چھوڑنے کو تیار نہیں۔انہوں نے کہا کہ یہ ہمارے لیے ممکن نہیں ہے اور اب ملاوٹی ایمان اس کا ہو گیا جو مکے کے کافروں سے بھی زیادہ گیا گزرا ہے۔ایک دودھ والا آپ کے پاس آتا ہے وہ کہتا ہے دیکھئے میں ملاوٹ والا دودھ دیتا ہوں گویا خالص دودھ نہیں لا سکتا۔اور ایک وہ ہے جو آپ کے پاس آ کر کہتا ہے یہ ہے خالص دودھ اور بعد میں ملاوٹ نکل آئی' آپ کس کی تعریف کریں گے آپ اس کی تعریف کریں گے کہ وہ اچھا ہے کہ جس نے انکار کر دیا کہ میں خالص نہیں لا سکتا' دھوکا تو نہیں دیا دھوکا تو یہ دے رہا ہے کہ خالص کے نام پہ پانی والا دودھ دے گیا۔

کون تمہارا خدا ہے انتخاب کرو::

اب دیکھئے یہی قرآن کہہ رہا ہے کہ مکے کے کافر صاف صاف بات کر رہے ہیں کہ ہم اللہ کو مانیں گے پر اپنے بھی خدا رکھیں گے اور اس بات پر انہوں نے اسلام کا انکار کر دیا۔ مومنوں میں سے بعض ایسے آگئے کہ قرآن نے کہا کہ انہوں نے ایمان میں ملاوٹ کر دی زبان سے تو کہا لا الہ الا اللہ کوئی نہیں اللہ سوائے تیرے مگر بہت سارے اللہ مان لیے۔ اس کی میں مثال دے دوں بہت سارے اللہ ماننے کا کیا مطلب دیکھیں اللہ کو مانتے ہیں کہ اللہ سب سے بڑا ہے لیکن کبھی اللہ میں اور مال میں ٹکراؤ ہو جائے اللہ کہہ رہا ہے خمس نکالو مال کہہ رہا ہے کیا بے وقوفی کر رہے ہو اتنی محنت سے تو میں تمہارے پاس پہنچا ہوں میرا پانچواں حصہ نکال دو گے پھر کچھ نہیں کر سکو گے کاروبار مختصر ہو جائے گا مکان نہیں بن پائے گا بیٹی کی شادی نہیں ہو سکے گی ۔ دو حکم آگئے ہمارے سامنے اب دیکھئے اللہ کہہ رہا ہے مثلاً اللہ کہہ رہا ہے اٹھو نیند کہہ رہی ہے کیا بے وقوفی کی بات کر رہے ہو اتنی پیاری پیاری نیند آرہی ہے سردی کا موسم ہے کیا لحاف سے نکل کر پاگل بن رہے ہو لیٹ جاؤ' اب دو حکم آرہے ہیں ایک اللہ کا حکم ایک مال کا حکم ایک اللہ کا حکم ایک نیند کا حکم' اب دیکھیں انسان کس کو ترجیح دیتا ہے میں بالکل ایک عام مثال سے اس بات کو سمجھا دوں وہ بچے جو اپنے والدین کے بڑے فرمان بردار ہیں ان سے پوچھئے کبھی کہ خدانخواستہ کبھی ماں اور باپ میں

جھگڑا ہو گیا اختلاف ہو گیا بیٹے کی آ گئی شامت۔ باپ کہتا ہے یہ کام کرو ماں کہتی ہے نہ کرو باپ کہتا ہے اس سے ملو ماں کہتی ہے مت ملو اب وہ بیٹا جو دونوں کا فرمانبردار ہے وہ کیا کرے وہ پریشان ہو جائے گا میں کس کی بات مانوں کس کی نہ مانوں میرے لیے تو دونوں برابر ہیں۔ اب مال کہہ رہا ہے کہ مجھے بچاؤ خدا کہہ رہا ہے کہ قربان کرو' مومن اگر سوچ و بچار میں پڑ گیا کہ میں کیا کروں اس کا مطلب یہ کہ اس کے دو خدا ہو گئے' ایک خدا، خدا جو اصلی اللہ ہے ایک خدا اس کا مال یعنی جس طرح ہم نے کہا کہ بھئی ہمارے لیے تو ماں اور باپ دونوں فرمانبردار ہیں ان کی بات مانیں کہ ان کی بات'۔ اگر باپ نے کہا یہ کام کرو ماں نے کہا کہ نہ کرو ہم نے باپ کی بات مانی ماں کی نہیں مانی تو لوگ کیا کہیں گے کہ یہ باپ کا فرمانبردار زیادہ ہے اور ماں کا نہیں یا الٹا مسئلہ باپ کی بات نہیں مانی ماں کی مانی تو باپ الٹا ناراض کہ اس نے ماں کی بات مان لی کیا میرا درجہ اس سے کم ہے اس کا مطلب کیا ہوا کہ جس کی بات مان لی جاتی ہے اس کا درجہ زیادہ ہو جاتا ہے جس کی بات نہیں مانی جاتی اس کا درجہ کم اب مال کہہ رہا ہے مجھے بچاؤ خدا کہہ رہا ہے کہ اسے قربان کرو اگر ہم فیصلہ نہ کر پائے تو دو خدا ہو گئے اگر ہم فیصلہ کر لیں کہ چھوڑ خمس و زکواۃ کا مال بچانا ہے تو اس کا مطلب یہ کہ مال بڑا خدا ہو گیا اور اللہ چھوٹا خدا ہو گیا (معاذ اللہ) اگر ہم فیصلہ نہ کر پائے کہ صبح کے لیے نماز کے لیے بستر سے اٹھنا ہے یا نہیں اٹھنا ہے تو اس کا مطلب کیا ہوا ہمارے دو خدا برابر سے ہیں ہم فیصلہ نہیں کر پا رہے کہ نیند کی بات مانیں یا اللہ کی بات۔ اور اگر ہم نے کہا چھوڑو نماز تو پڑھی جائے گی نیند کہیں بھاگ نہ

جائے کروٹ بدل کے کمبل کو تان کے سو گئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نیند بڑا خدا ہو گیا اور اللہ چھوٹا خدا (معاذ اللہ) یہ ملاوٹ ہے۔ رسول کہہ رہے ہیں سیاتی زمان علی امتی نساء ھم قبلتھم و دنانیر ھم الٰھھم عنقریب وہ زمانہ میری امت پہ آنے والا ہے کہ ان کی عورتیں ان کا قبلہ ہوں گی جس طرح ہم مکمل تیار ہیں نماز کے لیے مگر نماز پڑھتے نہیں جب تک پتہ نہ چل جائے کہ قبلہ کس طرف ہے اسی طرح مومن کی یہی حالت ہو گی کوئی کام نہیں کرے گا جب تک بیوی سے مشورہ نہ لے لیا جائے' جب تک کہ گھر کی عورتوں سے مشورہ نہ لے۔ اور ان کے درہم دینار ان کے اللہ ہوں گے ان کے خدا ہوں گے۔ پیغمبر کس کی بات کر رہے ہیں یہودیوں کی بات نہیں کر رہے عیسائیوں کی بات نہیں کر رہے سیاتی زمان علی امتی میری امت کی حالت ہو گی کہ ان کی دولت ان کا خدا ہو جائے گی اصلی خدا کو وہ پیچھے ڈال دیں گے (معاذ اللہ) پیسہ آ جائے کسی کو لوٹنا پڑے تو ٹھیک' کاروبار میں فراڈ آ جائے تو ٹھیک' کسی کا حق غصب کرنا پڑے تو ٹھیک' خمس و زکواۃ ہڑپ کرنا پڑیں تو ٹھیک۔ خود قرآن یہ جملہ کہہ رہا ہے جو میں نے کہا" افمن اتخذ الٰھہ ھواہ افانت تکون علیہ وکیلا " سورہ الفرقان

اے رسول تم نے اس آدمی کو نہیں دیکھا جس نے اپنے خواہشات نفس کو خدا بنا لیا ہے قرآن کہہ رہا ہے کہ یہ ایسا انسان ہے جس نے اپنے نفس کو اپنا خدا بنا لیا ہے نفس کہتا ہے سو جاؤ سو گیا بھئی یہ تو خدا کی خصوصیت ہے کہ خدا کہے میدان میں جا کر گردن کٹوا دو تو کٹوا دے گھر میں بیٹھ جاؤ بیٹھ جائیں اٹھ جاؤ اٹھ جائیں یہ تو خدا کی خصوصیت

ہے مگر ایک ایسا بندہ ہے جس نے اپنے نفس کو خدا بنایا ہے نفس کہتا ہے سو جاؤ نماز قضا ہوتی رہے ہمیں سونا ہے نفس کہتا ہے کھانا کھاؤ رمضان کا سخت ترین مہینہ ہو جس کی انتہائی تاکید ہے اسلام میں ہم کھانا کھاتے رہے گے نفس کہتا ہے مثلاً بے پردہ عورتوں میں داخل ہو جاؤ شادی کے نام سے اب شریعت پکارتی رہے خدا کہتا رہے کہ قل للمومنین یغضو من ابصار ھم سورہ النور اے رسولؐ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ ایمان لائیں تو آنکھیں نیچی کرلیں۔ لیکن نفس کہتا ہے چلے جاؤ زندگی میں ایک موقع ملتا ہے۔ جہاں انسان کی زبان سے لا الہ الا اللہ نکلتا ہے مگر اس مسلمان کے کئی خدا ہیں اس کا مال ایک خدا اس کی عورتیں دوسرا خدا اس کی خواہشات تیسرا خدا اس کا دل چوتھا خدا اس کا دفتر پانچواں خدا اس کا کاروبار چھٹا خدا لیکن زبان پر کیا ہے لا الہ الا اللہ تو اب خدا نے کہا اے مومن جب تو میرے پاس آیا ہے یہ کہتا ہوا کہ پروردگار تو میرے ایمان کو لے تو میں کیسے لوں گا ایک عام سنار سونا نہیں لیتا جب تک کہ کسوٹی پہ گھس کے دیکھ نہ لے ایک عام خریدار کپڑا نہیں لیتا جب تک ہاتھوں سے مل کے دیکھ نہ لے کہ کہاں کا کپڑا ہے میں کیسے تمہارے ایمان کو لے لوں۔ خدا کو تو پتہ ہے کہ کس کا ایمان ملاوٹی ہے لیکن کہیں ہم اعتراض نہ کریں پروردگارا ہم تو سچے دل سے کہہ رہے ہیں مومن ہیں تو بلاوجہ ہم پہ شک کر رہا ہے تو خدا کہتا ہے میں تمہارے سامنے تمہارا ایمان دکھا دیتا ہوں۔ جب قیامت کے میدان میں ہمارا نامہ اعمال کھلے گا یہ گناہ کیا یہ گناہ ہم کہیں گے خداوند یہ تیرے فرشتے جھوٹ بول رہے ہیں ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا بلاوجہ فرشتوں کو جھٹلا

دیا۔ انسان تو ایسا ہے یہاں تک کہ ہمارے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے یہ ہاتھ کہے گا اس نے مجھے استعمال کر کے گناہ کیا پیر کہیں گے اس نے ہماری مدد سے گناہ کیا جب انسان کو یقین آئے گا کہ خدا کہہ رہا ہے تمہارا ایمان ملاوٹی ایمان ہے تمہارا ایمان دھوکے والا ایمان ہے۔ لیکن ہم کہیں گے خدا یہ تو نے عجیب ظلم کیا ہم کہہ رہیں تو انکار کرتا ہے خدا نے کہا نہیں میں تمہارے سامنے تول کے دکھاتا ہوں میں تمہارے سامنے آزمائش کر کے دکھاتا ہوں اب خدا کس چیز کے ذریعے ہمارے ایمان کو دیکھے گا۔ ہمارے ایمان کو دیکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی تاکہ خالص اور ملاوٹی ایمان میں فرق ہو جائے۔ کھرے اور کھوٹے میں فرق ہو جائے یہ دو چیزیں ہیں انما اموالکم و اولادکم فتنۃ اے مومنین کرام تمہارے مال کی مدد سے ہم دیکھیں گے کہ تمہارا ایمان خالص ہے یا ملاوٹی ایمان ہے، لا الہ الا اللہ سچا کلمہ ہے یا اس میں مال کو ملا رکھا ہے دو خدا بنا رکھے ہیں۔

مومنین مال دنیا سے گھبراتے ہیں::

یہ پہلی آزمائش ہے یہی وجہ ہے اور سبب ہے جو صحبت معصوم میں بیٹھنے والے مال سے انتہائی گھبراتے تھے جیسے کوئی سانپ سے گھبراتا ہے اس طرح وہ مال سے گھبراتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہونے پائے کہ ہمیں پتہ بھی نہ چلے اور خود بخود ہمارے ایمان میں ملاوٹ ہوتی چلی جائے۔ جب سلیمان فارسی کا وقت موت قریب آیا تو دیکھا راوی نے سلمان رو رہے ہیں سلمان تم کیوں رو رہے ہو مومن کی نشانی تو یہ ہے کہ موت کو

دیکھ کے خوش ہوتا ہے۔ کہا کہ میں اس لیے رو رہا ہوں' ساری زندگی مال سے ڈراتے رہے تو میرے پاس اتنا مال جمع ہو گیا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ بارگاہ الٰہی میں شرمندہ جانا پڑے۔ یہ کون سلمان کہہ رہے ہیں راوی کو یقین نہیں آیا کیونکہ جب مڑ کے دیکھا تو سلمان کے پاس کیا نظر آیا کہ سلمان کے پاس ایک لوٹا ایک اعصا ہے' فقط ایک برتن ہے کھانا کھانے کا اور دو جوڑے' بس یہ پانچ چیزیں ہیں اور سلمان گھبرا رہے ہیں اتنا مال میں نے جمع کر لیا کہیں ایسا تو نہیں میرے ایمان میں ملاوٹ ہو گئی ہو۔ یہ صحبت رسولؐ کے تربیت یافتہ ہیں۔ ایک واقعہ واضح ہو جائے گا اب سمجھ میں آئے گا کہ مخلص مومنین مال سے کیوں گھبراتے ہیں مسجد نبوی میں چلے بھری ہوئی مسجد مدینے کا واقعہ ہے جب اسلام پھیل چکا تھا بھری ہوئی مسجد ہے ایک مرتبہ اس مسجد میں ایک مومن داخل ہوا اچھا پیغمبرؐ کا طریقہ یہ تھا جب پیغمبرؐ تقریر شروع کیا کرتے تھے تو پھر یہ حکم تھا کہ لوگ ترتیب سے بیٹھتے چلے جائیں پھر جو دیر سے آئے گا وہ آخر پہ بیٹھے گا پیغمبرؐ کے قریب ایک انتہائی مالدار شخص آ کے بیٹھ گیا بالکل شروع میں آیا تھا' کسی کا حق نہیں غصب کیا تھا وہ آیا سب سے پہلے تھا پیغمبرؐ کے پاس جانا ہے آپ لوگ زیارت پہ جائیں گے تو خود دیکھیں گے جو گئے ہیں انہیں خود معلوم ہے کہ حرم میں جاتے ہیں صاف ستھرا لباس پہنے خوشبو لگا کے جائیں غسل کر کے جائیں اب یہ پیغمبرؐ کے پاس آیا نہا دھو کے آیا ہے صاف و شفاف سفید کپڑے پہن کر آیا ہے جتنی خوشبوئیں مل سکی ہیں سب کو لگا کے آیا مجھے رسولؐ کی خدمت میں جا کر بیٹھنا ہے پیغمبرؐ کو سلام کر کے بیٹھ گیا اب لوگ آتے گئے اور اس کے پیچھے بیٹھتے گئے دور تک

مجمعہ ہو گیا آخر میں ایک غریب مسلمان داخل ہوا بیچارہ غریب ہے مدینہ میں محنت و مزدوری کرتا ہے تو ایک وقت کی روٹی کا انتظام ہوتا ہے دوپہر کا وقت ہے وہ کسی کے کھیت سے کام کر کے آ رہا ہے چنانچہ تمام جسم سے پسینہ ٹپک رہا ہے لیکن گرمی تو الامان الحفیظ اس کے سارے جسم سے پسینہ ٹپک رہا ہے غریب ہے بیچارہ ایک لباس ہے پھٹا پرانا پیوند بھی لگے ہیں کئی دنوں سے دھلا بھی نہیں جسم سے بدبو آ رہی ہے اس لیے کہ نہانے کا موقع نہیں ملا آج جو ہماری اور آپ کی عیاشی ہے پرانے زمانے میں ہی سب سے بڑی دولت تھی رسولؐ کے زمانے میں پانی ملتا کہاں تھا ایک غسل کرنا مومنوں کے لیے مسئلہ بن جاتا تھا واجب غسل جو مالدار ہے وہی پانی لے سکتا ہے غریب کو تو ملتا ہی نہیں چنانچہ کئی دنوں سے نہ نہانے کی وجہ سے ان کے جسم سے بدبو آ رہی ہے پسینہ بہہ بھی رہا ہے پھٹے ہوئے کپڑے بھی اس کے ہیں اتنے پیسے کہاں کہ پاؤں میں جوتی پہنے اب انہی گرد آلود پیروں کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے اصول کے مطابق تو اسے آخر میں بیٹھ جانا چاہیے تھا اس نے دیکھا غور سے دیکھا کہ وہ آخر میں حضورؐ کے پاس کوئی جگہ خالی سی نظر آ رہی ہے وہ جگہ اس لیے خالی رہ گئی تھی کہ جب مسلمان آئے تو دیکھا کہ اتنا مال دار آدمی یہاں بیٹھا ہوا ہے وہ اس کے قریب بیٹھنے سے گھبرائے کہ کیسے ہم سیٹھ صاحب کے پاس بیٹھیں۔ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائیں۔ بھئی سیٹھوں کے پاس کس طرح بیٹھیں وہ پیچھے بیٹھ گئے۔ مگر وہ غریب داخل ہوا اس نے یہ نہیں دیکھا آگے کون بیٹھا ہے مجمعہ اتنا زیادہ ہے کہ کوئی نظر نہیں آ رہا ہاں رسولؐ کے سامنے کوئی جگہ خالی ہے اب لوگوں کو آلانگتا پھلانگتا یہ آگے پہنچا

اور جا کے رسولؐ کے سامنے بیٹھ گیا' اسے پتہ بھی نہیں کہ میرے بائیں دائیں کون بیٹھا ہے لیکن وہ جو مال دار ہے اس کو جب پتہ چلا کہ ایسا آدمی آ کر بیٹھا ہے کہ بدبو بھی آ رہی ہے پسینہ بھی ٹپک رہا ہے اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا مڑ کے دیکھا بھی نہیں بس ایک عادت بن جاتی ہے پیسے والوں کی اپنے لباس کو جلدی سے لپیٹ لیا' اچھا اب اس غریب کو پتہ بھی نہیں چلا کہ کیا واقعہ پیش آیا ہے مگر رسولؐ خدا تو دیکھ رہے ہیں یہ تو سامنے کی بات ہے فوراً وہیں منبر پر سے منبر سے ڈانٹا کہ اے شخص تم نے کیا خیال کیا ہے کہ اس کے تمہارے برابر بیٹھنے سے اس کی غربت اور فاقہ تم سے چمٹ نہ جائے گھبرا کے کہا نہیں اللہ کے رسولؐ فرمایا پھر تم کیا سمجھ رہے ہو کیا اس کے قریب بیٹھنے سے تمہاری دولت اس کے پاس چلی جائے گی گھبرا کے کہا نہیں' اللہ کے رسولؐ پیغمبرؐ نے فرمایا پھر کیا سبب ہے ایک مومن تمہارے پاس آ کر بیٹھا ہے اور تم نے اپنے لباس کو لپیٹ لیا' کہا اے اللہ کے رسولؐ یہ تو مجھ سے بہت بڑی خطاء ہوئی دیکھیں جان بوجھ کے غلطی نہیں کی یہ تو مجھ سے بہت بڑی خطاء ہوئی اب میں اس سے معافی مانگتا ہوں کیا معافی مانگتا ہوں اپنی آدھی دولت اس کے حوالے کرتا ہوں' تاکہ مجھ سے جو خطاء ہوئی اس کا کفارہ ہو جائے' مگر اس غریب کو دیکھیں ایک دم کھڑا ہو گیا نہیں اللہ کے رسول نہیں مجھے یہ دولت نہیں چاہیے۔ پیغمبرؐ نے پوچھا آخر کس لیے' اب یہ ہدیہ مل رہا ہے پاک پاکیزہ حلال پیسہ ہے کیوں ٹھکرا رہا ہے اس کا جواب۔ اللہ کے رسولؐ میں ڈرتا ہوں کہ اگر یہ دولت میرے پاس آ گئی' جب کوئی غریب میرے پاس آ کر بیٹھے تو میں اپنے لباس کو نہ سمیٹنے لگوں میں اس آنے والے

کل سے ڈر رہا ہوں۔ دولت آجائے گی تو اس کے ساتھ کہیں میرا مزاج اور طبیعت بدل نہ جائے' کتنی گھبراہٹ ہے کتنا خوف ہے' کیونکہ قرآن کہہ رہا ہے انما اموا الکم فتنہ اے مسلمانوں تمہیں نہیں پتہ مگر تمہارا مال تمہارے لیے آزمائش ہے یہ تمہارے ایمان میں ملاوٹ پیدا کر دیتا ہے یہ تمہارے ایمان کو خراب کر دیتا ہے۔

سید مرتضیٰ اور سید رضی کی عظمت::

سید رضی کا واقعہ سید رضی ہمارے علماء میں ایک انتہائی جلیل القدر عالم ہیں ان کی عظمت کو بتانے کے لیے ایک جملہ کہنا کافی ہے کہ نہج البلاغہ کی صورت میں مولا کے جو خطبات ہیں۔ یہ سید رضی کی محنتوں کا نتیجہ ہے نہج البلاغہ مولا اپنے قلم سے چھوڑ کر نہیں گئے مولا کے خطبات کو سید رضی نے جمع کیا اور اتنا خلوص سے کیا کام کیے ہزاروں سال گزر گئے مگر روز بروز اس کی آب و تاب میں اضافہ ہو رہا ہے' اب یہ سید رضی بڑے صاحب معرفت بزرگ تھے ان کے بڑے بھائی سید مرتضیٰ تھے دونوں بھائی علم و فضل کی آخری منزل پر تھے دونوں میں اکثر مقابلہ ہوا رہتا تھا' جیسے ایک بہت مشہور واقعہ ہے کہ سید مرتضیٰ بڑے بھائی ہیں نماز جماعت پڑھا رہے تھے سید رضی نماز پڑھ رہے تھے لیکن دونوں نماز پڑھ کے جب گھر پہنچے بڑے بھائی نے ماں سے شکایت کی مادر گرامی اب ان کی ماں ایک انتہائی صاحب معرفت خاتون تھیں' پورا خاندان ہی ایک عجیب خاندان تھا کہا مادر گرامی آج میں آپ سے اپنے چھوٹے بھائی کی شکایت کرنا چاہتا ہوں' یہ دونوں بھائی مجتہد ہیں اجتہاد کے مقام پر

فائز ہیں' کیا شکایت کہ میرا بھائی میرے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا دوران نماز انہوں نے فرادی کی نیت کی یہ مسئلہ کیسے پتہ چلا سید مرتضٰی کو یہ فرادی کی نیت تو دل میں کی گئی میرے بھائی نے میرے پیچھے نماز پڑھتے پڑھتے اپنی نیت کو بدل دیا' سید مرتضٰی نے سید رضی کے دل کو پہچانا ماں نے پوچھا بیٹا کیا بات ہے کہا مادر گرامی میں نے اپنے بڑے بھائی کے پیچھے آج اس لیے نماز نہیں پڑھی کہ وہ خون کے سمندر میں غوطے کھا رہے تھے۔ تو بات کیا تھی' کسی عورت نے آکر مسئلہ پوچھا نجاست کا' سید مرتضٰی سے نماز سے پہلے' تو بڑا مشکل مسئلہ تھا انہوں نے کہا کہ نماز پڑھ کے جواب دوں گا اب نماز پڑھا رہے ہیں مگر اس مسئلے پر غور کر رہے ہیں کہ وہ جو خون اس نے بتایا اس مسئلے کے لیے وہ پاک ہے یا نجس نماز میں ایسا ہوتا ہے کہ انسان کے ذہن میں کوئی خیال ہوتا ہے تو سید رضی کہہ رہے ہیں مادر گرامی میں نے اپنے بھائی کے پیچھے نماز تو شروع کی' لیکن دیکھا تو میرے بھائی کا دل تو کہیں اور ہے مجھے خوشی نہیں ہوئی مجھے اطمینان محسوس نہیں ہوا' اس لیے میں نے فرادی کی نیت کر لی ماں نے کہا رضی بیٹا کہ جو غلطی تمہارے بھائی نے کی وہی غلطی تم نے بھی کر لی وہ اگر نماز کے دوران اس خون کے مسئلے پر غور کر رہا تھا تو توجہ ہٹ گئی تم بھی اپنے بھائی کے دل پر توجہ کرتے رہے تو تمہاری توجہ بھی ہٹ گئی یہی غلطی تو تم نے بھی کر لی' مگر بیٹے ایسی غلطی پھر نہ کرنا' مگر اندازہ کر لو کہ کیسا خاندان ہے اور کیسی ماں ہے جو اپنے دو بیٹوں کو جو مجتہد ہیں ہدایت دے رہی ہے اور دونوں مان رہے ہیں' سید رضی کے پاس ایک علم تھا جو مولا کی طرف سے ان کو ملا اور وہ علم کیا تھا۔ کہ وہ دنیا کی ہر چیز کو سونا بنا سکتے

تھے ایک علم کیمیا ہے۔ مولانے یہ علم ان کو دیا ایک دن یہ ایک نجف کے علاقے سے گزر رہے تھے نجف اس وقت ایک چھوٹا سا گاؤں تھا دیکھا اس وقت ایک بوڑھا موچی زمین پہ بیٹھا ہوا ہے اور لوگوں کی جوتیوں کو پیوند لگا رہا ہے اچھا اتنا بوڑھا اتنا بوڑھا کہ ڈاڑھی اور بھنوؤں کے بال سفید ہو چکے ہیں کمر جھک چکی ہے کھال باقاعدہ لٹک آئی ہے اس سے بیٹھا نہ گیا سہارا لگا کے بیٹھا مگر جوتوں کی مرمت کر رہا ہے خاصا مشکل کام ہے۔ سید رضی کو رحم آیا آگے بڑھے اور بڑھ کر اس سے کہا اے شخص اس بڑھاپے میں تو اس کام کو انجام دے رہا ہے میں تیری مدد کرنا چاہتا ہوں یہ کہہ کے ایک مرتبہ وہ جو سانچہ ہوتا ہے جس کو عربی میں لوام کہتے ہیں' اس پر جوتا رکھ کے مرمت کرتا ہے اس کی طرف اشارہ کیا اور عمل پڑھا تو وہ سونے کا بن گیا کہا یہ لے جا تیری زندگی خیر و عافیت سے گزرے گی۔ بس یہ منظر اس نے دیکھا دیکھئے میرا موضوع مال فتنہ ہے مال ایک آزمائش ہے ادھر اس نے دیکھا چہرے پر مسکراہٹ آگئی کہا تمہارے پاس بہت علم آگیا ہے اچھا میں اس کو قبول کرلوں' اب ایسا کرو کہ اس سونے کو دوبارہ لوہا بنا دو' اب سید رضی چکرائے کہ پتھر یا لوہے کو سونا بنانا تو آتا ہے مجھے مگر سونے کو لوہا بنانا واقعاً یہ ممکن نہیں' اس نے ایک مرتبہ ٹھوکر ماری وہ دوبارہ لوہا بن گیا کہا کہ مجھے ہر چیز کا پتہ ہے کیونکہ میں امام زمانہؑ کی شاگردی میں رہ چکا ہوں' مجھے ہر چیز کا پتہ ہے لیکن اپنے ہاتھ سے کما کے روزی کھاتا ہوں۔ امام نے معجزات کی کمائی کھانے کا حکم نہیں دیا' یہی دولت میرے لیے کافی ہے کہ جس سے میرا اس طرح گزارہ ہوتا ہے کہ میں ایک رات کے لیے سوتا ہوں تو اگلے دن کے

لیے کچھ جمع نہیں ہوتا بھی میرے لیے کافی ہے' یہ ہیں انما اموالکم اولادکم فتنہ سورہ تغابن سے گھبرانے والے کہ دولت جمع نہ ہونے پائے مال جمع نہ ہونے پائے غربت قبول ہے فقر و فاقہ قبول ہے مگر مال کا جمع ہونا قبول نہیں تو مومن کو سب سے زیادہ اس سے ڈرنا چاہیے۔ اگر مال کی دل میں محبت ہے تو سمجھ لیجیے لا الہ الا اللہ بھی ناقص ہے مال کی محبت دل سے نکال لے تب انسان پہلے مرحلے سے نکل جائے گا! اور یہی سبب اور یہی وجہ ہے کہ خاندان اہل بیت آٹھ آٹھ وقت کے فاقے رہتے ہیں۔ آٹھ آٹھ پہر کے فاقے رہتے ہیں کیوں مال بڑی آزمائش ہے بڑا امتحان ہے فاطمہ زاہرہؑ کو یہ قبول کہ اس کے بچے فاقے میں رہیں یہ قبول نہیں کہ ان کے گھر میں مال و دولت کی کثرت ہو جائے'

حضرت فاطمہؑ کی تربیت::

چنانچہ آپ دیکھیں تاریخ میں خیبر کے قلعے کی فتح کے بعد کہ جب سارے مدینے کے ہاتھ میں دولت آئی اور علیؑ خالی ہاتھ آئے تو فاطمہؑ شکر کے سجدے میں تھیں کہ پروردگارہ تیرا شکر ہے کہ میں نے پہلے دن ہی سے یہ سوچا ہوا تھا کہ اس دولت کو گھر میں نہیں آنے دینا دروازے ہی سے رخصت کر دینا ہے' کیونکہ مال سب سے بڑی آزمائش ہے مال بڑا فتنہ ہے حسنؑ و حسینؑ کے اترے ہوئے چہرے زینبؑ و ام کلثومؑ کی فاقوں سے بری حالت یہ فاطمہ زاہرہؑ کے لیے قبول ہے فخر ہے مگر دولت گھر میں نہیں آنی چاہیے اس لیے کہ سب سے بڑی آزمائش یہی ہے سب سے بڑا امتحان

یہی ہے سیرت فاطمہؑ کا سب سے اہم درس بھی یہی ہے کہ کبھی مال کی محبت تمہارے دل میں پیدا نہ ہونے پائے کیونکہ ساری خرابیوں کا آغاز یہاں سے ہوتا ہے ساری برائیاں شروع یہاں سے ہوتی ہیں جہاں مال و دولت کی محبت دل میں پیدا ہوگئی ہو ۔ چنانچہ یہ واقعہ ہمارے سامنے نظر آتا ہے اب یہ بھی دیکھیں ضمناً ایک بات آگئی کہ مال و دولت کی محبت دل سے نکالی کیسے جائے اللہ کا رسولؐ بیٹی کے گھر میں آئے۔ بیٹی باپ کے استقبال کے لیے کھڑی ہوتی ہے مگر جیسے ہی کھڑی ہوئی فاطمہؑ کو غش آگیا اور غش کھا کے گر پڑیں یہ منظر رسولؐ نے بھی دیکھا یہ منظر علیؑ نے بھی دیکھا خیبر کے قلعے کے دروازے کو اکھاڑنے والا مولا' آج اپنی بیوی کو سنبھالنا پڑ رہا ہے کیا کیفیت ہوگی' آنکھوں میں آنسو آگئے ہیں' فاطمہؑ پہ پانی چھڑک کے ہوش میں لایا گیا' پہلا سوال علیؑ کرتے ہیں شہزادی یہ آپ کی کیا حالت ہے ۔ اب فاطمہؑ جواب دیں تو کیا جو راز بہت دیر سے چھپا رہی ہیں وہ ظاہر ہو جائے گا جب دوبارہ اقرار کیا تو صدیقہ طاہرہؑ خلاف حق تو بیان نہیں کر سکتیں کہا اے ابوالحسنؑ آٹھ وقت سے میں نے کوئی غذا استعمال نہیں کی اس وجہ سے میری یہ حالت ہوگئی ہے علیؑ سوال کرتے ہیں اے بنت رسولؐ آپ نے آٹھ وقت سے غذا کیوں استعمال نہیں کی ؟ کہا اے علیؑ آپ کو معلوم ہے گزشتہ تین دن سے جو پیسے آپ لے کر آتے ہیں وہ اتنے قلیل اور کم ہوتے ہیں کہ میں سب کے لیے کھانا تیار کروں تو سب بھوکے رہ جائیں گے' میرے بچوں کا پیٹ خالی رہ جائے گا اور آپ کو تکلیف ہوگی' مدینے کے حالات کچھ خراب تھے کاروباری قافلے کم آ رہے تھے ۔ میرا مولا کہتا ہے بنت رسولؐ پھر آپ نے مجھے

کیوں نہیں بتایا فاطمہؑ نے کھانا پکایا ہے لیکن گھر میں بالکل کھانا نہ ہو جب بھی صبر کرنا آسان ہے' لیکن کھانا اپنے ہاتھ سے تیار کیا شوہر اور بچوں کو کھلا دیا مجھے کیوں نہیں بتایا' علیؑ سوال کر رہے ہیں فاطمہؑ نے کیا کہا یہ ہے طریقہ مال کی محبت کا دل سے نکالنے کے لیے ایک طریقہ فاطمہؑ نے کہا کہ جب میں بابا کے گھر سے آ رہی تھی تو بابا نے وقت رخصت میرے سر پر ہاتھ رکھا اور ایک جملہ کہا فاطمہؑ بیٹی میں نے تمہارا رشتہ اس سے کیا ہے جو میرے بعد اس کائنات میں افضل ترین شخص ہے لیکن اس کے گھر میں تمہیں دولت دنیا نہیں ملے گی' کوئی ایسی خواہش نہ کرنا جو تیرا شوہر پورا نہ کر سکے' اور اس کے دل کو تکلیف پہنچے' میرے بابا نے مجھے منع کر دیا تھا اس لیے میں نے اس وقت اپنے آپ سے عہد کیا تھا کہ میں کبھی اپنے شوہر کے سامنے کوئی خواہش ظاہر نہیں کروں گی' اے علیؑ اگر میں یہ بات آپ کو بتا دیتی تو بابا سے کیے ہوئے عہد کی خلاف ورزی ہو جاتی' کیا پتہ چلا ہمیں کہ یہ محبت ہے مال و دولت کی والدین اس انداز سے بیٹی کی تربیت کرے، وقت رخصت کہا جائے بیٹی جہاں تو جا رہی ہے وہاں دولت دنیا کی خواہش نہ کرنا کہیں تیرا شوہر تیری خواہش کو پورا نہ کر سکے اس طرح سے ایمان کامل ہوتا ہے' مال وہ چیز ہے کہ جس کی محبت اگر بچپنے میں والدین کی تربیت ہو تو دل سے نکل سکتی ہے کیسی تربیت فاطمہؑ محتاج نہیں ہیں تربیت کی، ہمارا عقیدہ ہے فاطمہ معصومہ ہیں محتاج نہیں لیکن پیغمبرؐ ایک سیرت قائم کر رہے ہیں کہ یہ طریقہ اولاد کو تربیت دینے کا۔ فاطمہؑ نے ساری زندگی علیؑ سے کوئی فرمائش نہیں کی فرمائش کو چھوڑیں کوئی تکلیف بھی اپنی علیؑ کو نہیں بتائی یہاں تک کہ مولا کو کہ میری

بیوی کے پہلو پر کوڑے کا نشان ہے اس وقت پتہ چلا جب غسل خانے میں میت کو غسل دیا جا رہا تھا۔ دیکھیں فاطمہؑ کا صبر باپ کی تربیت ظاہری تربیت ورنہ معصومہ ہیں اور باپ سے کیے ہوئے وعدے پر پابند ہیں جسم پر زخم ہے یہ بھی شوہر کو پتہ نہ چلا' پتہ چلا تو جب غسل دینے غسل خانے میں فاطمہؑ کو لے کے گئے۔ یہ طریقہ ہو والدین کے لیے. یہ سیرت فاطمہؑ کا سبق ہے کوئی خواہش ظاہر نہیں کی ہاں مگر ایک چیز ہمارے سامنے ہے فاطمہؑ نے یہ سنت قائم کی کہ دولت دنیا میں سے کوئی چیز شوہر سے نہیں مانگی اپنی ذاتی کوئی چیز شوہر کو نہیں بتائی لیکن جہاں ماتم کا مسئلہ آیا تو علیؑ سے خواہش ظاہر کرتی ہیں ایک ہی تو خواہش ہے فاطمہؑ کی یہ تاریخ کے اوراق پر ہے کہ جب اطلاع دی مولا نے کہ بنت رسولؐ ایک پیغام میرے ذریعے سے بھجوایا گیا ہے حکومت وقت کا پیغام فاطمہؑ سے کہیں یہ دن کو رویا کریں یا رات کو حکومت کا پیغام آ رہا ہے مولا ہے میرے مولا کس طرح سے یہ پیغام فاطمہؑ تک پہنچایا ہوگا تو فاطمہؑ نے کہا یا اباالحسنؑ پس جب میں بابا سے ملاقات کروں گی تو پہلی فریاد یہی کروں گی بابا آپ کی امت نے بیٹی کو باپ کا ماتم بھی نہیں کرنے دیا۔ ہائے یہ فاطمہ۔ ہر بیٹی کو یہ حق ملتا ہے باپ پر ماتم کرنے کا تو فاطمہؑ کو وہ حق بھی نہیں دیا جا رہا۔ اب فاطمہؑ کا طریقہ کیا ہے صبح سویرے گھر کے سارے کاموں سے فارغ ہوں حسنینؑ کے بازو کو تھاما حجرے سے نکل کر بقیعے میں چلی گئیں سارا دن ماتم کرتی ہیں شام کو واپس آجاتی ہیں ساری رات حجرے میں ماتم سارا دن بقیعے میں ماتم فاطمہؑ نے ابھی مکان کی خواہش ظاہر نہیں کی کیوں کیونکہ بقیہ کے قبرستان کے پچھواڑے کھجور کا ایک درخت

تھا اس کے سائے میں بی بی بیٹھ جاتی ہیں اور ماتم کرتی ہیں۔ لیکن ایک دن وہ آ گیا جب فاطمہؑ وہاں پہنچیں تو دیکھا کہ کھجور کا درخت بھی کاٹا جا چکا ہے بیٹی کو اس سائے سے بھی محروم کیا جا چکا ہے۔ جس کے نیچے بیٹی باپ کا ماتم کر سکے صبت علی مصائب لو انھا صبت علی الایام بیٹی اپنا لکھا ہوا ماتم پڑھ پڑھ کے بابا کو یاد کر رہی ہے معصومہ مجلس پڑھ رہی ہیں معصومؑ سن رہے ہیں ہاں تاریخ میں اتنا اور ہے کہ صبح کو گھر سے نکل کر بیٹھ جاتی ہیں سارا دن معصومہ ذاکری کرتی ہیں معصوم ذکر سنتے ہیں شام کو واپس جاتی ہیں جب نکلتی ہیں تو کس انداز سے اس انداز سے کہ سر پر چادر ہے ایک ہاتھ سے حسنؑ کا ہاتھ تھاما ہوا ہے۔ حسنؑ ساتھ ساتھ آ رہے ہیں ایک ہاتھ میں اعصا پکڑا ہوا ہے۔ اعصا کے لفظ نے مجھے تعجب میں ڈال دیا فاطمہؑ کے ہاتھ میں اعصا کیوں آ گیا فاطمہؑ کی عمر کیا ہے کہ اعصا کی ضرورت پیش آ گئی۔ تاریخ نے بتایا شہزادی کی عمر 18 سال تھی 18 سال جوانی کا آغاز طاقت کا شباب ہائے غموں نے فاطمہؑ کو کتنا بوڑھا کر دیا کہ 18 سال کی فاطمہؑ بغیر اعصا کے سہارے نہیں چل سکتیں بغیر اعصا کے سہارے سفر نہیں کر سکتیں ہیں ہائے غموں نے فاطمہؑ کو کتنا جلد ضعیف کر دیا ہے۔

حضرت بلال کی اذان::

تاریخ کہتی ہے رسولؐ کا انتقال ہو گیا بلال حبشی رسولؐ خدا کے موذن ہیں ایک مرتبہ جیسے ہی بلال رسولؐ کی قبر کو دیکھا عہد کیا اللہ کے رسولؐ ایک اذان میں نے آپ کے

لیے دی' اب میرا آپ سے عہد ہے کہ اب کسی اور کے لیے اذان نہیں دوں گا' لیکن معلوم ہے جب تک میں مدینے میں ہوں حکومت مجبور کرسکتی ہے مدینہ چھوڑ کے شام چلے گئے شام میں رہے' چند ہی دن گزرے ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ رسولؐ خدا خواب میں آئے اے بلال سب کی طرح تم نے بھی اس کو بھلا دیا سب کی طرح تم بھی ہمیں چھوڑ کر آ گئے' بس تڑپ اٹھے بلال لبیک یا رسولؐ اللہ لبیک یا رسولؐ اللہ کے رسول آپ کا غلام بلال حاضر ہے اونٹ کی پشت پر سوار تھے جانور کو دوڑاتے ہوئے مدینے میں آئے مدینے میں اطلاع ملی سارا مدینہ بلال کے استقبال کو نکلا' عورتیں چادریں اوڑھ کر اپنے بچوں کو لے کر ہمارا آقا آ گیا ہے ہمارا آقا آ گیا ہے کیوں کہ بلال نے جب سے مدینے میں قدم رکھا ہر ایک کو ایک ہی جواب دے رہے ہیں' ہر ایک کا ایک ہی سوال ہے' بلال جب سے رسولؐ گئے ہیں تمہارے اذان نہیں سنی ہے ایک مرتبہ اپنی اذان سنا دو اور بلال ہاتھ باندھتے ہیں میں رسولؐ سے وعدہ کر چکا ہوں' اب میں کسی کے لیے اذان نہیں کہوں گا' چلتے چلتے مسجد النبوی کا دروازہ آ گیا ادھر دروازے کے قریب آئے خدا آپ کو مدینے لے جائے باب جبرائیل کی زیارت کریں باب جبرائیل پر پہنچے تو کیا دیکھا حجرہ فاطمہؑ کا دروازہ کھلتا ہے حسنؑ و حسینؑ دوڑ کے آتے ہیں' چچا بلال ہمارا سلام لیجیے بلال نے شہزادوں کی گفتگو سنی ایک مرتبہ جھکے ایک کندھے پہ حسنؑ کو بٹھایا ایک کندھے پہ حسینؑ کو بیٹھایا۔ ایک مرتبہ اس شان سے آگے بڑھ رہے ہیں مدینے والوں کو تعجب ہوا کہا بلال سارا مدینہ آپ کو آقا کہہ رہا ہے اور آپ نے ان ننھے بچوں کو کندھے پہ بٹھا لیا۔ بلال کہہ رہے ہیں ارے تمہیں کیا ہوا ہے اتنے جلدی بھول گئے ہیں۔ تم نے اپنے آقا رسول کو دیکھا اس حالت میں مسجد میں آتے تھے ایک کندھے پہ حسنؑ ہوتے تھے ایک کندھے پہ حسینؑ ہوتے تھے' بلال

مسجد میں داخل ہو چکے ہیں ادھر مسجد میں داخل ہوتے ہیں حجرہ فاطمہؑ کا دروازہ دوبارہ کھلا فضہ باہر نکلیں کہا بلال فاطمہؑ نے تجھے سلام بھجوایا ہے بلال شہزادی نے ایک خواہش ظاہر کی ہے کہ بلال ایک مرتبہ اور اذان سنا دو۔ بلال نے سر جھکایا فضہ شہزادی سے کہو۔ میں حضورؐ سے وعدہ کر چکا ہوں فضہ واپس چلی گئیں تھوڑی دیر بعد پھر آئیں کہا بلال فاطمہؑ نے کہا ہے میرے حق کی قسم ایک مرتبہ اذان سنا دو۔ بس اتنا سننا تھا فاطمہؑ نے اپنے حق کا واسطہ دیا بلال نے فوراً فیصلہ کیا فاطمہؑ کوئی غیر تو نہیں ہیں رسول کا جز ہیں اگر میں فاطمہؑ کا کہا مانوں گا تو عہد کی خلاف ورزی نہیں ہو گی حسنینؑ کو کندھے سے اتارا گلدستہ اذان پر گئے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے اللہ اکبر ایک مرتبہ تکبیر بلند کی ہائے فاطمہؑ کان میں بلال کی آواز آئی وہ وقت یاد آ گیا میرا بابا نماز سے پہلے میرے حجرے میں آتا تھا چاروں طرف دیکھنے لگیں کہا بابا آ جائیں اذان شروع ہو چکی ہے ادھر بلال نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ فاطمہؑ بے چین ہو گئیں بے قرار ہو گئیں بابا عمامہ پہن لیجئے عباء کندھے پہ ڈال لیجئے میں دروازہ کھولتی ہوں باہر نکلنے کی تیاری کریں بیٹی بے چین ہے تیسری آواز آئی اشہد ان لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ کہا بلال دوسری مرتبہ کہنا چاہتے ہیں دروازہ کھول کے فضہ باہر آئیں بلال ٹھہر جاؤ آگے نہ کہنا, بلال گھبرا گئے, کیا بات ہیں کہا جیسے ہی تم نے رسولؐ کا نام لیا شہزادی غش کھا کے گر پڑیں ہائے بابا کہہ کے گر پڑی بس میرا دل چاہتا ہے ہاتھ موڑ کے کہوں شہزادی آپ نے باپ کا نام سنا برداشت نہ کر سکیں یتیمی ہی ایک ایسی چیز ہے مگر بی بی آپ نے نام سنا بابا کا تو بلال جیسے صحابی کی زبان سے سنا

ہائے کربلا کی تپتی ریت۔ راستے میں کوڑے کھاتی گئیں بابا کا نام بھی نہ لے سکیں۔

قیامت کی علامات

کیا وہ قیامت کے علاوہ کس چیز کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آ جائے۔ یقیناً اس کی علامات تو آ چکیں۔ فر رسول اللہ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ بہترین گفتگو اللہ کی کتاب ہے اور افضل ترین ہدایت اللہ کی ہدایت ہے اور بدترین امور نئے پیدا شدہ ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے پس ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول قیامت کب آئے گی۔ فرمایا جس سے سوال کیا گیا ہے اس سائل سے زیادہ اس کا علم نہیں وہ نہیں آئے گی مگر اچانک پس وہ شخص کہنے لگا اس کے علامات ہمیں بتائیے فرمایا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک علم نہ اٹھ جائے زلزلے زیادہ نہ ہوں فتنے اور فساد کثرت سے ہوں، ہرج و مرج ظاہر ہوں اور تم میں خواہشات زیادہ ہوں۔ آباد جگہ برباد اور برباد آباد ہو جائے، مشرق میں اور مغرب میں جزیرہ عرب میں زمین دھنس جائے اور سورج مغرب سے طلوع کرے اور دابۃ الارض خروج کرے اور دجال کا ظہور ہو اور یاجوج و ماجوج زمین میں پھیل جائیں اور عیسی ابن مریم کا نزول ہو۔ پس وہ کسی میں ذرہ برابر ایمان نہیں پائے گی مگر وہ اس سے چھین لے گی۔ اور قیامت صرف برے لوگوں پر قائم ہو گی، پھر عدن کی طرف سے آگ آئے گی باقی زمین پر جو لوگ باقی ہوں گے ان کو جلا کے محشور کرے گی۔

لوگوں نے عرض کیا یہ کب ہوگا۔اے اللہ رسول۔فرمایا جب تمھارے قاری امراء کے ساتھ منافقت کریں اور تم اغنیاء کی تعظیم کرو گے اور فقراء کی اہانت کرو گے اور تم میں راگ ظاہر ہوگا اور زنا عام ہوگا اور مکان اونچے اونچے بنیں گے اور تم قرآن راگ سے پڑھو گے اور اہل باطل اہل حق پر غالب آجائیں گے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کم ہو جائے گا ۔اور نماز ضائع کردی جائے گی اور شہوات کی اتباع کی جائے گی اور خواہش کی طرف جھکا جائے گا، پس ظالم امیر آگے بڑھیں گے پس وہ خیانت کریں گے اور وزیر فاسق ہوں گے ۔اور قاریوں میں حرص وطمع اور علماء میں نفاق ظاہر ہوگا۔تو اس وقت ان پر بلاء ومصیبت نازل ہوگی۔ حالانکہ کوئی امت مقدس و پاک نہیں ہوسکتی جب تک اس کے کمزور کی صاحب قوت کے خلاف امداد نہ کی جائے۔مساجد میں نقش ونگار کیے جائیں گے اور صفیں زیادہ ہوں گی اور مساجد میں چیخ وپکار کثرت سے ہوگی ،جسم اکٹھے ہوں گے اور زبانیں مختلف ہوں گی۔مصاحف قرآن مجید پر سونے کا پانی چڑھایا جائے گا اور منبر اونچے بنائے جائیں گے۔اور ہر ایک کا دین اس کی زبان کی چاٹ ہوگا۔اگر اسے کچھ دیا جائے تو شکریہ ادا کریگا اور اگر روک دیا جائے تو کفران نعمت کرے گا۔اور چھوٹوں پر رحم نہیں کریں گے اور بڑوں کی عزت ووقار نہیں سمجھیں گے اپنے نفسوں کو ترجیح دیں گے ،ان کے اہل حرم سے بدکاری کی جائے گی وہ حکم میں ظلم وجور کریں گے ,غلام ان کے حاکم ہوں گے اور لونڈے ان کے مالک اور ان کے معاملات کی تدبیر عورتیں کریں گی۔مرد سونے چاندی کے زیورات پہنیں گے اور ریشم ودیباج زیب تن کریں گے اور لڑکیوں ، تیتروں کی سب وشتم اور قطع رحمی کریں گے۔راستہ خوفناک کردیں گے ,چونگیاں قائم کردی جائیں گی اور

مسلمانوں سے جنگ اور کفار سے صلح کریں گے پس اس وقت بارش زیادہ ہوگی اور انگوری کم اگے گی۔ استہزاء کرنے والے زیادہ اور علماء کم ہوگے، امراء زیادہ اور امین تھوڑے ہوں گے۔ اس وقت دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے جاری ہوگا اس کے کنارے لوگ قتل ہوگے پس سو میں سے ننانوے مارے جائیں گے اور ایک بچے گا، جب میری امت علم نجوم کی تصدیق اور قضاء قدر کی تکذیب کرے گی جب وہ امانت کی غنیمت صدقہ کو چٹی بدکاری کو مباح عبادت کو تکبر اور لوگوں پر اپنی بڑائی سمجھیں گے بدکاری کو مباح عبادت کو تکبر اور لوگوں پر اپنی بڑائی سمجھیں گے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں جان ہے۔ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم پر فاسق امیر خیانت کرنے والے وزیر اور حکومت کے معاون ظالم اور فاسق قاری اور جاہل عبادت گزار نہ ہوں۔ خداوند عالم ان پر تاریک غبار والے فتنے کا دروازہ کھول دے گا۔ پس وہ اس میں سرگردان ہوں گے۔ جس طرح یہودی سرگردان ہوئے تھے اس وقت اسلام کا ایک ایک دستہ ٹوٹنے لگے گا۔ یہاں تک کہ صرف اللہ اللہ کہا جائے گا۔

موت کے وقت مومن کی حالت::

نبی اکرمؐ نے فرمایا، جب مومن کی موت کا وقت ہوتا ہے تو خدائے رحمٰن کے فرشتے اس کے پاس سفید حریر لیکر آتے ہیں پس اس کی روح کو کہتے ہیں چلی آ راضی و مرضی روح دریحان اور اپنے پروردگار کی طرف جو غضب ناک نہیں تو وہ روح اس طرح نکلے گی جیسے خوش بو کستوری سے نکلتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض فرشتے دوسروں سے اسے لیتے ہیں پس وہ

اسے لے کر آسمان کے دروازے تک پہنچتے ہیں تو اس کے رہنے والے کہتے ہیں کس قدر عمدہ ہے اس کی روح خوشبو اور جب ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو ہر ایک کے رہنے والے یہی کہتے ہیں یہاں تک کہ اسے جنت میں ارواح مومنین کے پاس لے جاتے ہیں تو اس دنیا کے ہم وغم سے راحت و آرام مل جاتا ہے اور باقی رہا کافر تو اس کے پاس عذاب کے فرشتے آتے ہیں۔ تو اس کی روح سے کہتے ہیں کہ کارہ و کر رودہ ہو کر نکل اللہ کے عذاب و سزا اور اس پروردگار کی طرف جو تجھ پر غضب ناک ہے۔ نبی اکرم نے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ حالت احتضار میں مردہ آنکھیں پھاڑ کے دیکھتا ہے لوگوں نے کہا ہاں ایسا ہوتا ہے فرمایا اس کی نظر اس کی روح کے پیچھے ہوتی ہے۔ نبی اکرم نے فرمایا ہر گھر میں ملک الموت روزانہ پانچ مرتبہ آتا ہے۔ جب کسی شخص کو دیکھتا ہے کہ اس کی مدت اور اس کی روزی ختم ہو گئی ہے تو موت کا غم اس میں ڈال دیتا ہے۔ پس موت کے دکھ و درد اور اس کے شدائد و مصائب اسے گھیر لیتے ہیں اس کے گھر والوں میں سے کوئی اپنے بال کھول دیتا ہے کوئی اپنے منہ پر طمانچے مارتا ہے۔ کوئی درد ناک آواز میں روتا ہے کوئی واویلا کر کے چیخ و پکار کرتا ہے تو ملک الموت کہتا ہے تو پر ویل و ہلاکت ہو یہ جزع و فزع کس لیے ہے۔ میں نہ تم میں سے کسی کا رزق لے کر گیا ہوں اور نہ اس کی اجل کو نزدیک لایا ہوں اور جب تک مجھے حکم نہیں ملا میں نہیں آیا۔ اور نہ ہی میں نے اس کی روح قبض کی ہے، جب تک کہ میں نے اجازت نہیں لے لی اور میں نے تو بار بار تمہاری طرف آنا ہے یہاں تک کہ تم میں سے ایک بھی باقی نہ رہے گا۔ پھر فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم اس کو دیکھ لو اور اس کا کلام سنو تو اپنے مردہ سے غافل ہو جاؤ اور اپنے اوپر رونے لگو۔ جب میت کو چارپائی پر اٹھایا جاتا ہے تو اس کی روح اس کے اوپر پھڑ پھڑاتی ہے اور پکارتی ہے اے میرے گھر والوں اے میری اولاد دنیا تمہارے ساتھ نہ کھیلے جس طرح مجھ

سے کھیل کھیلی ہے۔ میں نے حلال وغیر حلال سے مال جمع کیا ہے اور اسے تمہارے لیے چھوڑے جا رہا ہوں۔ اس کی خوش گواری تمہارے لیے ہے اور باز پرس مجھ سے ہوگی۔ پس ڈرو اس مصیبت سے جو مجھ پر نازل ہوئی ہے۔ سلمان فارسی نے فرمایا تین چیزوں نے مجھے ہنسایا اور تین ہی چیزوں نے رلایا۔ مجھے اس غافل پر ہنسی آتی ہے جس سے غفلت نہیں برتی گئی۔ اور اپنے ملنے والے کے سامنے ہنستا ہے۔ حالانکہ موت اس کی تلاش میں ہے اور جو دنیا کی امید رکھتا ہے حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کی موت کب آ جائے گی اور مجھے دوستوں کی جدائی آخرت کی ہولناکی اور اللہ کی بارگاہ میں حاضری نے جب کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے خوش ہے یا ناراض نے رلایا ہے اور جان لو خدا تم پر رحم کرے کہ صحیح وسالم کو اس بیماری کی توقع ہے جو اسے ہلاک کرے گی۔ اور ایسی موت جو اسے بلا ومصیبت کے نزدیک کرے گی گویا وہ دنیا میں رہا ہی نہیں۔ حالانکہ وہ اسی کی طرف مائل ہے موت اس پر نازل ہوئی ہے جب کہ وہ اپنے اہل وعیال کے درمیان پڑا ہے۔ لیکن ان کی بات نہیں سمجھ سکتا، اور نہ ان کے سلام کا جواب دے سکتا ہے۔ اس کا چہرہ زرد ہو چکا ہے۔ اس کی نظر پھٹی ہوئی ہیں۔ اس کے سینے سے آواز نکل رہی ہوتی ہے اس کا تھوک خشک ہو چکا ہے اس کے جوڑ کانپ رہے ہوتے ہیں۔ اور اس کی انتڑیاں پھڑک رہی ہوتی ہیں اس کے دوست واجبات اس کے اردگرد ہوتے ہیں دیکھتا ہے لیکن انھیں پہچانتا نہیں۔ ان کی آواز سنتا ہے۔ لیکن جواب نہیں دے سکتا اسے پکارا جاتا ہے، وہ جواب نہیں دے سکتا، وہ قصر ومحلات اپنے پیچھے چھوڑ رہا ہے اور گھر اس سے خالی پڑے ہیں اور وہ مردوں کی گردنوں پر سوار ہے اور اسے جلدی مردوں کے محلے اور خسارہ کے گھر اور تنہائی مسافرت اور وحشت کی جگہ کی طرف لیے جا رہے ہیں۔ پھر وہ اس کے مال کو تقسیم کر لیتے ہیں۔ اور اس کے گھر میں رہنے لگتے ہیں۔